UNIVERSAL LIBRARY
OU_224089
UNIVERSAL LIBRARY

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے - تو للعہ کا منی آرڈر بھیجکر اب بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ ڈاک حاضر خدمت ہوتی رہیگی

اٹھارہویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو - ایم رینالڈز کے سب سے زبردست ناول کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن - خونی تلوار - وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۵ء

لال برادرس
دھلی

ہیڈ آفس ۱۳۸ - پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اشاعت اول
قیمت عہ ر

حقوق محفوظ

موسم گرما کے دو بڑے دشمن
یعنی

ہیضہ اور طاعون

سردی۔ گرمی۔ کف۔ کھانسی وغیرہ تو ہر انسان کے ساتھ لگا ہی رہتا ہے مگر ہیضہ اور طاعون یہ دو ایسے مرض ہیں جس کے ہوتے ہی گھر میں ماتم پڑجاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہیضہ اور طاعون کے مریض بہت ہی کم بچتے ہیں

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کا

اصل عرق کافور اور طاعون کی گولیاں

۳۱ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ ہیضہ کے لئے اصل عرق کافور ایک ہی دوا ہے ہیضہ کے ہوتے ہی اگر اصل عرق کافور دیا جائے تو ۱۰۰ میں ۹۹ آدمی بچتے ہیں۔ یہی حالت طاعون کی گولیوں کی ہے۔ طاعون کے زمانہ میں ایک گولی روز صبح کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ کھا لینے سے خون میں کچھ ایسا اثر ہوتا ہے جس سے پلیگ کے کیڑے نہ ٹھہر سکتے ہیں اور نہ ان کا زہر اثر کر سکتا ہے۔ جب یہ بات ہے تو اصل عرق کافور کی ایک شیشی اور طاعون کی گولیوں کی ایک ڈبیہ ہر گھر گرہست کو ضرور رکھنا چاہیئے۔ قیمت کچھ زیادہ نہیں ہے۔ عرق کافور فی شیشی ۶ر طاعون کی گولیاں ۶۰ گولیوں کی بڑی ڈبیہ عہ ۳۶ گولیوں کی چھوٹی ڈبیہ ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر

بچے بوڑھے جوان تینوں کے لئے ایک ہی معجون

لال شربت

اگر آپ اپنے بچوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلائیے۔ کلیجہ کی کمزوری کھانسی دلاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پیدائش کے وقت سے ہوشیار رہنے تک وہ یکساں فائدہ کرتی ہے۔ پینے میں شیریں اور رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے بچے خواہش سے پیتے ہیں۔ آپ بھی اپنے بچوں کو پلا کر آزمائش کیجیے۔ یہ لال شربت بچے سے بوڑھوں تک کو یکساں فائدہ کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ محصول ڈاک ۸ر

ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس ۱۴۲ ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ :- منیجر صاحب پیسہ اخبار لاہور

نظارہ پرستان

اٹھارہویں جلد

باب ۱۱۴ (بقیہ)

شام ہو چکی تھی۔ مگر پولیس مجسٹریٹ کی عدالت میں صاحب مجسٹریٹ کا اجلاس ابھی تک جاری تھا۔ اتنے میں دو نو سپاہی برکر کو جس نے وہی یہودی وضع کا لباس پہنا ہوا تھا۔ ساتھ لیکر حاضر ہوئے۔ غیر معمولی خبریں غیر معمولی تیزی رفتار کے ساتھ مشہور ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ برکر کی گرفتاری کی خبر بھی بہت جلد اطراف میں پھیل گئی تھی کہ ہر بچہ کی زبان پر اسی کا ذکر سننے میں آتا تھا۔ برکر کے حاضر عدالت کئے جانے کے تھوڑی دیر بعد اجلاس کا کمرہ ہر طبقہ کے تماشائیوں سے بھر گیا۔ اور تل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہی۔ جن سپاہیوں نے اسے پکڑا تھا۔ ان میں سے ایک نے بیان دیا کہ بازار میں ایک اجنبی شخص نے مجھے خبر دی تھی کہ یہ آدمی جس نے یہودی طرز کا لباس پہنا ہوا ہے۔ در اصل برکر ہے۔ میں نے یہ خبر پاتے ہی اپنے ساتھی کی مدد سے اسکو گرفتار کیا۔ اس کے بعد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بیان کیا کہ ملزم وہی شخص ہے۔ جو قتل عمد کے ایک مقدمہ میں جیلخانہ لورپول میں زیر حراست تھا۔ مگر کسی طرح بچکر نکل گیا۔ گواہ نے ایک اشتہار بھی پیش کیا جس میں اس کا حلیہ اور گرفتاری کا انعام درج تھا۔

"اس کے علاوہ" افسر مذکور نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "بعض ایسے حالات لیمبتھ کے ایک مکان کے تہ خانہ میں اس قسم کے معلوم ہوئے ہیں جن سے اس آدمی پر اتنے سنگین الزامات عائد ہوتے ہیں۔ غالباً آپ اس معاملہ کو بھولے نہ ہونگے ...

"میرے نزدیک ان واقعات کی بحث لا حاصل ہے" صاحب مجسٹریٹ نے کہا۔ "عدالت

کا کام محض یہ معلوم کرنا ہے کہ جو قیدی جیل خانہ لورپول سے فرار ہوا تھا کیا یہی ہے۔ اگر ایسا ہو تو اسے دوبارہ وہیں بھیج دیا جائے گا۔ تاکہ آئندہ اجلاس سشن میں اس پر مقدمہ چلایا جا سکے۔ اب آپ وہ شہادت پیش کریں جس سے ثابت ہو یہی وہ آدمی ہے جو جیل خانہ لورپول سے فرار ہوا تھا۔“

”مفرور کا حلیہ موجود ہے۔ عدالت اس آدمی کا بھیس اتروا کر اسکی تصدیق کر سکتی ہے۔“ سپرنٹنڈنٹ نے عرض کیا۔

”حضور میں نے ملزم کی نقلی داڑھی اتارنے کی کوشش کی تھی۔“ ان سپاہیوں میں سے ایک نے جو برکر کو پکڑ کر لائے تھے کہا۔ ”مگر وہ کہنے لگا کہ بال اس مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں کہ گرم پانی کے بغیر نہ اتریں گے۔ اور چونکہ اتنی فرصت نہ تھی ۔ ۔ ۔“

”بہت اچھا تم اس آدمی کو دوسرے کمرہ میں لے جاؤ اور نقلی بال اتار کر واپس لاؤ“ عدالت نے حکم دیا۔

”حضور میں اس شخص کو اس صورت میں بھی شناخت کر سکتا ہوں۔“ ایک آدمی نے جو ہجوم کو چیرتا ہوا کمرہ عدالت میں داخل ہو رہا تھا۔ کہا۔ ”دراصل میں نے ہی وہ خبر دی تھی جس کی بنا پر اسے گرفتار کیا گیا ہے۔“

ہر شخص کی آنکھیں نو وارد کی طرف لگ گئیں۔ مگر برکر نے پیچھے مڑ کر اسکی صورت دیکھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ کیونکہ وہ آواز ہی سے پہچان گیا تھا۔ کہ جیک سمڈلے ہے۔ اس کے منہ سے کلمہ طیش نکلا۔ جوش سے مٹھیاں کس گئیں۔ اور اس نے سخت غصہ کی حالت میں دانت کٹکٹائے۔ مگر اس بے بسی میں کر کیا سکتا تھا؟ موقعہ ہوتا تو بھوکے شیر کی طرح وار کر کے سمڈلے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ یا اس کا گلا گھونٹ ڈالتا۔ مگر اس وقت سپاہیوں کی حراست میں بیکس و بے بس کھڑا تھا۔ ہاتھوں پہ ہتھکڑی دو طرف پولیس کے آدمی نگرین کی طرح حاضر اور آس پاس بے شمار لوگ موجود تھے۔ جو فوراً اس کا ہاتھ روک دیتے۔ ناچار مجبور ہو کر اپنی جگہ پر چپ چاپ کھڑا رہا۔

جیک سمڈلے گواہوں کے کٹہرہ میں داخل ہوا۔ اور جب اسے حلف دیا جا چکا۔ تو صاحب مجسٹریٹ نے مختلف سوالات پوچھنے شروع کئے۔

”حضور اس شخص کا اصلی نام بارنے ہے۔ مگر وہ زیادہ تر برکر کے نام سے مشہور ہے۔“ جیک سمڈلے نے کہا ”میرا اپنا نام جان سمڈلے ہے۔ اور چونکہ اشتہار میں لکھا ہوا تھا کہ جو شخص برکر کو گرفتار کرائے گا۔ وہ اگر مجرم ہے تو اس کا قصور معاف کر دیا جائے گا۔ اس لئے میں امیدوار ہوں کہ

حاضر ہوا ہوں ۔ میں نے ہی اس شخص کو گرفتار کرایا ہے ۔ اور اب اس کے خلاف شہادت دینے کو حاضر ہوا ہوں ۔"

جیک سمڈے کا نام سن کر کمرہ عدالت میں ایک عجیب سنسنی پیدا ہوگئی ۔ کیونکہ ہر شخص جانتا تھا کہ لیمبٹ کے جس مکان میں مردہ انسانوں کی ہڈیاں برآمد ہوئی تھیں ۔ اس کا مالک یہی آدمی ہے ۔

برکر اب تک خاموش تھا ۔ مگر اب کسی قدر نرم لہجہ میں اپنے لفظوں پر زور دے کر کہنے لگا "حضور یہ لوگ محض جھوٹ کہتے ہیں ۔ میں ایک غریب مگر دیانت دار یہودی ہوں ۔ اور عزت سے روزی کما کر کھاتا ہوں ۔ اپنے بیان کی تصدیق کے لئے پچاس گواہ حاضر عدالت کر سکتا ہوں ۔ یہ سفید جھوٹ ہے کہ میں نے کسی شخص سے گرم پانی سے داڑھی اتارنے کا ذکر کیا تھا ۔ کیونکہ سچ جانئے میری داڑھی ویسی ہی قدرتی ہے ۔ جیسے حضور کے گلچھے اور یہ شخص جیک سمڈے بڑا بزدل بڑا کمینہ اور بڑا پاجی ہے ..."

"مگر تم کو جو ایک دیانت دار آدمی ہو اس شخص کے اتنے مفصل حالات کیونکر معلوم ہوئے؟" صاحب مجسٹریٹ نے پوچھا ۔ "بہر حال یہ بحث جلد طے ہو سکتی ہے ۔ ہم ابھی معلوم کر لیں گے ۔ کہ تمہاری داڑھی اصلی ہے یا بناوٹی ..."

"حضور دیکھیں" اس سپاہی نے جو برکر کے دائیں طرف کھڑا تھا ۔ جلدی سے کہا "غور کرنے سے صاف معلوم ہوگا ۔ کہ اس کی داڑھی مونچھیں سراسر مصنوعی ہیں ۔"

"حضور میں بھی اس آدمی کو پہچانتا ہوں" حاضرین میں سے ایک اور شخص نے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی بڈھا جوہیقن کارنابی گواہوں کے کٹہرہ میں داخل ہوا ۔

اس نے بیان کیا ۔ میں علاقہ وسٹ مورلینڈ میں موضع وڈبرج کے گرجا کا گورکن اور محرر ہوں مجھے پینشلئے ایک نائب کی ضرورت تھی ۔ میں نے اس شخص کو نوکر رکھا ۔ کیونکہ اس وقت مجھے اس کے صحیح حالات معلوم نہ تھے ۔ مگر چند ہی دن بعد اس نے مجھے لوٹنے اور قتل کرنے کی کوشش کی ۔ گو بروقت امداد ملنے سے کامیاب نہ ہو سکا ۔ اس کے بعد حال میں میرا یہاں آنا ہوا ۔ تو اس جگہ بھی اس نے دھوکے سے میری نقدی چرالی ۔ آج میں نے اسے ایک بڈھا یہودی سمجھ کر دو تین بار کچھ سودا خریدا مگر اس کی بدلی ہوئی صورت کی وجہ سے پہچان نہ سکا کہ وہی آدمی ہے ۔"

اس پر عدالت میں ایک زوردار قہقہہ اڑا جسے آخر صاحب مجسٹریٹ کے حکم سے روکا گیا برکر نے جب دیکھا کہ بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ۔ تو یہی بہتر سمجھا کہ پھر لورپول کے جیل میں نہ پہنچنے کی صورت پیدا کی جائے ۔ کیونکہ وہاں سے بچاؤ کی کوئی صورت ہو یا نہ ہو ۔ بہر حال یہاں سے تو نا ممکن

میں کہنے لگا۔

"حضور میں ایک سیدھا صاف گو آدمی ہوں۔ اور نہیں چاہتا کہ انصاف کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کروں۔ میں عدالت کا وقت ضائع نہ کرنے کے خیال سے مان لیتا ہوں۔ کہ میں ہی وہ آدمی ہوں جس کا یہ لوگ ذکر کرتے ہیں۔ یعنی میرا ہی نام مسٹر بارنز اور عرف عام برکر ہے۔ اس لئے میرے خیال میں اس معاملہ پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی..."

ملزم کے بیان سے واقعی سب معاملہ صاف ہو گیا تھا۔ پس عدالت نے سپرنٹنڈنٹ سے مخاطب ہو کر حکم دیا۔ کہ اس شخص کو جتنا جلد ممکن ہو۔ لیورپول کے جیل خانہ میں پہنچا دینا چاہئے۔ گواہوں کے بیانات قلمبند ہو چکے ہیں۔ ان کی نقل تیار ہوتے ہی آپ قیدی کو ساتھ لے کر رخصت ہو جائیں۔

اس کے بعد دونو سپاہی برکر کو کمرہ عدالت سے باہر لے گئے۔ اور چونکہ عدالت کی حوالات کوتوالی کی حوالات سے جو بو سٹریٹ میں پاس ہی واقع تھی۔ زیادہ محفوظ سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے قیدی کو اسی جگہ رکھا گیا۔

اب جیک سمڈلے کو ملزموں کے کٹہرہ میں کھڑا کیا گیا۔ اور اس کے اقبالی بیان کی بنا پر حکم ہوا۔ کہ اس شخص پر عدالت سشن میں اس بنا پر مقدمہ چلایا جائے۔ کہ اس نے ایک عمر رسیدہ شخص اسمی سمتھ کو جو کچھ عرصہ پیشتر اس کے مکان واقع لیمبتھ میں رہا کرتا تھا۔ قتل کیا یا اسے قتل کرنے میں حصہ لیا۔ مگر اس کے ساتھ ملزم سے یہ بھی کہا کہ معافی کا جو وعدہ سرکاری طور پر کیا گیا ہے۔ وہ ضرور پورا ہوگا۔ مگر اس سے پہلے ضابطہ کی کارروائی عمل میں آنی ضروری ہے۔

آخر جب عدالت کا اجلاس ختم ہوا۔ تو رات کے آٹھ بج گئے تھے۔ اور چونکہ برکر کے مقدمہ کے کاغذات تیار کرنے سے پہلے جیک سمڈلے کے مقدمہ کی تکمیل لازم تھی۔ تاکہ اسے جیلخانہ ہارس مونگر لین میں بھیجا جا سکے۔ اس لئے سررشتہ دار اسی کام میں مصروف رہا۔ اور اسے برکر کے کاغذات تیار کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔

باب ۱۱۵

حوالات

جس وقت برکر عدالت بو سٹریٹ کے کٹہرہ میں کھڑا ہوا۔ بیان لکھوا رہا تھا۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ

اپنی نئی محبوبہ مسز آکسٹن کے لئے پھل پھول خریدنے کاونٹ گارڈن کی منڈی میں گئے ہوئے تھے - کیونکہ وہ اس عورت کو جو ان کے ایک خطرناک راز سے واقف ہو چکی تھی - ہر ممکن طریق پر خوش رکھنا چاہتے تھے - وہ اس خرید و فروخت میں مصروف ہی تھے - کہ اڑتی ہوئی خبر ان کے کانوں میں بھی پہنچی - کہ برک ایک بڈھے یہودی کے بھیس میں پکڑا گیا ہے - اور بوسٹریٹ کی عدالت میں اس کے بیانات قلمبند ہو رہے ہیں - اس خبر کو سن کر ایک لمحہ کے لئے ان کے بدن میں بے اختیار لرزہ پیدا ہو گیا - مگر پھر خیال آیا کہ ملزم خود اپنے فائدہ کے خیال سے یقیناً کسی ایسے واقعہ کا ذکر نہ کرے گا - جس کی بدولت اس پر اور زیادہ الزامات عائد ہو سکیں - زیادہ وجہ اطمینان یہ ہوئی کہ جس شخص کی زبانی برک کی گرفتاری کی خبر معلوم ہوئی تھی - اس نے یہ بھی کہا تھا کہ صاحب مجسٹریٹ محض اس قسم کی شہادتیں لے رہے ہیں جن سے ثابت ہو جائے کہ یہ وہی آدمی ہے جو لورپول کے جیلخانہ سے فرار ہوا تھا - اور اس کے بعد ان کا ارادہ اسے پھر اسی جیلخانہ میں بھیج دینے کا ہے ۔

ضروری اشیا خرید کر اور دوکاندار کو اس خیال سے مکان کا پتہ بتلانے کے بعد کہ وہ چیزیں اس جگہ بھیجدی جائیں - ڈیوک عجلت سے بازار میں نکلا - اور گاڑی کو جو منتظر کھڑی تھی - رخصت کر کے اس سوال پر غور کرتا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے - پیدل چلنے لگا - وہ اچھی طرح محسوس کرتا تھا کہ مجھے ہمدردی کی خاطر نہیں تو ذاتی فائدہ کے خیال سے اس شخص کو کچھ نہ کچھ مدد ضرور دینی چاہیئے - بہت دیر سوچنے کے بعد آخر ایک تجویز اس کے ذہن میں پیدا ہوئی - اور وہ ادھر ادھر کسی لوہار کی دوکان تلاش کرنے لگا آخر ایک دوکان میں داخل ہو کر اس نے کئی پونڈ مالیت کی متفرق چیزیں خریدیں - اور دوکاندار کو اپنے نام کا کارڈ دے کر حکم دیا کہ یہ سب میرے مکان واقع بلگریو سکوائر میں بھیجدی جائیں - مگر جس وقت دوکاندار کارڈ پر ڈیوک کا نام پڑھ کر ادب و انکسار کی تصویر بنا ہوا فروخت شدہ چیزوں کی رسید تیار کرنے میں مصروف تھا - ڈیوک نے آنکھ بچا کر ایک چھوٹی سی ریتی جیب میں رکھ لی - ریتی کی قیمت چند آنے تھی - اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہیئے - کہ ڈیوک نے اسے قیمتی چیز سمجھ کر چرایا تھا - نہیں اس نے یہ فعل محض اس لئے کیا کہ ایسی چیز کو علانیہ خریدنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا - سچ پوچھئے تو باقی اشیا بھی محض اس لئے خریدی گئی تھیں کہ وہ کسی طرح دوکان میں داخل ہو کر ریتی چرانا چاہتا تھا - چنانچہ موقعہ پا کر اس نے ریتی کو اٹھا کر جیب میں رکھ لیا ۔

دوکان سے نکلکر وہ پھر اس خیال سے کاونٹ گارڈن مارکٹ میں داخل ہوا کہ دیکھوں اس سلسلہ میں نئی خبر کیا ہے - اسے معلوم ہوا کہ برک نے لورپول کے جیل خانہ سے فرار ہونا تسلیم کر لیا ہے - لو

عدالت نے اس کے اقبالی بیان کی بنا پر حکم دیدیا کہ اسے پیرا سی جیلخانہ میں پہنچا دیا جائے۔ اس نے یہ بھی سنا کہ برکے بعد صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک اور شخص جیک سمڈلے کا مقدمہ پیش ہوا ہے۔ اور بے شمار خلقت اسکی کارروائی سننے کے لئے کمرہ کے اندر باہر جمع ہے۔ ڈیوک اس مقدمہ کے ختم ہونے کے انتظار میں آس پاس بازار میں ٹہلتا رہا۔ اور آخر جب دیکھا کہ کارروائی ختم ہوگئی۔ تو اس نے بوسٹریٹ کی کوتوالی میں جاکر صاحب مجسٹریٹ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ صاحب ممدوح تھوڑی دیر پیشتر رخصت ہوگئے ہیں۔ اب گویا ان کی بجائے انسپکٹر پولیس سے ملاقات ہوسکتی تھی۔

ڈیوک آف مارچ مونٹ نے کوتوالی میں جاکر اپنا کارڈ پیش کیا۔ اور جیسا امید کی جاسکتی تھی۔ پولیس کے سب عہدہ دار بڑے اخلاق و انکسار کے ساتھ پیش آئے۔

مگر ڈیوک نے امیرانہ لاپروائی سے کام لیکر کہا "میں ایک کام کے لئے کاؤنٹے گارڈن مارکٹ تک آیا تھا۔ یہاں معلوم ہوا۔ کہ وسٹ اینڈ میں ایک نامی مجرم بڈھے یہودی کے بھیس میں پکڑا گیا ہے خلاف قاعدہ نہ ہو تو میں اس آدمی کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں"

"آپ مختار ہیں" انسپکٹر نے ادب سے جھک کر کہا۔ "مگر کیا میں یہ دریافت کرنے کی جرأت کرسکتا ہوں..."

"بے شک پوچھئے" ڈیوک نے مسکرا کر کہا۔ "اس میں راز کچھ نہیں ہے۔ میں تو خود سب حال آپ سے کہنے کو تھا۔ بات دراصل یہ ہے... مگر ہاں آپ لوگوں نے اس کی جامہ تلاشی تو ضرور لی ہوگی؟"

"جی ہاں لی تھی" انسپکٹر نے جواب دیا۔

"اس صورت میں کیا اس سے ایک ہیرے کی انگوٹھی بھی برآمد ہوئی؟" ڈیوک نے پوچھا۔ "بڑی خوشنما انگوٹھی جس میں فقط ایک ہیرا لگا ہوا ہے...؟"

"نہیں۔ مائی لارڈ" انسپکٹر نے جواب دیا۔ "ملزم کی جیبوں سے طلائی سکے اور لوٹ تو کئی ایک برآمد ہوئے۔ مگر ان کے علاوہ کوئی چیز نہیں نکلی۔ بہرحال میں یہ جاننا چاہتا تھا...؟"

"میں سب حال بیان کرتا ہوں" ڈیوک نے صاف دلی سے کہا۔ "معاملہ یہ ہے کہ میں سہ پہر کو اسی بازار سے گذر رہا تھا۔ جہاں یہ آدمی گرفتار ہوا ہے۔ اس خیال سے کہ وہ درحقیقت کوئی غریب یہودی ہے۔ میں اسے خیرات دینے ٹھیر گیا۔ اور جیب سے بٹوہ نکالا۔ مگر اسے کھولتے وقت دستانہ جو اُتارا۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ انگلی سے ہیرے کی انگوٹھی بھی وہیں گر گئی۔ اسے کچھ ویسے کہ میں اس نقصان سے بےخبر آگے چلتا گیا۔ اور آخر جب بازار کے سرے پر پہنچا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ انگوٹھی غائب ہے

مجھے پختہ یقین ہے کہ وہ دستانہ کے اتارنے وقت انگلی سے نکل گئی ..."

"ضرور ایسا ہوا ہوگا" انسپکٹر نے تسلیم کیا۔

"بس میں فوراً اس مقام پر واپس گیا۔ یہ آدمی ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا میرے جانے کے بعد تمہیں کوئی ہیرے کی انگوٹھی تو نہیں ملی۔ اس نے انکار کیا۔ مگر اس کے اضطراب سے پایا جاتا تھا..."

"آپ کا اندازہ صحیح معلوم ہوتا ہے" انسپکٹر نے کہا۔ "انگوٹھی ضرور اس کو مل گئی ہوگی۔"

"بس یہی بات تحقیق طلب تھی" ڈیوک نے کہا "مگر چونکہ آپ کہتے ہیں اس کی جامہ تلاشی سے اس طرح کی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی..."

"مجھے یقین ہے۔ انگوٹھی اسی کے پاس ہوگی" انسپکٹر نے قطع کلام کرکے کہا۔

"کیا سچ؟" ڈیوک نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں یقیناً" انسپکٹر نے جواب دیا "آپ نہیں جانتے یہ لوگ کیسی کیسی چالاکیاں کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے اس شخص نے انگوٹھی نگل لی ہے۔"

"نہیں۔ نہیں۔ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟" ڈیوک نے بے اعتباری ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"صاحب کوئی بات ان لوگوں سے بعید نہیں" انسپکٹر نے جواب دیا "ممکن ہے اس نے آپ کی انگوٹھی کو نگلنے کی بجائے لباس کے کسی ایسے حصہ میں چھپا لیا ہو۔ جہاں تلاشی کے وقت سپاہی کی نظر نہ پڑسکی ہو۔ بہرحال ایسے لوگوں کے لئے کوئی کام غیرممکن نہیں۔"

"اگر ایسا ہے تو کیا عجب وہ کسی قدر اصرار سے انگوٹھی واپس دے دے۔ کیونکہ اب اگر وہ اسے اپنے پاس بھی رکھے۔ تو اس کے کسی کارآمد نہیں۔ مجھے اس انگوٹھی کی قیمت کا کچھ خیال نہیں۔ وہ دراصل ایک متوفی رشتہ دار کی نشانی تھی..."

"تو آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی اس سے جاکر معلوم کرآتا ہوں"۔ انسپکٹر نے کہا۔

"عنایت۔ مہربانی" ڈیوک نے غیرمعمولی اخلاق کے لہجہ میں کہا۔ مگر جب انسپکٹر دروازہ کے پاس پہنچ گیا۔ تو یکایک کہنے لگا "ٹھہرئیے گا۔ میرے خیال میں وہ آپ کی نسبت میرے سامنے بسہولت اقبال کرسکے گا۔ اس طبقہ کے آدمی اہل پولیس کو اپنا دشمن جانی تصور کرتے ہیں۔ اور جہاں تک ان کے بس میں ہو۔ انہیں پریشان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔"

"آپ کا ارشاد بالکل بجا ہے" انسپکٹر نے تسلیم کیا۔ "واقعی ان لوگوں کے خیالات کچھ اسی طرح

کے ملزم ہوئے ہیں۔"

"اس صورت میں آپ اجازت دیں۔ تو میں خود ہی اس سے ملکر کچھ کہوں۔ شاید جو بات وہ آپ کے کہنے سے منظور نہ کرے میرے کہنے پر مان لے۔"

"مجھے تعمیل ارشاد میں کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر اس کے لئے آپ ہی کو حوالات تک چلنے کی تکلیف کرنی ہوگی۔ کیونکہ ملزم کو یہاں لانے کا اختیار مجھے حاصل نہیں۔"

"میں بھی نہیں چاہتا کہ اُسے یہاں بلایا جائے۔ چلئے میں آپ کے ساتھ حوالات تک چلتا ہوں"

انسپکٹر نے ادب سے سر جھکایا۔ اور مارچ مونٹ انسپکٹر پولیس کے ساتھ عدالت کی حوالات کی طرف ہو لیا۔ باہر پہرہ دار کھڑا تھا۔ اس سے کنجیاں لیں اور ایک لالٹین ہاتھ میں لئے ڈیوک کو اس جگہ لے گیا جہاں ایک تنگ دروازہ چھوٹے سے صحن کی طرف کھلتا تھا۔ اس صحن کے اندر متعدد کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں جن میں سے ایک میں برکر زیر حراست تھا۔

"کیا کوٹھری کی راہ سے گفتگو کیجئے گا یا دروازہ کھول دوں؟" انسپکٹر نے آواز دبا کر پوچھا۔

"اعتراض نہ ہو تو میرے خیال میں اندر جانا ہی بہتر ہوگا۔" ڈیوک نے کہا "اس صورت میں وہ بیچارہ ... کو دن کے وقت مجھی سے خیرات لی تھی۔"

"مائی لارڈ، آپ ان لوگوں کی خصلت سے واقف نہیں۔ وہ ایسے احسانوں کو بہت کم یاد رکھتے ہیں۔" انسپکٹر نے کہا۔ "اس لئے اس بارہ میں شاید آپ کو مایوسی ہو۔ اور یہ شخص برکر تو بڑا سیاہ کار معلوم ہوتا ہے..."

"خیر کوشش کرنے میں کیا حرج ہے"۔ مارچ مونٹ نے کہا "غالباً اس کے زنجیر بھی پڑی ہوئی ہوگی؟"

"جی نہیں۔ فقط ہتھکڑی لگی ہوئی ہے۔ اور میرے خیال میں یہی کافی ہے۔ کیونکہ حوالات مضبوط ہے اور کسی آدمی کے لئے اس سے فرار ہونا عملی طور پر ممکن نہیں۔"

اتنا کہہ کر انسپکٹر نے ایک کوٹھری کا دروازہ کھولا۔ اور لالٹین اٹھائی۔ اس کی روشنی میں ڈیوک نے دیکھا برکر ایک کونے میں چوبی نشست پر پیچھے کی طرف جھکا ہوا بیٹھا ہے۔ یہودی وضع کا لباس اب تک اس کے بدن پر تھا۔ اور گو سر کے مصنوعی بال اتار لئے گئے تھے تاہم لمبی داڑھی اور مونچھیں بدستور تھیں۔

برکر نے ڈیوک آف مارچ مونٹ کو تو پہچانا نہیں۔ یہ سمجھ کر کہ پہرہ دار کسی کام کے لئے آیا ہے عرا

کہنے لگا "مقدور ہے گرم پانی کا انتظام بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ میں کسی طرح اس ملعون داڑھی کو اُتارنا چاہتا ہوں۔ بے شک میرا چہرہ بہت خوبصورت نہیں ہے۔ مگر اس سے یہ بھی تو لازم نہیں آتا کہ داڑھی ہر وقت اسے چھپا کر اُبلے ہوئے آلو کی طرح بناؤں۔"

"میں گرم پانی ابھی جا کر بھجواتا ہوں"۔ انسپکٹر نے کہا۔ "جلدی میں کسی کو اس کا خیال نہیں رہا۔ مگر دیکھو ایک شریف آدمی تم سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔"

"شریف آدمی!" برک نے انداز حیرت سے کہا۔ "کون ایسا بچہ شیطان ہے ...؟"

"انسپکٹر صاحب یہ لالٹین ذرا مجھے دے دیجئے"۔ ڈیوک نے قصداً بلند آواز سے کہا کہ برک اسے پہچان کر نکو اس بند کر دے۔ یہ وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ مجھے دیکھ کر سابقہ واقفیت ظاہر نہ کریگا

مارچ مونٹ انسپکٹر سے لالٹین لیکر کوٹھری میں داخل ہوا۔ اور اسے اپنے چہرہ کے برابر اٹھا کر آنکھوں ہی آنکھوں میں برک کو اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ خبردار کوئی بے جا لفظ منہ سے نہ نکلنے پائے۔ برک نے اس اشارہ کو فوراً سمجھ لیا۔ اور اس بات سے خوش ہوا کہ اس مصیبت میں ڈیوک نے مجھ کو بھلایا نہیں۔ پس قصداً چپ رہا۔ اور اس بات کا ارادہ کر لیا کہ جو کہنا ہوگا وہ ڈیوک کے اشارہ پر ہی کہوں گا۔

"تمہیں یاد ہے" مارچ مونٹ نے اس سے کہا "سر شام میں نے بازار میں چلتے چلتے تمہیں ایک شلنگ خیرات دیا تھا؟"

"جی ہاں یاد ہے۔" برک نے جواب دیا۔

"اور یہ بھی یاد ہے کہ میں نے واپس آکر تم سے ایک انگوٹھی کے متعلق پوچھا تھا؟" ڈیوک نے سوال کیا۔

"جی ہاں اس کا بھی کچھ کچھ خیال ہے" برک نے کہا۔

"پھر کیا اب بھی یہی کہنا چاہتے ہو کہ وہ انگوٹھی تم نے نہیں لی؟" ڈیوک نے کہا۔

"جناب لینا کیا معنے میں نے دیکھی تک نہیں" قیدی نے جواب دیا۔

"یہ بات تم نے پہلے بھی کہی تھی۔ لیکن میرے دل پر تب بھی نقش ہو رہا تھا اور اب بھی ہے اس لئے جبکہ ٹھیک ہو۔ کہہ دو وہ انگوٹھی اب تمہارے کسی کار آمد نہیں ہو سکتی ..."

"جی ہاں بالکل نہیں" برک نے جلدی سے کہا۔

"مگر میرے لئے بہت قیمتی ہے۔ کیونکہ مجھے ایک متوفی رشتہ دار سے ملی تھی۔ اور میں

اسے حفاظت عزیز رکھتا ہوں۔ سو دیکھو بدنصیب آدمی اپنی موجودہ حالت میں تم کو۔۔۔"

"جی ہاں میری حالت واقعی قابل رشک ہے" برکر نے طنز سے کہا "غور کیجیے۔ کیسی عمدہ نشست۔ کتنا ہوادار مکان۔ نہ سنڈاس کی بدبو۔ نہ رطوبت کی مہک۔ کھانے کو عمدہ کھانا۔ پینے کو نفیس شراب اور صحبت ان احباب کی جو حد درجہ اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ اور کسی بھلے مانس کو گدی سے پکڑ کر لیے لیے نہیں پھرتے۔۔۔"

پولیس انسپکٹر جو ڈیوک کے پیچھے چپ چاپ کھڑا تھا۔ ان باتوں سے جھلا گیا۔ اور سختی سے کہنے لگا "بس اس فضول بک بک کو چھوڑ دو"

"اوہو! کیا تم ہو میرے دوست" برکر نے کہا۔

"مہربانی سے کچھ عرصہ میں نہ لائیے" ڈیوک نے آہستہ سے انسپکٹر کے کان میں کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ انگوٹھی اسی برکر کے پاس ہے۔ اور میں غالباً اسے حاصل بھی کر لوں گا" پھر برکر کی طرف منہ کر کے اس نے کہا "بھلے آدمی اس انکار سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ سیدھی طرح مان لو۔"

برکر سمجھ گیا۔ کہ ڈیوک کسی خاص وجہ سے یہ چال چل رہا ہے۔ پس جلدی سے بولا۔ "دیکھیے جناب اگر آپ واقعی امید رکھتے ہیں کہ میں اس انگوٹھی کا پتہ دے سکوں گا۔ تو اطمینان فرمائیے۔ کہ یہ باتیں اس شخص کے روبرو نہ ہوں گی جس نے میری اس قدر سخت توہین کی ہے۔ اس کی باتوں نے میرے دل کو مجروح کر دیا ہے"

"انسپکٹر صاحب" ڈیوک نے افسر پولیس سے مخاطب ہو کر آہستہ سے کہا "بار خاطر نہ ہو۔ تو ایک لمحہ کے لئے باہر تشریف لے جائیے"

"بہت اچھا۔ مجھے قطعاً عذر نہیں" افسر مذکور نے ادب آمیز لہجہ میں کہا "خدا کرے آپ اس شخص کو راہ راست پر لا سکیں۔ لیکن اگر نہ ہو تو آپ کے ایما سے دوبارہ اس کی جامہ تلاشی لے لوں گا۔"

"خیر ایک بار کوشش تو کر دیکھنے دیجئے" مارچ مونٹ نے آہستہ سے کہا۔

اس پر انسپکٹر پولیس دروازہ سے ہٹ کر صحن میں ٹہلنے لگا۔ ایسا کرتے ہوئے وہ اپنے بھاری بوٹوں کو زور زور سے فرش زمین پر مار رہا تھا۔ کہ برکر کو یقین ہو جائے وہ میری باتیں نہیں سنتا۔

"دیکھو بھلے آدمی" ڈیوک نے اس خیال سے ظاہر داری قائم رکھتے ہوئے کہا۔ کہ ایسا نہ ہو انسپکٹر ہماری باتیں سن لے۔ "بہتری اسی میں ہے۔ کہ وہ انگوٹھی میرے حوالہ کر دو۔ اس کے عوض تم جو چاہتے ہو تو معقول انعام پیش کر سکتا ہوں۔ وہ انگوٹھی تمہارے کسی مصرف کی نہیں۔ اگر بیچے

لیے بڑی قیمتی چیز ہے۔"

یہ کہتے کہتے ڈیوک آف مارچ مونٹ نے ایک ایسے موقعہ پر جب انسپکٹر کے پاؤں کی چاپ فاصلہ پر سنائی دیتی تھی۔ جیب سے وہ ریتی نکالی جسے آپ لوہار کی دکان سے چرا لائے تھے اور بیکر کو دکھا کر کچھ اشارہ کیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریتی کو جھپٹ لیا۔ اور سر سے اس طرح کا اشارہ کرتے ہوئے جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ ڈیوک کے منشا کو اچھی طرح سمجھ گیا ہے۔ اسے واسکٹ کی جیب میں لٹکا لیا۔

"شاید یہ لوگ پھر تمہاری جامہ تلاشی لیں۔" ڈیوک نے آواز دبا کر کہا۔ اور پھر انسپکٹر کو سنا کر کہنے لگا۔ "تمہارا انکار مضحکہ خیز ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ انگوٹھی تمہارے ہی پاس ہے"

"جی ہاں ضرور ہے" انسپکٹر نے ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے پاس سے گزرتے وقت ڈیوک کے الفاظ سن کر کہا۔

"نہیں۔ اب وہ میری جامہ تلاشی نہیں لیں گے" بیکر نے بدستور دبی آواز سے جواب دیا

"میں پھر کہتا ہوں۔ تمہارا انکار بے سود ہے" ڈیوک نے بلند آواز سے کہا۔ اس کے بعد اپنی جیب سے ہیرے کی انگوٹھی نکال کر آہستہ سے کہنے لگا۔ "اسے اپنے پاس رکھ لو۔ ذرا دیر تک مجھے دے دینا"

بیکر نے انگوٹھی ہاتھ میں لے کر بے معنی اشارہ کیا۔ پھر انسپکٹر کو سنا کر کہا۔ "حضرت میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ کی انگوٹھی میرے پاس نہیں۔ تعجب ہے۔ آپ کیوں اتنا اصرار کرتے ہیں"

"اس لیے کہ حالات تمہارے خلاف ہیں" ڈیوک نے بلند آواز سے کہا۔ پھر اس کے ساتھ ہی ہلکی آواز سے کہنے لگا۔ "جب یہاں سے بچ کر نکل جاؤ۔ تب مجھے فوراً اطلاع دینا۔ میں اور روپیہ بھیج دوں گا" یہ کہتے ہوئے اس نے بنک نوٹوں کی ایک تھی جلدی سے اس کے ہاتھ میں دے دی۔

تھوڑی دیر تک اسی طرح اصرار و انکار کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد ڈیوک نے بے صبری کے لہجہ میں کہا۔ "انسپکٹر صاحب میں نے بہت کوشش کی۔ مگر یہ کم بخت نہیں مانتا"

"مجھے پہلے ہی اندیشہ تھا" انسپکٹر نے قریب آ کر کہا۔ پھر بیکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "کتنے شرم کی بات ہے کہ تم نواب صاحب سے جو اتنے نیاز مند ہیں۔ اس طرح بدسلوکی کرتے ہو"

"کیا نواب صاحب!" بیکر نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔ "مجھے کیا خبر تھی کہ آپ نواب ہیں۔ آپ تو کہتے تھے ایک شریف آدمی تم سے ملنا چاہتا ہے"

"خیر تو اب جان لو کہ نامدار ڈیوک آف مارچ مونٹ آپ ہی ہیں" انسپکٹر نے لہجہ انتقام سے کہا

"آہ اگر آپ ڈیوک ہیں تو شاید مجھ غریب پر کبھی کچھ احسان کر سکیں" برکر نے کہا "جلئے میں آپ کا کہنا منظور کرتا ہوں۔ مائی لارڈ اپنا ہاتھ اس چغہ کے نیچے ڈالئے۔ وہاں آپ کو واسکٹ کے استر کی تہ میں انگوٹھی مل جائے گی۔"

ڈیوک نے لالٹین انسپکٹر کے ہاتھ میں دیدی اور خود قیدی کے پاس جاکر اس کے کپڑوں میں اس طرح ہاتھ ڈالا۔ گویا ان کی تہوں میں انگوٹھی تلاش کرتے ہیں۔ پھر انگوٹھی کو برکر کی اندرونی جیب سے نکال کر انسپکٹر کی طرف انداز اطمینان سے دیکھا اور مسکرا دیئے۔

انسپکٹر بہت خوش ہوا کہ میری امداد سے ڈیوک کو کامیابی ہوئی۔ اسی حالت میں کہنے لگا "حضور کو اس کامیابی پر تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔"

"انسپکٹر صاحب میں نے اس شخص کے جو حالات اور اس کے جرموں کی جس قدر تفصیل سنی ہے۔ اس سے میرے دل کو بہت رنج ہوا ہے" ڈیوک نے کہا "اگر کسی طرح میں اس کے ذہنی تکلیف کم کر سکوں۔ تو اس کے لئے تیار ہوں۔۔۔"

"مگر حضور کو اس تکلیف کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ کل سویرے ہی اسے ڈاک گاڑی میں لورپول بھیج دیا جائے گا" انسپکٹر نے جواب دیا "فقط روانگی تک اسے یہاں رہنا ہوگا۔"

"گویا میں کسی طرح اس کی مدد نہیں کر سکتا" ڈیوک نے انداز حسرت سے کہا۔ پھر برکر کی طرف مڑ کر فرمایا "بدنصیب آدمی۔ خدا کرے تم اپنے جرموں پر دلی رنج و ندامت محسوس کرو۔۔۔"

اس اظہار ریا کے بعد وہ حوالات سے باہر نکلا۔

انسپکٹر ذرا دیر اور وہیں ٹھیرا۔ اور قیدی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میں تھوڑی دیر تک تمہارے لئے گرم پانی بھیجتا ہوں۔"

"بڑی مہربانی" برکر نے کہا "مگر رات بہت جا چکی ہے۔ اور آپ صبح کی گاڑی میں مجھے لورپول لے جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے اب گرم پانی کا جھگڑا موقوف کیجئے۔ اور مجھے نیند کی ایک آدھ جھپکی لے لینے دیجئے۔"

"مگر کچھ کھاؤ گے تو؟" انسپکٹر نے کہا۔

"جی ہاں۔ لخت دل" قیدی نے غرا کر کہا "بھلا ایسی حالت میں جو اس وقت میری ہے بھوک اور پیاس باقی رہ سکتی ہے؟ آپ کی بڑی عنایت ہوگی۔ کہ مجھے تھوڑی دیر آرام کر لینے دو جب تک جاگتا ہوں۔ دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہوتے ہیں۔ سوجانے پر ان کا سلسلہ ٹوٹ

جائے گا۔"

"تمہاری خوشی آرام کرو۔" انسپکٹر نے کہا۔ اور باہر نکل کر کوٹھری کا دروازہ بند کر دیا۔
جس وقت وہ اور ڈیوک بازار میں پہنچے۔ تو انسپکٹر نے کہا۔ "حضور نے دیکھا اس مادی دنیا میں انسان کی وجاہت کیا اثر رکھتی ہے۔ اگر میں آپ کا رتبہ ظاہر کرتا۔ تو غالباً کم بخت ہرگز انگوٹھی نہ دیتا۔"

"میں اس عنایت کے لئے تہ دل سے ممنون ہوں۔" مارچ مونٹ نے کہا۔ "اور امید ہے آپ مجھے بھی اظہار شکریہ کا ضرور موقعہ دینگے۔"

اتنا کہہ کر ڈیوک نے دس پونڈ کا نوٹ انسپکٹر کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور اسے شکریہ کے الفاظ کہنے کا موقعہ نہ دے کر تیزی سے ایک طرف کو روانہ ہو گیا۔

ادھر جیسے ہی انسپکٹر کے جانے پر کوٹھری کا دروازہ بند ہوا۔ برکر فرط مسرت سے اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اسکی خوشی بے وجہ نہ تھی۔ اول اس کے پاس وہ آلہ موجود تھا جس سے بند و سلاسل کاٹ کر فرار ہونا ممکن تھا۔ دوسرے ڈیوک آف مارچ مونٹ کا وعدہ امداد دیا دتھا۔ وہ اس خیال سے بہت خوش ہوا۔ کہ ڈیوک نے مجھے میرے حال پر نہیں چھوڑا۔ بلکہ خبر پاتے ہی ہر طرح کی امداد کے لئے آمادہ ہو گیا۔

اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ "اگر میرے بدترین اندیشے صحیح ثابت ہوئے اور میں اس گندی کوٹھری سے نہ بچ سکا۔ یعنی اگر مجھے لورپول کے جیل خانہ میں جانا ہی پڑا۔ تو یہ اطمینان کیا کم ہو گا۔ کہ ایک مالدار نواب۔ ایک ڈیوک میرا حامی و مددگار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میرے معاملہ کو وہ ما لا مرا میں پیش کر کے زور سے کہیگا۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ ایک ایسے شریف آدمی سے اتنی بدسلوکی روا رکھی جاتی ہے۔ کچھ بھی ہو۔ ڈیوک کی دوستی میرے لئے ہر حال میں نفع بخش ہو گی۔ اور وہ کسی نہ کسی طریقہ پر ضرور مجھ کو مصیبت سے بچا لیگا۔ خیر ایک بار یہاں سے بچ نکلا۔ تو اس بدذات جیک سمڈلے کی خبر لوں گا۔ یعنی میں اسے ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا۔ خواہ اس کے بعد میرا انجام کچھ بھی ہو۔ ممکن ہے مجھے سرکاری خرچ پر سمندر پار کسی جگہ بھیج دیا جائے۔ مگر اس کی کیا پرواہ ہے جب بڑے بڑے امیر سرکاری قیدیوں اور سفیروں کی حیثیت میں گورنمنٹ کے خرچ پر سفر کرتے ہیں تو میرے لئے کیا ذلت ہے۔ اور اگر میں آج رات یہاں سے بچ نکلا۔ تو پھر ڈیوک کے خرچ سے کوئی لمبا سفر اختیار کر لوں گا۔ مگر دونوں حالتوں میں جیک سمڈلے میرے انتقام سے نہ بچے گا۔"

اس طرح تھوڑی دیر تک وہ اپنے دل سے باتیں کرتا رہا۔ کوٹھڑی میں چاروں طرف انتہا درجے تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اگر کسی شخص کو اس تاریکی میں اس سیاہ کار مجرم کا چہرہ دیکھنے کا موقعہ ملتا۔ تو وہ دیکھ لیتا کہ جیک سمٹلے سے انتقام لینے کی خواہش نے اس کے چہرہ کو کتنا خوفناک بنا دیا ہے۔

آخر کار اس نے ریتی نکالی۔ اور اسے چھو کر معلوم کیا کہ ہر طرح مفید و کارآمد ثابت ہوگی۔ انسپکٹر پولیس جاتے جاتے کہہ گیا تھا کہ اب کوئی تمہارے آرام میں مخل نہ ہوگا۔ اور برکر کو یقین تھا کہ وہ اس وعدہ کو جو اس نے ڈیوک کے سامنے کیا تھا ضرور پورا کرے گا۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے کس لئے برکر نے داڑھی اتارنے کے لئے گرم پانی یا کھانا لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ زیادہ سے زیادہ عرصہ تنہا رہ کر سامان فرار پیدا کر سکوں۔ اس میں شک نہیں۔ مصنوعی داڑھی گرم پانی کی مدد کے بغیر نہ اتر سکتی تھی۔ کیونکہ اگر کوشش کرتا۔ تو چہرہ زخمی ہو جاتا۔ گر فرار کی خوشی میں داڑھی اتارنے کی خواہش بھی مٹ گئی۔ گذشتہ دو تین دن سے اسکو حجامت بنانے کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ اس لئے مصنوعی بال قدرتی بالوں سے مل کر مضبوط جم گئے تھے۔ اور انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنا دشوار تھا۔ مگر برکر نے اس کام کو آئندہ پر ملتوی کر دیا۔

ڈیوک آف ایرح مونٹ اور انسپکٹر کو حوالات سے رخصت ہوئے بہت دیر نہ گذری تھی۔ کہ برکر نے پہلے اس بارہ میں اطمینان کیا۔ کہ ہر طرف خاموشی ہے۔ اور پھر ریتی کی مدد سے ہتھکڑی کا ایک حلقہ کاٹنا شروع کیا۔ اس وقت دونو ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے ریتی چلانے میں بہت دقت ہوئی۔ پھر بھی اس استقلال کی بدولت جو ایسے خطرناک موقعوں پر طبع انسانی میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس نے آخر کار ایک کڑا کاٹ ڈالا۔ اور اس کے بعد آزاد ہاتھ کی مدد سے دوسرے کو اس سے بہت کم عرصہ میں کاٹ کر فارغ ہو گیا۔ مگر وہ اس کام سے نپٹا ہی تھا۔ اور ابھی اپنے کھلے ہاتھوں کو خوشی سے ملنے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ کہ دفعتاً صحن کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

دونو ہاتھوں کو جھٹ اسی کٹی ہوئی ہتھکڑی میں ڈال۔ اور ریتی کو چھپا وہ بنچ پر لیٹ گیا۔ اور اس طرح خراٹے مارنے لگا۔ گویا بے خبر سو رہا ہے۔ یہ عمل اس نے غیر معمولی پھرتی سے کیا۔ پھر بھی اس بات کا بہت خوف دامنگیر تھا۔ کہ مبادا پولیس کا کوئی آدمی کوٹھڑی میں آ کر اس بات کی تحقیقات شروع کر دے کہ قیدی ہر طرح محفوظ ہے یا نہیں۔ اتنے میں قدموں کی بھاری چاپ قریب تر سنائی دی جو کوٹھڑی کے دروازہ پر آ کر رک گئی۔ دروازہ میں بنی ہوئی چھوٹی سی کھڑکی کھلی۔ اور لالٹین کی روشنی برکر کے چہرہ پر پڑنے لگی۔ سیاہ کار مجرم نے بظاہر اس روشنی سے متاثر ہو کر

آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ اور تلملائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر وہیں لیٹے لیٹے بڑبڑایا۔ "کیوں جی، یہ بے جا اذیت کیا معنی رکھتی ہے؟ کوئی بھلا مانس بدقسمتی سے قید خانہ میں آ پہنچے تو کیا سونے کی اجازت بھی نہیں دی جاتی؟"

"سو جاؤ بھائی سو جاؤ۔ میں فقط یہ دیکھنے آیا تھا۔ کہ تم محفوظ تو ہو۔" سپاہی نے جو لالٹین لئے کھڑا تھا۔ باہر ہی سے کہا۔

"سبحان اللہ۔ کیا عذر ہے" برکر نے غصے کے لہجہ میں کہا۔ "ہاں صاحب سپاہی جو ٹھیرے میری جگہ ہوتے اور کوئی آ کر جگاتا۔ پھر ادائے فرض کا مزہ آتا۔ آدھ گھنٹہ تو اس کھردرے ناہموار تختے پر کروٹیں لیتے گذر گیا۔ اور اب خدا خدا کر کے ذرا آنکھ لگی تھی کہ تم نے اس بہانے آکر جگا دیا اب گھنٹہ آدھ گھنٹہ اور ایڑیاں رگڑوں گا تو شاید آنکھ جھپکے یا نہ جھپکے۔"

"بھائی معاف کرو مجھے تم کو جگانا منظور نہ تھا۔" سپاہی نے نرم ہو کر جواب دیا۔ "اسی لئے میں نے دروازہ بھی نہیں کھولا۔ بلکہ اس کھڑکی کی راہ سے دیکھنا ہی کافی سمجھا۔"

"میں اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" برکر نے طنز سے کہا۔ "تعجب اس بات کا ہے کہ سرکار تمہارے ایسے آدمیوں کو بیس پونڈ ہفتہ وار تنخواہ صرف اس لئے دیتی ہے کہ تم لوگ کسی شریف آدمی کو قدرتی نیند سونے بھی نہ دو۔ لیکن خیر۔ اب مہربانی کرو۔ جو کچھ ہو گیا ہو گیا۔ امید ہے اب تو آرام سے سونے دو گے۔"

اتنا کہہ کر برکر نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ گویا دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگا ہے سپاہی نے بھی دریچہ بند کر دیا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد برکر کو صحن کا دروازہ بھی بند ہوتا سنائی دیا۔ اس آواز کو سن کر وہ جھٹ بنچ سے اٹھا۔ اور کٹی ہوئی ہتھکڑی اتار کر ایک طرف رکھ دی۔ ساری تجویزیں اس نے پہلے ہی پکی کر رکھی تھیں۔ اب ان کے عمل پر آمادہ ہوا۔ وہ ان کوٹھڑیوں کی ساخت سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور آس پاس کے مکانوں کا حال بھی اس کو معلوم تھا۔ کوٹھڑیاں سب یک منزلہ تھیں۔ اور برکر کا ارادہ کسی نہ کسی طرح چھت پر پہنچ کر کوٹھوں کی راہ سے بھاگ جانے کا تھا۔

حوالات کی چھت کافی اونچی تھی۔ اور کوٹھری کے اندر اونچائی پر کھڑے ہونے کا کوئی سامان نہ تھا۔ مگر ان دقتوں کو برکر نے ہتھکڑی کاٹتے وقت ہی اچھی طرح سوچ لیا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے ایک کونے میں اس نے ریتی کی نوک سے قریباً دو فٹ کی بلندی پر دیوار میں ایک اینٹ اکھاڑی

پھر پاس والی دیوار میں بھی اسی طرح کیا۔ اندھیرے میں یہ کام وقت طلب ضرور تھا۔ مگر خطرناک حالات میں انسان مشکل سے مشکل کام بھی آسانی سے کر لیتا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر بر کرنے جو بلی بینچ کے سرے سے لکڑی کا ایک مضبوط ٹکڑہ توڑا۔ اور اس کے دونوں سروں کو کوٹھے کے پاس بنی ہوئی دیواروں کے دو رخنوں میں داخل کر دیا۔ جیسا ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا۔ اس سے ایک مثلث تیار ہو گئی جس کے دو پہلو کوٹھری کی دیواریں اور وتر لکڑی کا وہ ٹکڑا تھا جسے اس نے ان رخنوں میں داخل کر دیا۔ اور بھی صاف لفظوں میں اس لکڑی کی مدد سے تقریباً دو فٹ اونچا ایک سٹول تیار ہو گیا جس پر کھڑے ہو کر وہ کام جو بر کے پیش نظر تھا سہولت سے کیا جا سکتا تھا۔

لکڑی پر کھڑے ہو کر اس نے ریتی کے سرے سے چھت کا پلستر توڑنا شروع کیا۔ کام وقت طلب نہ تھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ریتی کا سرا کھپریلوں سے جا لگا۔ جو چھت پر بچھی ہوئی تھیں۔ اب یہ احتیاط لازم ہوئی کہ ان میں سے کوئی ڈھلوان چھت پر لڑھک کر سڑک پر نہ جا گرے۔ اس خیال سے بر کرنے ایک ایک کھپریل اٹھا کر اس شگاف کی راہ سے جو چھت میں پیدا ہو گیا تھا اتارنی شروع کی۔ اور ساتھ ساتھ ان کو فرش زمین پر رکھتا گیا۔ یہ کام اس نے غیر معمولی پھرتی اور چابک دستی سے کیا۔ اگرچہ اس بات کا خوف پھر بھی لگا ہوا تھا کہ پولیس کا آدمی سابق کی طرح پھر نہ آ جائے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا ناکام رہنا یقینی تھا۔ مگر خوش قسمتی سے کوئی نہیں آیا۔ اور وہ بے کھٹکے کام کرتا رہا۔

رفتہ رفتہ چھت میں اتنا بڑا شگاف پیدا ہو گیا جس سے آدمی کا گذر جانا آسان تھا۔ بر کرنے سب سے پہلے سر نکالا۔ اور اس خیال سے چاروں طرف دیکھا کہ آس پاس کوئی موجود تو نہیں ہے مگر صحن میں کوئی متنفس نظر نہ آیا۔ اس پاس کے مکانوں کی کھڑکیاں بند اور ہر طرف سناٹا تھا تھوڑے فاصلہ پر کاونٹ گارڈن تھیٹر کا پچھواڑہ نظر آتا تھا۔ بر کرنے سوچا اس وقت تھیٹر بند ہوگا۔ اور ساتھ ہی اس کے دل میں ایک نیا خیال پیدا ہوا۔

اپنے آپ سے کہنے لگا "اگر کسی طرح ایک بار وہاں پہنچ جاؤں تو پھر لباس تبدیل کرنے میں بڑی آسانی ہو جائے۔ اور گو اس صورت میں تماشہ والوں کا لباس پہن کر بازاروں سے گذرنا پڑے تاہم اس منحوس سیاہ چغے اور لمبی سپید داڑھی سے تو نجات ہو جائے۔"

سہ طرح اس بات کا اطمینان کر کے کہ آس پاس کوئی نہیں ہے وہ آہستہ آہستہ چھت کی راہ سے باہر نکلا اور دم لینے کے لئے تھوڑی دیر چھت پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اپنے لمبے سیاہ چغے کو

اس طرح لپیٹ کر کہ اس سے چلنے میں دقت نہ ہو۔ ایک دیوار سے گذر کر دوسرے مکان کی چھت پر جو حوالات سے اونچا تھا۔ چڑھنے لگا۔ اس کے آگے ایک اور دیوار سے گذر کر وہ تیسرے مکان کی چھت پر پہنچا۔ اور یہاں آکر رُک گیا۔ اس کے سامنے ایک بہت اونچی عمارت واقع تھی جس کی چھت تک پہنچنے کا فقط ایک ذریعہ نظر آتا تھا یعنی ایک ڈھلوان جستی پائپ جو اس کی دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اب برک کے لئے دو ہی صورتیں تھیں۔ یا اس پائپ کی مدد سے اونچی چھت تک پہنچنے کی کوشش کرتا۔ یا پھر حوالات کو واپس آکر فرار کی اور راہ تلاش کرتا۔ اندھیرے میں اس نے چاروں طرف بڑے غور سے دیکھا۔ اور پھر چپ چاپ سوچنے لگا۔ مگر آخری فیصلہ یہی ہوا کہ کام اگرچہ خطرناک ہے۔ تاہم بچاؤ کی صورت یہی ہے کہ اس ڈھلوان پائپ کا سہارا لے کر سامنے چھت تک پہنچنے کی کوشش کی جائے۔

برک فطرتاً بے باک اور دلیر تھا۔ اس حالت میں جب زندگی اور موت کا سوال سامنے تھا اس کی جرأت اور دلیری نے اور بھی ترقی کی۔ اور اس نے بہت جلد پائپ کی مدد سے اوپر چڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ اپنے لمبے سیاہ چغہ کو اچھی طرح لپیٹ کر۔ کہ ایسا نہ ہو اس کا سرا کسی چیز سے لپٹ جائے اور خطرناک ثابت ہو۔ اس نے ڈھلوان پائپ پر اس طرح کی بے خوفی سے چڑھنا شروع کیا جس کا جہاز طوفان میں غرق ہو گیا ہو۔ اور وہ ایک تختے کے سہارے تیرتا ہوا یہ سوچ رہا ہو۔ کہ جہاں میری گرفت ڈھیلی ہوئی تو بس زندگی کا خدا حافظ ہے۔ پائپ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے سامنے عمارت کی عقبی دیوار کے ساتھ آڑا لگا ہوا تھا۔ مگر کاریگر نے اس کو لگاتے وقت پائپ اور اینٹوں میں اتنا فرق چھوڑ دیا تھا۔ کہ برک کے لئے اس کو دونو ہاتھوں سے مضبوط تھامے رکھنے کی گنجائش باقی تھی۔ بحالت موجودہ اس کی کامیابی دو ہی طرح ممکن تھی۔ اول یہ کہ توازن قائم رکھے اور گرفت کو ڈھیلا نہ ہونے دے۔ دوسرے یہ کہ پائپ مضبوط ہو۔ اور بوجھ سے دب کر ٹوٹ نہ جائے۔

ہر قسم کے اندیشوں کو دل سے نکال کر برک نے بے خوفی سے پائپ کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور بندر کی طرح ہاتھوں اور پاؤں کی مدد سے اس پر چڑھنے لگا۔ دونو چھتوں میں فاصلہ بہت تھا چنانچہ ایک بار جب برک نے اوپر چڑھتے ہوئے چھت کی طرف نظر ڈالی۔ تو یہ دیکھ کر بدن عرق سرد سے تر ہو گیا کہ خدانخواستہ اگر گرفت ڈھیلی ہوئی۔ یا پائپ ہی ٹوٹ گیا تو اس بلندی سے گر کر ہڈیاں سرمہ ہو جائیں گی مگر فوراً ہی پورے استقلال سے کوشش جاری رکھ کر مضبوط ہاتھوں اور مضبوط ارادوں کے ساتھ اس نے پھر اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ رات کے اندھیرے میں پائپ سے لگی ہوئی اس کی صورت کسی خوفناک

کیڑے سے ملتی جلتی تھی جو آہستہ آہستہ رینگتا ہوا دیوار پر چڑھ رہا ہو۔ اسی حالت میں اس نے کئی گز کا فاصلہ طے کر لیا تھا کہ دفعتاً یہ خوفناک حقیقت پیش نظر ہوئی کہ پائپ آہستہ آہستہ دبا جاتا ہے۔ ہرچند برکر بڑا بے خوف اور مستقل مزاج آدمی تھا۔ اور موجودہ خطرناک حالت نے اسکے استقلال کو اور بھی دوبالا کر دیا تھا مگر ایک بار تو اسے بھی محسوس ہوا کہ پائپ پر میری گرفت ڈھیلی ہوئی جاتی ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے ہاتھوں اور پاؤں کو اور زیادہ مضبوطی سے جمایا۔ اور شاکر تقدیر ہو کر زیادہ ہمت سے اوپر چڑھنے لگا۔

مگر پائپ برابر جھکا جا رہا تھا۔ برکر کے لئے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کا معاملہ درپیش ہوا۔ آخر سلامتی اسی میں نظر آئی۔ کہ ہر طرح کے خطروں کو نظر انداز کر کے اس کی بھی پروا نہ کرتے ہوئے کہ اب پائپ ٹوٹ جائے گا۔ اور میری ہلاکت یقینی ہوگی۔ برابر اوپر کی طرف چڑھتے جانا چاہیے۔ شاید تقدیر یاور تھی۔ کیونکہ پائپ گو مڑ گیا مگر ٹوٹا نہیں۔ اس سے برکر کی شکستہ امیدوں نے اور تقویت حاصل کی۔ اور آخر جب رفتہ رفتہ اونچی چھت کے قریب پہنچا۔ تو اس کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ غیر معمولی اشتیاق سے داہنا ہاتھ چھت کی منڈیر پر رکھا۔ اور پھرتی سے اچک کر اس پر جا بیٹھا۔ اس کے چند منٹ بعد جب وہ ہر طرح محفوظ اس اونچی چھت پر کھڑا تھا۔ تو اس ہولناک خطرہ کی یاد نے جس سے تھوڑی دیر پہلے گزرا تھا۔ سنگ دل مجرم کے سینہ میں بھی خوف کی لہر پیدا کر دی۔ اور وہ اس وقت کو یاد کر کے جب اس کے بوجھ سے کمزور پائپ نیچے کو جھکا جاتا تھا۔ بے اختیار کانپنے لگا۔ وہ ذرا دم لینے کے لئے چھت پر بیٹھ گیا۔ ہرچند اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ مگر اس مختصر عرصہ میں بھی جب وہ منزل عافیت میں پہنچنے کے لئے بے چین تھا۔ تن شکستہ نے آرام حاصل کرنا ضروری سمجھا۔

باب ۱۱۶

دو دوست

ویسٹر ہیپ کی اسی قطار میں جہاں کوتوالی واقع تھی۔ ایک اونچے مکان کی بالائی منزل کے دو کمروں میں ایک شخص مسٹر ہیلبی رہا کرتا تھا۔ وہ پست قامت متوسط العمر لاغر اندام مگر پھرتیلا آدمی تھا۔ سر کے بال اور مونچھوں کی رنگت کبھی سرخ ہوگی۔ مگر اب سپیدی میں بدلتی جا رہی تھی۔ آنکھیں تیز اور روشن

اور چہرہ مکروفریب کے آثار کا مخزن تھا۔ یہ شخص بالعموم ایک ہی سیاہ رنگ کا میلا سوٹ پہنے رہتا تھا اور اس کے اندرونی کپڑے بھی صفائی کے لحاظ سے چنداں قابل رشک نہ تھے۔

دونوں کمروں میں جو خود بخود بند ہونے والے دروازہ سے ملحق تھے بے شمار ایسی چیزیں جو کسی ماہر آثار قدیمہ کا اثاثہ یا کسی تھیٹر کا اسباب سمجھی جا سکتی ہیں۔ موجود تھیں۔ یعنی مختلف نمونہ کے خود اور ٹوپیاں۔ کئی طرح کے آلات حرب قسم قسم کے لباس جن میں ترکی پگڑیاں اور چینی عبا شامل تھے۔ پرانی وضع کی انگریزی بندوقیں۔ امریکہ کے اصلی باشندوں کے کلہاڑے ساکنان نیوزی لینڈ کے تیر اور دہل مچھلی کا شکار کرنے کے بھالے یہ سب پاس ہی پاس رکھے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ چینی کے پرانے برتن طرح طرح کے بت۔ گلدان۔ تصویریں۔ کسی مٹے ہوئے رومی شہر کی پرانی اینٹیں ہرکولینیم اور پمپی آئی کے مدفون شہروں سے نکلے ہوئے پیالے جابجا ان کمروں میں جمع تھے دیوار کے ساتھ شیشہ کی الماری میں ایک ممی یا حنوط کی ہوئی لاش اپنی بے نور آنکھوں سے چاروں طرف گھور رہی تھی۔ کچھ اس قسم کے پردے بھی جیسے تھیٹر میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایک طرف جمع تھے جن کے ساتھ لگا ہوا چھوٹا سا لیبل ظاہر کرتا تھا۔ کہ یہ سامان کسی زمانہ میں جزیرہ سینڈوچ کے بادشاہ کو ناٹک دکھانے میں استعمال ہوا تھا۔ مختصر یہ کہ ان کمروں میں بے شمار متفرق سامان جس کی تقسیم محال اور تفصیل غیر ممکن ہے۔ عجیب بے ترتیبی کی حالت میں بکھرا ہوا پڑا تھا۔

سامنے والے کمرہ میں صرف ایک موم بتی جل رہی تھی۔ اور اس کی دھندلی روشنی میں مسٹر بیلبی اپنے ایک دوست کے ساتھ جن شراب پینے میں مشغول تھے۔ اس دوست کی عمر ان سے کئی سال چھوٹی یہاں تک کہ بمشکل ۲۵ - ۲۶ سال کے قریب تھی۔ مگر اس کم سنی میں ہی اس کا چہرہ مریضوں کی طرح بے رنگ اور لاغر تھا۔ اور اس کی عام حالت سے پایا جاتا تھا۔ کہ تیز شراب کے استعمال کا حد سے زیادہ عادی ہے۔ اسکی ٹوپی شکستہ۔ کپڑے خراب اور قمیص کی حالت ظاہر کرتی تھی۔ کہ دعوت کو اپنے میسور کے لئے اس شخص پر مسٹر بیلبی سے بھی کمتر اعتبار ہے۔ آپ کا اسم گرامی لمبر تھا۔ مگر دوستوں اور ہمعصر لوگوں میں زیادہ تر بن کے نام سے مشہور تھے۔ جو لفظ بنجمن کی تخفیف ہے۔

مسٹر بیلبی سرشام کسی رستورانٹ میں ایک چاپ اور ایک اُبلا ہوا آلو نوش کر آئے تھے اور ان کے اپنے لفظوں میں شام کا اور رات کا کھانا اسی پر ختم ہو چکا تھا۔ وہیں اتفاقاً ان کی مسٹر لمبر سے ملاقات ہوئی جسے وہ ایک مدت سے جانتے تھے۔ مگر اب عرصے سے شرف ملاقات حاصل

نہ ہوا تھا۔ اس امید پر کہ اس شراب خانہ کا کلو ارجوان کے مکان کے بالمقابل واقع تھا۔ ایک بوتل شراب اور نصف درجن سگار کا اُدھار کر لیگا۔ آپ اپنے دوست کو مکان ہی پہلے آئے۔ اور رستہ میں اس سے کہا "ہمیں چونکہ ایک دوسرے سے بہت سی باتیں کرنا ہے۔ اس لئے وہیں بیٹھ کر اطمینان سے شراب اور تمباکو بھی پئینگے۔ اور گفتگو بھی کرتے جائیں گے" رستا رنٹ سے گھر کی طرف آتے ہوئے مسٹر بیلبی نے رستہ میں شراب اور سگار حاصل کئے اور مکان کے کمرہ میں آکر بیٹھ گئے۔ چنانچہ جس وقت ہم کہ حوالات سے نکل کر جستی پائپ کی مدد سے اونچی چھت پر چڑھ رہا تھا ہمارے دونوں دوست میز کے گرد بیٹھے لطف عیش حاصل کر رہے تھے۔

رستا رنٹ سے آتے ہوئے ان میں جو گفتگو ہوئی۔ اس سے مسٹر لمبر کو معلوم ہو گیا کہ مسٹر بیلبی کے کمرہ میں بہت سا عجیب و غریب سامان جمع ہے۔ اس لئے وہاں پہنچکر اسے ویسی جرأت نہ ہوئی جو عام حالات میں کسی شخص کو دفعتاً وہاں آنے سے ہوتی۔ پھر بھی مسٹر بن لمبر چونکہ فطرتاً بزدل اور کمزور تھا۔ اس لئے الماری میں رکھی ہوئی لاش کو دیکھ کر بے چین ہونے لگتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شراب اور سگار پینے اور گفتگو کرنے کے عمل میں وہ اس طرف پیٹھ کرکے بیٹھا ہوا تھا۔

"کیوں دوست ہمیں ایک دوسرے سے ملے کتنی مدت ہوگئی؟" بیلبی نے شراب کا دور شروع کرتے ہوئے پوچھا۔

"چھ سات سال سے کم کیا ہوئی ہوگی" اس کے دوست نے جواب دیا۔ "مگر تب میں اس شہر میں بالکل ناتجربہ کار تھا۔ اب تو زمانہ نے بہت سی باتیں سکھا دی ہیں"

"ان دنوں شاید تم ایک وکیل کے ہاں محرر ہوا کرتے تھے؟" بیلبی نے پوچھا۔

"بے شک پہلے ایک وکیل کا محرر تھا۔ مگر بہت جلد میں نے قانون کو خیر باد کہا۔ اور ناٹک والوں میں شامل ہو گیا" بن لمبر نے جواب دیا "اس کے بعد مسٹر سڈنی ہارڈ ختنز یا مینیجمنٹ کے نام سے کئی جگہ شہرت پائی۔ مگر اس کام سے بھی جلدی طبیعت اکتا گئی۔ اس وقت کے بعد میں نے کئی پاپڑ بیلے مگر اب ... تم سے کیا پردہ ہے ... سب انجر پنجر ڈھیلے ہو گئے ہیں"

"کچھ مضائقہ نہیں۔ ہم اہنیں بہت جلد کس دینگے" بیلبی نے حوصلہ افزا لہجہ میں کہا "میرا خیال ہے کہ ایسے دو ہوشیار آدمی جیسے ہم ہیں۔ بڑی آسانی سے کوئی معقول روزگار کر سکتے ہیں۔ تم اپنے تجربوں کا ذکر کرتے ہو۔ مگر میں اس سے بہت زیادہ دنیا دیکھ چکا ہوں۔ میری داستان سنو۔ تو حیران رہ جاؤ۔ وہ اتنی لمبی ہے کہ اگر کبھی اپنے حالات لکھنے بیٹھوں تو کئی جلدوں کی کتاب تیار ہو جائے"

"اچھا یہ تو کہو اس وقت کے بعد جب ہماری آخری ملاقات ہوئی تھی۔ تم کیا کرتے رہے ہو؟"
بن لمبر نے پوچھا۔

"یوں کہا ہوتا۔ کہ کیا نہیں کرتے رہے ہو۔" اس کے دوست نے ہنس کر جواب دیا۔ "مرد آدمی دنیا کا کونسا کام ہے جو میں نے نہیں کیا۔ سبھی رنگ دیکھ چکا ہوں۔ ٹھہرو ذرا سوچ لوں۔ جب ہماری آخری ملاقات ہوئی۔ تو ان دنوں میں کیا کام کیا کرتا تھا..."

"میں بتاتا ہوں۔ تم انہی دنوں دیوالہ کی عدالتی کارروائی سے فارغ ہوئے تھے۔"

"آہ۔ یاد آگیا۔" مسٹر بیلیبی نے کہا۔ "ان دنوں میں ایک بیمہ کمپنی تیار کر رہا تھا۔ تین مہینے کوئینز بینچ کے جیلخانہ میں رہ کر جب عدالت دیوالہ سے کامیاب نکلا تو وہیں پانچ چھ آدمیوں سے ملاقات ہو گئی۔ جو بیمہ کے کاروبار میں میرے حصہ دار بننے کو تیار تھے۔ سارا انتظام بہت جلد مکمل کر لیا گیا اور ہم نے عہدے بھی آپس میں بانٹ لئے۔ میں اس کمپنی کا مینیجر بنا اور اپنے لئے ۸۰۰ پونڈ سالانہ تنخواہ مقرر کی۔ ایک اور شخص کو سیکرٹری کا عہدہ دیا گیا۔ اور دو آدمی محاسب بنے۔ ایک بورڈ کا وائس چیرمین مقرر ہوا۔ اور ایک کو ڈاکٹر بنا دیا گیا۔ اس اہتمام کے ساتھ ہم نے کاروبار شروع کیا چنانچہ ایک نہایت شاندار عمارت میں دفتر قائم کیا گیا۔ اور دو لاکھ پونڈ سرمایہ تجویز ہوا..."

"ارررا دو لاکھ؟" بن لمبر نے انداز حیرت سے پوچھا۔ "آخر ایسی مالدار آسامیاں کیونکر ہاتھ آگئیں؟"

"آہ۔ تم سمجھے نہیں۔ یہ دو لاکھ کا سرمایہ محض ذہنی تھا۔" مسٹر بیلیبی نے پر معنی انداز سے جواب دیا۔ "ہم نے حصوں کی فروخت کا اعلان شائع کیا۔ اور اس کام میں زیادہ دقت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ ہم نے کاغذ کے چند ایک پرزے چھاپ کر رکھ لئے۔ اب جو شخص حصے خریدتا۔ ہم یہ کاغذ اس کے حوالہ کر دیتے۔ دو یا تین سو حصے ہم میں سے ہر ایک نے اپنے نام لکھ لئے۔ اور یا نسولارڈ بریگم کو اس شرط پر دیے گئے کہ انہوں نے بورڈ آف ڈائرکٹرز کا چیرمین بننا منظور کیا تھا۔ سچ جانو۔ سارا انتظام بڑی خوش اسلوبی سے ہوا۔ اور ایک سال خاطر خواہ کاروبار چلتا رہا..."

"کیا واقعی تم نے بیمہ کی پالیسیاں جاری کیں؟" مسٹر لمبر نے پوچھا۔

"بہت نہیں تو ایک سال کے عرصہ میں چار پانسو تو جاری کی ہوں گی۔" بیلیبی نے جواب دیا "ہماری کامیابی کا خاص سبب یہ تھا کہ ڈاکٹر اپنا آدمی تھا۔ اس نے کبھی کسی شخص کی درخواست نامنظور نہیں کی۔ حتے کہ اگر کوئی شخص تپ دق کے آخری درجہ میں بھی ہوتا۔ تو کمپنی اس کی درخواست

منظور کر لیتی تھی۔"

"یہ تو بڑی خطرناک کارروائی تھی" مسٹر لمبر نے کہا۔ "کیونکہ جب کوئی شخص مرجائے۔ تو آخر کمپنی کو بیمہ کا روپیہ ادا کرنا پڑتا ہوگا۔"

"بالکل نہیں۔" مسٹر ہیلبی نے انداز اطمینان سے کہا۔ "ہمارا عذر ہر حال میں یہ ہوتا تھا۔ کہ اس آدمی نے کمپنی کو دھوکا دیا ہے۔ ہم کہتے تھے کہ اس نے بیمہ کراتے وقت کئی باتیں کمپنی سے پوشیدہ رکھیں۔ مثلاً اس نے یہ تو تسلیم کیا۔ کہ میں خون تھوکتا ہوں۔ اور کھانسی کی بھی شکایت ہے۔ مگر یہ بات قطعاً ظاہر نہیں کی کہ میرے پاؤں کے انگوٹھے میں درد کی بھی شکایت ہے۔ اس طرح کے بہانوں سے ہم لوگوں کے دعووں کو بآسانی ٹال دیتے تھے۔ چونکہ کمپنی ہر طرح کے آدمیوں کو داخل کر لیتی تھی۔ اس لئے موتیں بڑی تیزی رفتار سے ہونے لگیں۔ مگر ہمیں ان کی پروا نہ تھی۔ ہماری ترقی کا ایک راز یہ بھی تھا کہ ہم ایجنٹوں کو معقول کمیشن دیتے تھے۔ اس لئے آئے دن بے شمار نئی درخواستیں آتی رہتی تھیں۔ ہمارا کاروبار یقیناً ترقی کرتا۔ مگر اس ہفتہ وار اخبار کا ستیاناس ہو جس نے ہمارے کام پر نکتہ چینی شروع کر دی۔ اس کے اعتراضوں نے ہمیں بہت ضعف پہنچایا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ آخرکار ہماری یونیورسل بیمہ کمپنی کا قبل از وقت ہی خاتمہ ہو گیا۔"

"اچھا۔ اور اس کے بعد تم نے کیا کیا؟" مسٹر لمبر نے پوچھا۔

"اب میں ایک نئی چال چلا" مسٹر ہیلبی نے اطمینان سے سگار کے کش لگاتے ہوئے جواب دیا۔ یعنی میں نے اخباروں میں اشتہار شائع کرنا شروع کیا۔ کہ جو شخص میرے نام پانچ شلنگ قیمت کے ڈاک کے ٹکٹ بھیجے۔ میں اسے وہ طریقے بتاؤں گا جن سے وہ چار پونڈ ہفتہ وار کی مستقل آمدنی حاصل کرسکیگا۔"

"معاف کرنا میں سمجھا نہیں۔ ذرا واضح کر کے بتاؤ۔" اس کے دوست نے کہا۔

"اس میں مشکل ہی کونسی ہے۔" مسٹر ہیلبی نے کہا "میں نے اخباروں میں اشتہار شائع کیا تھا کہ ہر ایسے شخص کو جو مجھے پانچ شلنگ قیمت کے ٹکٹ بھیجے۔ تجارت اور دستکاری کے وہ سینہ بہ سینہ اسرار بتاؤں گا جس سے وہ تین چار پونڈ ہفتہ وار پیدا کرسکے گا۔ ٹکٹ وصول ہونے پر میں ایسے شخصوں کے نام چند معمولی ترکیبیں بھیجدیتا۔ مثلاً ارزاں جنجر بیر تیار کرنے یا سوڈا واٹر کے سفوف کا نسخہ یا روغن حسن افزا یا دانت منجن یا جوہر ہاضمہ یا غازہ وعلیٰ ہذا القیاس۔ اشتہاروں پر میری لاگت بمشکل سات شلنگ اٹھتی تھی۔ اور چونکہ درجہ اوسط میں ہر روز بیس ٹکٹ دار چٹھیاں

• موصول ہوتی رہتی تھیں۔ اس لئے میں پانچ پونڈ روزانہ لیتا تھا۔ جس سے اشتہار کا خرچ مضمون کی چھپائی ٹھپلڈاک وغیرہ وضع کر دو تو اندازاً ساڑھے چار پونڈ ہر روز میری جیب میں آجاتے تھے۔"

"مگر یار یہ تو بڑا نفع بخش کام تھا۔ تم نے اسے کیوں چھوڑ دیا؟"

"اوہ میں نے کب چھوڑا۔ وہ تو خود ہی بند ہو گیا" جیلبی نے جواب دیا۔ "کچھ لوگوں نے میری نقل شروع کی۔ اور اس کام کو اتنا ارزاں کر دیا۔ کہ ایک شلنگ کے عوض سب کچھ سکھانے کو تیار ہو گئے۔ ناچار میرا کاروبار درہم برہم ہو گیا۔"

"پھر اس کے بعد کونسا شغل جاری ہوا؟"

"میں نے نوکروں کے لئے محکمہ سبیل روزگار قائم کر دیا۔"

"اور نوکروں سے واقفیت کیونکر پیدا کی؟" البرنے پوچھا۔

"واقفیت کی ضرورت ہی کیا تھی۔ میں نے اعلان شائع کیا۔ کہ جو آدمی خانگی ملازمت کرنا چاہئے وہ نصف کراؤن بطور فیس ادا کر کے اپنا نام درج رجسٹر کرائے۔ تم دیکھ سکتے ہو کہ بہت لئے اس میں نفع ہی نفع تھا۔"

"مگر جو لوگ فیس ادا کرتے تھے۔ وہ آخر ملازمت کا تقاضا بھی کرتے ہوں گے"

"اس میں کونسی بڑی مشکل تھی۔ میں اخباروں کے اشتہارات سے معلوم کر لیتا تھا۔ کہ کن لوگوں کو نوکروں کی ضرورت ہے۔ اور ان کے پتے نقل کر کے نوکروں کو دے دیتا تھا۔"

"بہرحال یہ کام بہت دن چلنا مشکل تھا۔"

"اس لئے چلا بھی نہیں۔" جیلبی نے مسکرا کر کہا۔ "ورنہ اب تک جاری ہوتا۔ کاروبار واقعی مزے کا تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ اس سلسلہ میں بعض قبول صورت نوکرانیوں سے میل جول ہوتا رہتا تھا۔ وہ تو ایک چھوٹے سے ناخوشگوار واقعہ نے سب کام بگاڑ دیا۔"

"یعنی کیسے؟" البرنے پوچھا۔

"بات یہ ہوئی کہ پولیس نے میرے خلاف ایک نوجوان عورت کے لال لال ہونٹوں کو بوسہ دینے پر استغاثہ دائر کر دیا۔ تحقیقات سے کاروبار کی سب باتیں روشنی میں آ گئیں۔ ناچار ایک مہینہ دارالاصلاح میں بسر کرنا پڑا۔ اور وہیں یہ سوچنے کا موقعہ مل گیا۔ کہ اب کونسا نیا کاروبار شروع کیا جائے"

"اچھا۔ اور اس غور و فکر کا نتیجہ کیا نکلا؟" مسٹر البرنے پوچھا۔

"میں جس وقت جیل خانہ سے نکلا۔ تو حالت بہت ردی تھی" مسٹر جیلبی نے جواب دیا۔ "میرے لئے

ں کے سوا کوئی صورت نظر نہ آئی کہ اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرتا۔"

"مظلوم؟ کیسا مظلوم؟" برم نے پوچھا۔

"مظلوم مذہب" مسٹر ہیلی نے جواب دیا۔ "میں نے چھٹتے ہی مشہور کیا کہ میں شمالی انگلستان کا ایک تاجر ہوں، مگر بعض مذہبی اختلافات کی بنا پر مجھے کئی طرح کی سختیوں کا شکار ہونا پڑا ہے۔ ناچار اب اپنے معاملہ کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لئے لندن آیا ہوں۔ چونکہ میری حالت خستہ و زار تھی، اس لئے ایک مجسٹریٹ کے روبرو درخواست امداد پیش کرنی پڑی۔ مگر میں نے اس بات کا خیال رکھا کہ صاحب مجسٹریٹ وہی نہ ہوں جن کے ہاں پیشتر میرا چالان ہوا تھا۔ بات چل گئی اور عدالت سے دس شلنگ خیرات ملے۔ اس کے دوسرے دن یہ معاملہ سب اخباروں میں نمایاں طور پر چھپ گیا۔ اور اس پر اس قسم کے عنوان قائم کئے گئے "ایک معزز تاجر کی مشکلات" "زمانہ تہذیب میں جاہلیت کے مظالم" وغیرہ وغیرہ۔ اس کا بڑا اثر ہوا۔ اور چندوں کی بھرمار شروع ہوگئی۔ ایک صاحب نے دو پونڈ بھیجے، ایک خاتون نے پانچ۔ ایک رئیس نے دس اور ایک اور شخص نے ایک پونڈ بھیجا۔ ایک عمر رسیدہ پابند مذہب آدمی مجھے بدقت تلاش کرکے اپنے مکان پر لے گیا۔ اور اپنے پاس رکھا۔ چندوں کا سلسلہ ابھی تک جاری تھا۔ مگر اب وہ یکایک اس لئے رک گیا کہ صاحب مجسٹریٹ نے میرے دیے ہوئے پتے پر خط و کتابت سے تحقیقات کی۔ تو بات فرضی ثابت ہوئی۔ ادھر میری خوشامت آئی۔ تو بھولے سے اپنے محسن کی جوان بیٹی کو چھیڑ بیٹھا۔ اس پر وہ بہت چراغ پا ہوا اور ناچار مجھے بھاگتے ہی بن پڑی۔"

"وہ یا اس کے بعد کونسا کام شروع ہوا؟"

"کچھ دنوں میں کوئی خاص بات طے نہ کرسکا۔" مسٹر ہیلی نے جواب دیا۔ "اسی طرح نیا کام سوچنے سے پہلے ساری جتھا برباد ہوگئی۔ مجبور ہو کر میں نے ایک اخبار کی نامہ نگاری شروع کی کام وقت طلب اور معاوضہ فقط ایک پینی فی سطر کے حساب سے ملتا تھا۔ میں کھیل تماشے کی باتوں کا اچھا ماہر تھا۔ اس لئے چندے کام جاری رہا۔ آخر جن دنوں اس کام کو چھوڑنے کی فکر میں تھا۔ یکایک ایک اور نفع بخش صیغہ نکل آیا یعنی میں پیشن گو بن گیا۔"

"وہ کیا؟" بن لمبر نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"وہ یہ کہ میں گھوڑ دوڑ کے موقعوں پر اخبار میں پیشگوئی کرتا تھا کہ کون گھوڑا بازی لے جائیگا بس مجھے اس کام کے دو پونڈ ہفتہ وار ملتے تھے۔"

"میں سمجھا۔" بن لمبرنے کہا۔ "اچھا یہ کام کتنے دن جاری رہا؟"

"قریباً چھ مہینے" مسٹر بیلی نے جواب دیا۔ "مگر اس عرصہ میں کیا مجال میرا بتایا ہوا ایک نام بھی صحیح ثابت ہوا ہو۔ اس بارہ میں میری حالت اپنے ہم پیشہ لوگوں سے مختلف نہ تھی۔ کیونکہ اس طرح کے اخباری نامہ نگار ہمیشہ غلط پیش گوئیاں کیا کرتے ہیں۔ بہر حال جس اخبار سے میرا تعلق تھا۔ اس کے مالک نے مجھے نکما سمجھ کر موقوف کر دیا۔ اور میں پھر بے سر و سامان رہ گیا۔"

"اور تم نے کوئی اور فائدہ بخش تجویز سوچی؟"

"ہاں میں نے ایک نفع بخش سوسائٹی قائم کی۔"

"ارر! وہ کیا۔" اس کے دوست نے انداز حیرت سے پوچھا۔ "کس کو نفع دینے والی؟"

"مجھے اور کس کو؟" مسٹر بیلی نے جواب دیا "بظاہر یہ سوسائٹی مزدور پیشہ لوگوں کے فائدے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ مگر حقیقت میں مجھے اپنا ہی فائدہ مدنظر تھا۔ قواعد یہ تھے۔ کہ جو شخص چند پنس ہفتہ وار چندہ دے۔ اُسے زمانہ علالت میں پندرہ شلنگ فی ہفتہ گذارہ ملتا تھا۔ مر جائے تو اُسے سوسائٹی کے خرچ پر دفن کیا جاتا تھا۔ اور اس کی عورت کو اپنے اور اپنے بچوں کے ماتمی کپڑے خریدنے کو دس پونڈ نقد بھی دیئے جاتے تھے۔ میں ہی اس سوسائٹی کا معتمد۔ خزانچی۔ محاسب اور منتظم تھا۔ بلکہ یوں سمجھو کہ میں ہی ساری کمیٹی تھا۔ اور مجھی کو سارا نفع حاصل ہوتا تھا۔ مگر ایک دن یہ راز بھی کھل گیا اور مجھے صاحب مجسٹریٹ کے روبرو طلب کیا گیا۔ لیکن چونکہ سوسائٹی رجسٹری شدہ نہ تھی اس لئے میرے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ آ سکی۔ اور مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ بہت سا روپیہ میں پہلے ہی ہضم کر چکا تھا۔ باقی کو میں نے اس خیال سے اپنے پاس رکھ لیا کہ مبادا اس کے لئے باقی اراکین میں جھگڑے کی نوبت آئے۔ اس کے بعد مجھے نواحات دیہات چھوڑ کر جو اس سوسائٹی کا ٹھکانا تھا۔ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنا پڑا۔ اور دوسری جگہ رہنے لگا۔"

"اور وہاں کونسا کام شروع کیا؟" بن نے پوچھا۔

"میری ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ جب تک روپیہ پاس ہو کام کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ موجودہ حالت میں میں نے اس وقت تک کہ آخری پونڈ خرچ نہیں ہو گیا۔ نیا کام شروع کرنا بے ضرورت سمجھا۔ لیکن آخر جب ضرورتوں نے تنگ کیا۔ تو ایک نیا فریب رچا۔ یعنی بڑے دن پر تحفے بھیجنے کا۔"

"وہ کیا؟"

"میرے پاس جو آخری پونڈ باقی رہ گیا تھا۔ اس میں سے میں نے ساڑھے سات شلنگ خرچ

کر کے اخبار ٹائمز میں ایک اشتہار درج کرایا جس میں لکھا تھا کہ بیلی اینڈ کمپنی قدیم شراب فروشان سابق کی طرح اس سال بھی بڑے دن کے تحفے نہایت کم قیمت پر مہیا کریں گے۔ چنانچہ جو شخص ایک پونڈ بھیجے گا اسے مندرجہ ذیل چیزیں ایک خوشنما ڈبے میں بند کر کے بھیجی جائیں گی۔ ایک بوتل بڑھیا اور پرانی پورٹ شراب۔ ایک بوتل بادامی شیری۔ ایک اولڈ ایسٹ انڈیا میڈیرا کی۔ ایک فرانسیسی برانڈی کی۔ ایک جمیکا رم اور ایک ہالینڈ کی اعلیٰ شراب کی۔ تم یہ سن کر حیران رہ جاؤ گے کہ اشتہار چھپتے ہی پونڈوں کی بارش شروع ہو گئی۔ اس پر میں نے اشتہار کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور بعد ازاں اس میں بڑے دن کی بجائے سال نو کے تحفہ کا عنوان قائم کیا۔ یہ وقت بھی گذر گیا۔ تو میں نے نام اور پتہ بدل کر عمدہ کیک مہیا کرنے کا اعلان کیا۔ غرض تین ماہ تک یہ سلسلہ اسی طرح چلا۔ اور خوب چلا۔ حتیٰ کہ ایک دن اسے بھی چھوڑنا پڑا۔ اور جب میں نے اس کام کو خیرباد کہا تو جیب میں فقط ۸ پنس باقی تھے"

"اس قلیل رقم سے تم نے کیا کیا ہو گا؟" بن لمبر نے کہا۔

"اب میں ایک تھیٹر کا ٹھیکہ دار بنا" اس کے دوست نے پرسکون لہجہ میں جواب دیا۔

"کیا ۸ پنس میں؟" لمبر نے حیرت زدہ ہو کر کہا "شاید مذاق کرتے ہو۔"

"نہیں۔ بالکل سچ کہتا ہوں" مسٹر بیلی نے جواب دیا۔ "ٹھیکہ کی رقم ایک ہزار پونڈ سالانہ تھی۔ گو سرمایہ فقط ۸ پنس تھا۔"

"پھر تم نے کیا کیا؟"

"اس کے دوسرے دن میں نے تھیٹر کا ٹھیکہ آگے ایک اور شخص کو دیدیا۔ اور چونکہ اس سے ٹھیکہ کی رقم روزانہ وصول کر لیتا تھا۔ اور خود ایک کوڑی ادا نہ کرتا تھا۔ اس لئے نفع ہی نفع تھا۔ کچھ دنوں یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ ایک روز بھرم کھل گیا اور مالک نے نالش دائر کر کے مجھے قید کرا دیا۔ اس وقت دوبارہ مجھے عدالت دیوانی کی سیر کرنی پڑی"

"اچھا اور وہاں کیا کارروائی ہوئی؟" بن لمبر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں" مسٹر بیلی نے جواب دیا۔ "قانون اس قسم کا ہے کہ کسی تھیٹر کا ٹھیکہ دار یا مینجر جتنی بار چاہے دیوالہ نکالے۔ ہر شخص اس سے ہمدردی کرتا ہے۔ عدالت نے مجھے اس بات پر قابل تحسین قرار دیا۔ کہ ایکٹروں کی تنخواہیں ساتھ کی ساتھ ادا ہوتی رہیں۔ حالانکہ سچ پوچھو تو میں نے اپنے پاس سے ایک کوڑی نہیں دی۔ مالک کمپنی اپنے وقار کی خاطر ان کا حساب ساتھ ساتھ چکا دیتا۔ کہانی مختصر میں ہر طرح کامیاب رہا۔ البتہ جیب میں ایک شلنگ تک باقی نہیں تھا۔"

"پھر اس حالت میں کونسا کام تجویز کیا گیا؟" مسٹر لمبر نے اپنے دوست کے بیان میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"انہی دنوں شہر پیرس میں ایک بہت بڑا میلہ تھا۔ میں نے اشتہار دیا کہ جو لوگ اس میلہ میں شریک ہونا چاہتے ہوں میں بیس پونڈ فی کس کے حساب سے ان کے جملہ اخراجات یعنی کرایہ آمدورفت درجہ اول پیرس کے اعلیٰ ترین ہوٹل کی ہفت روزہ سکونت اور خوراک اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ ایسے اصحاب کو ہر ممکن سہولت مہیا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ میں نے خط و کتابت کر کے ریل والوں سے رعایت حاصل کی۔ اور قریباً پچاس آدمی میری معرفت چلنے کو تیار ہوئے۔ اقرار یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک بیس پونڈ کی رقم ڈوور پہنچنے پر ادا کر دے گا۔ ڈوور تک مجبوراً مجھ کو بھی ساتھ جانا پڑا۔ مگر وہاں پہنچ کر کرایہ وصول کرتے ہی میں غیر معمولی غلطی سے واپس آنے والی گاڑی میں سوار ہو گیا۔ اس شام لندن واپس آ کر میں نے خوب جشن اڑائے۔ اگرچہ یہ معلوم نہ ہوا کہ میرے دوستوں پر ڈوور میں کیا گزری۔"

اس کیفیت پر مسٹر لمبر نے زور کا قہقہہ لگایا۔ جس میں مسٹر بیلی خود بھی شریک ہوا۔

"اچھا اس کے بعد تم نے کونسا کام شروع کیا؟" اس کے دوست نے آخر کار پوچھا۔

"دوسرے دن اس واقعہ نے بہت ہیجان پیدا کر دیا۔" مسٹر بیلی نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "اخباروں میں مخالفانہ مضمون چھپے۔ دھمکیاں دی گئیں۔ اور ایک دو شخصوں نے قانونی چارہ جوئی پر بھی آمادگی ظاہر کی۔ پس میں نے کچھ عرصہ کے لئے لندن سے نقل مکان ضروری سمجھا۔ میرے پاس نقدی کافی تھی۔ مگر بدقسمتی سے ایک رات زیادہ شراب پی کر ایسے آدمیوں کے ہاتھوں میں جا پڑا۔ جو میرے بھی استاد نکلے۔ صبح آنکھ کھلی۔ تو دیکھا جیب میں پائی تک باقی نہ تھی۔ بڑی مشکل کا سامنا ہوا۔ کئی روز سخت احتیاج کی حالت میں دیہات کا گشت کیا۔ اسی طرح پھرتے پھراتے ایک دن شام کو ایک پرانے [illegible] پر جا نکلا۔ کبھی یہاں بستی ہوگی۔ مگر اب یہ جگہ نہایت نزار حالت میں تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ ایک عرصہ سے بیکار پڑی ہے۔ یہاں میں نے ایک مرد کہن سال کو دیکھا کہ ادھر ادھر مٹی کھودتا اور کچھ ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ خیال آیا۔ شائد گڑا ہوا خزانہ تلاش کر رہا ہے میں تھوڑی دیر چھپ کر اس کی حرکتیں دیکھتا رہا۔ پھر سامنے آ کر اس کا حال پوچھا۔ پہلے وہ گفتگو کو تیار نہ ہوتا تھا۔ مگر آخر میں لاسہ لگایا تو معلوم ہوا وہ ڈوور سٹریٹ لندن میں اس کی پرانے مال کی دکان ہے۔ اور اس بزادہ میں پرانے مٹی کے برتن تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ کہنے لگا میرے دوست

دنیا میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ جو پرانے اور ٹوٹے ہوئے برتن اس جگہ پائیں گے ان کو ہرکولینیم اور پمپی آئی کے مدفون شہروں کی یادگار کہکر فروخت کروں گا۔ اسکی بات میرے دل کو لگی۔ اور میں فوراً اس کی مدد کو آمادہ ہو گیا۔ تھوڑی جدوجہد سے ہم نے چند عجیب قسم کے برتن جن میں سے بعض ٹوٹے ہوئے اور بعض ثابت تھے۔ برآمد کئے وہ انہیں پاکر بہت خوش ہوا۔ اور میری امداد کا اس نے معقول معاوضہ پیش کیا۔ پھر اپنا لندن کا پتہ بتا کر کہنے لگا۔ وہاں پھر کبھی مجھ سے ملنا۔ مگر اس واقعہ نے میرے اپنے دماغ میں کئی انوکھی تجویزیں پیدا کر دیں۔ اور میں نے بڑی کاوش سے متفرق عجائبات جمع کر کے لندن کا رخ کیا۔ جو چیزیں میں نے فراہم کیں۔ ان میں ایک اس صلیب کا ٹکڑہ تھا جو روما کے ایک کارڈینل نے مجھے پیش کی تھی۔ ایک اور ٹکڑہ اس مقدس کوٹ کا تھا۔ جو اب تک مقام ٹریور محفوظ ہے۔ حکایت یہ تھی کہ وہ ٹکڑا مجھے ایک راہب نے جسے میں نے بہت سی شراب پلادی تھی۔ پھاڑ کر دیدیا تھا۔ ایک توپ کا گولہ تھا۔ جو ترکوں نے محاصرہ کے وقت وائنا میں سینٹ سٹیفن کے کلس پر لگا تھا۔ ایک گولی تھی۔ جس سے معرکہ ٹریفالگر میں نلسن ہلاک ہوا تھا۔ ایک قلم تھا جس سے نپولین نے عہدنامہ امینز پر دستخط کئے تھے۔ مختصر یہ کہ میں بے شمار قدیم و جدید مگر جیسا تم سمجھ سکتے ہو سب فرضی عجائبات لے کر عازم لندن ہوا۔ اور وہاں جا کر میں اس شخص سے ملنے گیا جس سے وارک شائر میں ملاقات ہوئی تھی۔ وارڈر سٹریٹ کی اس دوکان پر گیا جہاں وہ خود اس طرح کا اسباب بیچا کرتا تھا۔ مگر دوکاندار نے مجھے نہایت قلیل معاوضہ پیش کیا۔ میں نے سمجھا تھا کہ اسے ٹھگنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مگر اس نے یہ کہہ کر میری سب غلط فہمیوں کو یک قلم رفع کر دیا۔ کہ مرد آدمی میں تو صرف تمہارے خیالات کی قیمت ادا کرتا ہوں۔ ورنہ یہ تو مجھے پہلے ہی معلوم ہے کہ چیزیں جو تم فروخت کر رہے ہو۔ سراسر فرضی اور بناوٹی ہیں۔ اس کی بات سن کر میں نے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور وہ بھی ہنسنے لگا۔ بہرحال اس دن سے میرے اس کے تعلقات ہو گئے۔ قریباً چھ مہینے میں اس طرح کی چیزیں مہیا کرتا رہا۔ نت نئے عجائبات تلاش کر کے لاتا اور اس سے قدرے قلیل معاوضہ لیتا تھا۔ اس طرح میں رفتہ رفتہ تجارت کے جملہ اسرار سے واقف ہو گیا۔ اسی نے مجھ کو بتایا۔ کہ پرانی تصویریں کس طرح تیار کی جاتی ہیں۔ معلوم ہوا۔ اس نے چند تنخواہ دار مصور نوکر رکھے ہوئے ہیں۔ جو ہمیشہ اس کے لئے تصویریں بنایا کرتے ہیں۔ اور وہ انہیں رینولڈز ڈاونچی ٹیشین گریوز وغیرہ مشہور مصوروں کی اصلی تصویروں کے نام سے فروخت کر دیتا ہے۔

"اصلی؟" بن لمبر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں اصلی"۔ مسٹر بیلبی نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ حنوط کردہ لاشیں تیار کرنا بھی اسی نے سکھایا تھا۔"

"واہ! یہ کیسے ممکن ہے؟" بن لمبر نے متعجب ہو کر پوچھا۔

"بالکل معمولی بات ہے" مسٹر بیلبی نے کہا "میں نے دو لاشیں ایسی مکمل تیار کیں کہ انجمن آثار قدیمہ کے ایک رکن اعظم نے چھ گھنٹے کی مسلسل تقریر میں ثابت کیا تھا کہ وہ قریباً چار ہزار سال پہلے کی ہیں۔ اور تم یہ سن کر حیران ہو گے کہ حاضرین میں سے کسی کو اعتراض کا یارا نہ ہوا۔ یہ اسی لاش ہی کو دیکھو۔ جو شیشہ کی الماری میں بند رکھی ہوئی ہے۔ اسے تیار ہوئے چار ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ مگر آج ہی اس سوسائٹی کا ایک اور ممبر جسے اس فن کا ماہر کامل سمجھا جاتا ہے مگر جو حقیقت میں بہرہ اور نیم اندھا ہے۔ اسے دیکھنے آیا۔ اور میں نے اُسے یقین دلا دیا کہ اس قدر پرانی لاش اس سے پہلے کبھی اس ملک میں نہیں لائی گئی تھی۔ کل وہ اسے بیس پونڈ کے عوض خریدنے کا وعدہ کر گیا ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے۔" مسٹر بیلبی نے آواز دبا کر کہا۔ "مالک مکان کے ۱۵ پونڈ مجھ پر آتے ہیں۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ وہ اپنا روپیہ براہ راست وصول کئے بغیر اس ممی کو اس لاش کو یہاں سے اُٹھنے نہ دے گی۔"

"اچھا تو اس شخص سے تمہارا کتنی مدت تعلق رہا؟" بن لمبر نے پوچھا۔ "یا شاید مجھے یوں کہنا چاہیئے کہ تم نے اس تعلق کو کیوں توڑ دیا؟"

"میرے دوست اصل میں لوگوں کا مذاق ایسی چیزوں کے بارہ میں ہمیشہ بدلتا رہتا ہے کبھی وہ پرانی تصویروں کے شائق ہوتے ہیں کبھی پرانے برتنوں کے اور کبھی کسی اور چیز کے۔ ان ایام میں کیلیفورنیا میں سونے کی دستیابی کا بہت چرچا تھا۔ میں نے سنگ خارا کے چند بڑے ٹکڑے لے کر ان پر سونے کا پانی چڑھوایا۔ اور شیشہ کی الماری میں بند کر کے باہر سائن بورڈ لگوا دیں۔ ان ٹکڑوں کی نسبت میں نے مشہور کیا کہ کیلیفورنیا کے اصلی سونے کے ڈلے ہیں اور ان کی قیمت ... پونڈ رکھی۔ سارا شہر انہیں دیکھنے آیا۔ بدقسمتی سے ایک دن صبح کو وہ کاریگر بھی آ نکلا جس نے پتھر پر سونے کا پانی چڑھایا تھا۔ وہ اس وقت نشہ شراب میں بدمست تھا۔ اس لئے بیوقوف نے سب بھید ظاہر کر دیا۔ میں خبر پاتے ہی بھاگ نکلا۔ جیب میں قریباً ایک سو پونڈ موجود تھے۔ جو میں نے ان مصنوعی ڈلوں کی نمائش سے حاصل کئے تھے۔ مگر بدقسمتی دامنگیر تھی

ایک بار میرے چوریوں کے ہاتھوں میں جا لیا اور وہ ساری نقدی اٹھا کر لے گئے۔"

"کیا مضائقہ ہے۔ حرام کا مال جدھر سے آیا تھا۔ اُدھر ہی چلا گیا" مسٹر لمبر نے ہنس کر کہا۔

"تم ہنستے ہو۔ مگر میرے لئے اس نقصان نے کئی طرح کی مشکلات پیدا کر دیں" مسٹر ببی نے سنجیدگی سے کہا۔ "ناچار کوئی اور روزگار تلاش کرنا پڑا۔ انہی دنوں میں نے مصنوعی طریق پر ایک مچھری اژدہا تیار کیا۔ اور اس کی نمائش سے قریباً پچاس پونڈ کمائے۔ پھر یہ سوچ کر کہ پرانی چیزوں کی فروخت میں بہت نفع ہے۔ میں نے اس کام کو اپنے طور پر کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور اس مطلب کے لئے یہ جگہ کرایہ لی۔ میں نے بڑی کوشش اور جانکاہی سے کام شروع کیا۔ اور جتنا سرمایہ پاس تھا۔ سب اسی پر لگا دیا۔ مگر جب فروخت کا وقت آیا تو کاروبار مدھم پڑ گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ پرانے عجائبات کے گاہک یک لخت ملک چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ چنانچہ بہت چیزیں ویسی کی ویسی رکھی ہوئی ہیں۔ کوئی سامان فروخت نہیں ہوتا۔ دن بھر مکھیاں مارا کرتے ہیں۔ اور یہ سامنے رکھی ہوئی لاش خوفناک انداز سے گھورتی رہتی ہے۔"

"خیر صاحب تمہارا قصہ بہت دلچسپ ہے۔" بن لمبر نے اپنے دوست کی داستان کے خاتمہ پر کہا۔ "مگر میری اور تمہاری حالت میں پھر بھی فرق ہے۔ تم غریب ہو۔ میں غریب ترین بالکل ہی محتاج ہوں۔ تمہارے پاس کل اس لاش کی فروخت سے میں ہی سے ۵ پونڈ تو بچ رہیں گے۔ مگر یہاں پانچ کوڑیاں بھی میسر نہیں۔ نہ ان کے ملنے کی امید ہی ہے۔"

"چلو کیا مضائقہ ہے"۔ مسٹر ببی نے اطمینان سے کہا۔ "ایک اور ایک مل کر گیارہ ہو جاتے ہیں۔ ہم دونو ضرور کوئی نفع کی صورت پیدا کر لیں گے۔ اس شہر میں عاقل و ہوشیار آدمی کبھی بھوکا نہیں رہتا۔ بارہا مجھے خیال آیا ہے کہ اگر کوئی ایسا آدمی میرا حصہ دار یا نائب ہوتا۔ تو میں بہت کچھ کر کے دکھا دیتا۔ میرے دوست یاد رکھو" مسٹر ببی نے پرمعنی انداز سے دیکھتے ہوئے کہا "دو آدمی ناممکن کو بھی ممکن بنا سکتے ہیں۔ میرے ساتھ تمہارے ایسا آدمی پہلے سے موجود ہوتا۔ تو میں کبھی کا کامیاب ہو چکا ہوتا۔ مشکل یہی تھی۔ کہ ایسا ہنرمند آدمی نہیں ملتا۔"

"سچ کہتے ہو۔" مسٹر لمبر نے تسلیم کیا۔ "دنیا میں بہت کام ایسے ہیں جنہیں دو آدمی بخوبی کر سکتے ہیں۔ مگر اکیلا ان میں ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔"

"میرے دل میں ایک نہایت اچھوتا خیال پیدا ہوا ہے" مسٹر ببی نے کہا۔ "مشکل صرف یہ ہے کہ اسے عملی صورت دینے کے لئے تھوڑے سے روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ کہیں سے بیس تیس پونڈ

بھی مل جائیں تو یہ بچوں کھی میں نہیں۔"

"یہ کیا بڑی مشکل ہے۔" بن لبھر نے کہا۔ "اس سامان کو فروخت کر کے روپیہ پیدا کر لو۔"

"آہ اسی سے تمہاری ناتجربہ کاری ظاہر ہوتی ہے۔" مسٹر ہیلبی نے جواب دیا۔ "درحقیقت یہ سامان جو تمہیں گرد و پیش نظر آتا ہے۔ اسی صورت میں نفع دے سکتا ہے۔ کہ کوئی شوقین اس کا خریدار ہو۔ بازار میں ادنے پونے بیچنے جاؤ تو شاید ڈیڑھ شلنگ بھی وصول نہ ہو گا خود ہی سمجھو کیا یہ چیزیں نیلام میں کوئی قیمت پا سکتی ہیں؟ کسی پرانے شہر کی یادگار اینٹیں ماہران آثار قدیمہ کے ہاتھ بیچی جائیں۔ تو سونے کے مول بھی سستی ہیں۔ مگر نیلام میں کوئی ان کا ایک پنس بھی تو نہ دے گا۔ اسی طرح یہ زرہ بکتر جس کی نسبت میں نے یہ حکایت اختراع کی ہے کہ معرکہ فالکرک میں سر ولیم والیس کے بدن پر تھی حقیقت میں کسی معمولی سوار کی وردی کا ایک حصہ ہے اور زنگ آلود ہونے کے باعث دو کوڑی قیمت بھی نہیں رکھتی۔ پھر اس مٹی کے برتن کو دیکھو جس کا ایک کنارہ ٹوٹا ہوا ہے میں نے اس پر حروف ٹی اور آئی کندہ کئے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ قدیم روما کے مشہور حکمران ٹائبریس کے زمانہ کی یادگار ہے۔ اور دونو حروف ٹائبریس امپیریٹر کا مخفف ہیں۔ مگر تم سے پردہ نہیں اس کی قیمت اگر کچھ وصول ہو سکتی ہے۔ تو کسی ماہر آثار قدیمہ سے ورنہ اس کی حیثیت ایک ٹوٹی ہوئی ہدھنی سے زیادہ نہیں۔ یہی حال اور چیزوں کا ہے۔ چنانچہ یہ سارے لباس۔ سارا سامان۔ ساری چیزیں۔ سب طرح فرضی اور بناوٹی ہیں۔ انہیں صرف مصنوعی طریق پر پرانا بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ممی یا لاش کے سوا جس کا سودا ہو چکا ہے۔ باقی سامان کی فروخت سے چند شلنگ وصول ہونے کی بھی امید نہیں۔"

"یہ بات ہے تو پھر کسی روز ان لوگوں کو جو آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان چیزوں کے ملاحظہ کی دعوت دو اور کہو۔ کہ میں دنیا کا سفر کرنے جا رہا ہوں۔ اس لئے یہ سامان ارزاں فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ یا اس طرح کا کوئی اور بہانہ پیش کر دینا۔ مثلاً کہہ دینا۔ میں آتش فشاں وسوویس کی تہ میں اترنا یا سمندر کی تہ کا حال دیکھنے جا رہا ہوں۔ غرض جو بات اس وقت تمہارے ذہن میں آئے بطور عذر پیش کر دینا . . ."

"جو تم کہتے ہو بے شک معقول ہے۔" مسٹر ہیلبی نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اور اس کے لئے میں تمہاری ذہانت کی داد دیتا ہوں۔ مگر افسوس یہ چال کامیاب نہ ہو گی۔ میں نے ابھی تم سے کہا تھا کہ تجارت بہت مدھم ہے۔ آجکل ان پرانی چیزوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اس لئے امید نہیں کہ ان کی

فروخت سے کافی رقم جمع ہو سکیگی۔"

"تو آخر اس تجویز کے لئے جواب تمہارے ذہن میں ہے۔ روپیہ کیونکر حاصل ہو؟" بن لمبر نے سوال کیا۔ "یہ دوست باتوں باتوں میں تم نے ساری بوتل خالی کر دی۔"

"کیا مضائقہ ہے" مسٹر ہیلبی نے انداز لاپرواہی سے جواب دیا "میری ساکھ قائم ہے جتنی بوتلیں چاہو منگا سکتا ہوں۔ اور چونکہ اس وقت تجارت و تفریح کا دوگونہ شغل ہو رہا ہے۔ اس لئے ایک دو گھنٹے اور جاری رہے تو کچھ حرج نہیں۔ بیٹھو میں ابھی ایک بوتل اور لے آتا ہوں۔"

"نہیں۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں" بن لمبر نے پر خوف نظروں سے لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "میں اکیلا اس لاش کے پاس نہ ٹھیروں گا۔"

لمبر کی بدحواسی دیکھ کر مسٹر ہیلبی نے زور سے قہقہہ لگایا اور کہا "چلو جیسے تمہاری مرضی آؤ تم بھی میرے ساتھ آجاؤ۔"

"ارر را یہ آواز کیا تھی؟" بن لمبر نے جس کا چہرہ دفعتاً زرد ہو گیا تھا۔ متوحش نظروں سے دروازہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھے تو کوئی آواز سنائی نہیں دی" ہیلبی نے کہا "کیسی آواز تھی؟"

"عجیب طرح کا شور تھا۔ اس سے اوپر کی منزل میں کون رہتا ہے؟"

"گھر والی اور خادمہ کے سوا اور کوئی نہیں رہتا" ہیلبی نے جواب دیا "مگر وہ تو کبھی کی سو گئیں امید نہیں اس وقت تک جاگتی ہوں۔ آؤ دیکھ لیں۔"

یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھولا۔ اور دہلیز پر کھڑے ہو کر سننے لگا۔ مگر اب ہر طرف خاموشی تھی

"آؤ بن" اس نے آہستگی سے کہا کہ مالک مکان عورت بیدار نہ ہو جائے "آؤ چلیں۔ شاید نہیں وہم ہوا تھا۔ شراب لے آئیں تو اس کے بعد مزہ کریں گے۔"

وہ دونوں دبے پاؤں زینہ کی راہ سے اترے۔ مگر جس وقت نیچے جا رہے تھے۔ ایک اور آدمی ان سے بھی آہستہ اوپر سے ان کے کمرہ کی طرف اتر رہا تھا۔ یہ برکر تھا جو ان کے جاتے ہی مسٹر ہیلبی کی عجائب گاہ میں داخل ہو گیا۔ وہ بعض چھتوں سے گذر کر اس مکان تک پہنچا۔ اور اس کے زینہ میں کھڑے ہو کر اس نے مسٹر ہیلبی کی گفتگو کا آخری حصہ سنا۔ اب جس آواز کو سن کر بن لمبر چونک گیا۔ وہ اسی کے پاؤں کی تھی۔

جو باتیں اس نے زینہ میں چھپ کر سنیں۔ ان سے اسکو امید ہو گئی تھی۔ کہ اس مکان میں تبدیل لباس

کے لیے ضرور کوئی چیز مل جائیگی۔ ان دونوں کے رخصت ہوتے ہی وہ میدان خالی دیکھ کر دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا۔ مگر دروازہ سے گھس کے اندر اس مقام کی طرف جہاں انواع و اقسام کا مال جمع تھا جاتا تھا کہ حنوط کی ہوئی لاش کو دیکھ کر چونک گیا۔ حالت اضطراب میں وہ اسی کرسی پر گر پڑا جس پر تھوڑی دیر پہلے مسٹر بیلیچ بیٹھا ہوا تھا۔ مگر یہ بے چینی عارضی تھی۔ بہرکیف ایسا آدمی نہ تھا۔ جو کسی غیر معمولی نظارہ کو دیکھ کر بہت دیر پریشان رہتا۔ جلدی ہی اٹھ کر کہنے لگا۔ "میں بھی کتنا بزدل ہوں کہ مرے ہوئے آدمیوں سے ڈرتا ہوں۔ حالانکہ سب سے زیادہ خوف مجھے جانداروں کی طرف سے ہے"۔

اس نے گھبرا کر چاروں طرف دیکھا۔ کہ اگر کوئی اچھا لباس مل جائے۔ تو ان مکروہ کپڑوں کو اتار کر اسے پہن لوں۔ مگر کمرہ کی چیزیں کچھ ایسی بے ترتیبی سے بکھری ہوئی تھیں۔ کہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا۔ حیران تھا کونسی چیز لے اور کسے چھوڑے۔ دوسری طرف اگر اسی لباس میں رخصت ہوتا تو گرفتاری کا خطرہ دامنگیر تھا۔ کیونکہ مکان کا دروازہ بہ سٹریٹ کی طرف ہی کھلتا تھا۔ اور وہاں اس کا پکڑا جانا یقینی تھا۔ اس کے ساتھ بیلیچ اور اس کے دوست کی واپسی کا بھی خوف تھا اس لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ اسی گھبراہٹ میں یہ بھی خیال آیا کہ اگر میں نے جلدی سے کوئی چیز اٹھا کر پہن لی۔ تو کیا عجب وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں۔ زینہ پر یا دروازہ میں یا گلی کے اندر کسی جگہ مل جائیں۔ اور مجھے دیکھ کر چور چور کرنا شروع کر دیں۔ غرض اس کی حالت بڑی تشویشناک تھی۔ وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے کہ یکایک دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا۔

کہنے لگا۔ "ان کی باتیں جو میرے سننے میں آئی ہیں ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ نوٹ بڑے بدمعاش ہیں"۔ پھر جالی سے نوٹوں کی وہ تھیلی نکال کر جو مانچ مونٹ نے حوالات میں اسکو دی تھی۔ ان کو گنا۔ اور کہنے لگا "سب ملا کر ۹ پونڈ ہوتے ہیں۔ اور انہیں فقط بیس یا تیس کی ضرورت ہے۔ غالباً یہاں میری دال گل جائے گی"۔

وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہی تھا کہ باہر کا دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ جھٹ ایک چینی لباس کے پردہ میں جو چوبی فریم پر اس طرح لٹکا ہوا تھا۔ جیسے درزیوں کے ہاں تیار کپڑے رکھے رہا کرتے ہیں۔ چھپ گیا۔

چھپنے کی دیر تھی۔ کہ بیلیچ اور بن لبر دونو کمرہ میں داخل ہوئے۔ اور آتے ہی پھر ایک بار شراب اور سگار پینے میں مشغول ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا گھر کے باہر بھی ان میں مسئلہ زیر بحث پر گفتگو ہوتی رہی۔ کیونکہ بن لبر نے بیٹھتے ہی انداز مسرت سے کہا۔ بھئی واللہ تمہاری نئی تجویز بہت شاندار

ہے۔ مگر کسی اور کے ذہن میں آ گئی تو بڑی پریشانی ہو گی۔"

"کم بخت تیس پونڈ کی رقم نے کام بگاڑ دیا" ہیلبی نے کہا "کسی طرح یہ لاش جس کا سودا ہو چکا ہے گھر والی کی بے خبری میں یہاں سے نکال دی جائے۔ اور اس کی آمدنی میرے پاس ہے۔ تو ساری دقتیں رفع ہو سکتی ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس کا علم ضرور اس کو ہو جائے گا۔ مکھی کی طرح کم بخت کی ایک ہزار آنکھیں ہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ سہ پہر کو جب کرایہ کے لئے اصرار کرتی تھی۔ تو بدنصیبی سے میں نے لاش کی فروخت کا ذکر کر دیا۔ اور وہ اس خیال سے مطمئن ہو کر چلی گئی۔ کہ اس کا روپیہ میں اپنے ہاتھ سے وصول کروں گی۔"

"واقعی سخت مشکل کا سامنا ہے" بن لمبر نے پریشانی سے کہا۔

"تجویز ایسی شاندار تھی کہ ہزاروں کے وارے نیارے ہو جاتے" ہیلبی نے انداز حسرت سے کہا "مگر کیا کریں فقط تیس پونڈ کی کمی نے سب کام بگاڑنے کی ٹھان رکھی ہے۔ کاش یہ رقم کہیں سے کسی طرح دستیاب ہو جائے۔"

مسٹر لمبر تھوڑی دیر چپ چاپ شراب اور سگار پیتا رہا۔ پھر کہنے لگا "کیوں ہیلبی یہ روپیہ کسی ایسے طریقہ پر حاصل ہو جائے۔ جو ایمانداری سے بعید ہو۔ تو کیا حرج ہے؟ سر دست میں نے کوئی خاص تجویز تو نہیں سوچی۔ پھر بھی اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے۔ تو اس میں نقصان کیا ہے؟"

"کچھ نہیں" ہیلبی نے لاپروائی سے کہا۔ "تم میری طبیعت سے پہلے بھی واقف ہو۔ اور اب جو حالات میں نے سنائے ہیں۔ ان سے اور اچھی طرح اندازہ کر لیا ہو گا۔ کہ نفع کی خاطر میں دنیا کا ہر کام کرنے کو تیار رہتا ہوں۔ اگرچہ اس کے ساتھ اس کا ضرور خیال رکھتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو۔ قانون کی گرفت سے بچا رہوں۔ اس احتیاط کے ساتھ مجھے اس کی ذرا پروا نہیں کہ آمدنی کہاں سے ہوئی۔ اور کیونکر ہوئی یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی جرم قتل کا ملزم ہو کر بھی میری مدد کر دے۔ تو میں بے تامل اس سے بھی روپیہ لے لوں۔"

"جس کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہے۔ کہ تمہیں اس کی مطلق پروا نہیں کہ آمدنی کا ذریعہ کیا ہو۔"

"ٹھیک ایسا ہی" مسٹر ہیلبی نے جواب دیا۔

"اس صورت میں صاحب۔ شاید میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں" ہرکر نے جو اب تک اسی چینی لباس کے پردہ میں چھپا ہوا تھا۔ کہا۔

اس کرخت اور بھاری آواز کو سن کر مسٹر ہلیبی اور لمبر کو جس قدر خوف ہوا۔ اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ اول الذکر کی حالت میں تو خیر یہ اثر عارضی تھا۔ مگر دوسرے کی صورت شدت خوف سے انتہا درجے مضحکہ خیز بن گئی۔ چہرہ زرد۔ آنکھیں کھلی ہوئی اور بدن کانپ رہا تھا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے ممی کی طرف دیکھا۔ شاید اس لئے کہ وہ سمجھتا تھا آواز اسی لاش کی ہے۔ مگر جیسا بیان کیا گیا ہے۔ مسٹر ہلیبی فوراً سنبھل گیا۔ اور یہ معلوم کرنے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھا کہ آواز کس کی ہے۔ اور کہاں سے آئی۔ ادھر برکر بھی یہ سوچ کر کہ اس آدھ منٹ کے عرصہ میں یہ لوگ اپنے خوف و اضطراب پر غالب آ چکے ہوں گے۔ پردہ کے پیچھے سے نکل آیا۔

مسٹر ہلیبی دھندلکے میں برکر کی ہیئت کذائی دیکھ کر خوف سے ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا۔ "ارے! تم کون ہو!"

کمرہ میں صرف ایک موم بتی جل رہی تھی جس کی روشنی ہر حصہ میں پوری طرح نہیں پہنچ پاتی تھی۔ اس نیم تاریکی نے برکر کی صورت اور بھی ڈراونی بنا دی۔

"جلدی بولو۔ تم کون ہو؟" مسٹر لمبر نے بھی انداز وحشت سے دونوں ہاتھوں میں دو طرح کے اوزار پکڑ کر پوچھا۔

"ایک شریف آدمی جو تیس پونڈ دے کر تمہاری مشکلیں آسان کر سکتا ہے" برکر نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے اطمینان سے جواب دیا۔

"کیا تم یہودی ہو؟" ہلیبی نے اس کا لباس اور لمبی داڑھی دیکھ کر پوچھا۔ اور پھر جلدی ہی کہنے لگا۔ "نہیں تم یہودی نہیں ہو" اور اس کے دل میں ایک عجیب شبہ پیدا ہو گیا۔

"یہودی ہو اور یہودی نہیں ہو۔ آخر یہ کیا معمہ ہے؟" مسٹر لمبر نے اسی شک کے زیر اثر گھبرا کر کہا۔ اور وہ نمایاں طور پر کانپنے لگا۔

"میرے دوستو۔ گھبرانے کی بات نہیں" برکر نے تسلی دے کر کہا۔ "تم سب کی بہتری خاموشی میں ہے۔ میں خواہ کوئی ہوں۔ تمہیں اس سے غرض نہیں۔ تمہیں تو فقط تیس پونڈ کی ضرورت ہے اور یہ تیس پونڈ خواہ کہیں سے مل جائیں۔ تم انہیں حاصل کرنے کو تیار ہو۔ اب اگر میں یہ رقم تم کو پیش کروں۔ اور اس کے بدلے تم میرے فرار میں مدد دو تو گویا حساب برابر رہے گا۔"

لمبر تو اتنی بات سن کر ایک خوفناک کراہٹ کے ساتھ کرسی پر گر پڑا۔ اور دونوں اوزار بھی جو اس کے ہاتھوں میں تھے۔ ادھر ادھر جا پڑے۔ اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور وہ اس جواب دینے لگے

البتہ سلیبی نہیں ڈرا۔ بلکہ کہنے لگا "لمبر احمق نہ بنو۔ ہمیں اس کی کیا پرواہ ہے۔ یہ شخص کون ہے۔ اور کون نہیں۔ ہمیں تو روپیہ سے غرض تھی۔ اور ملتا ہے۔ ٹھہرو نا" اس نے اپنے دوست کو کلائی سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آخر آدمی ہے۔ ہوا تو نہیں کہ ہمیں کھا جائے گا۔ وہ ہمیں ضرر ہی کیا پہنچا سکتا ہے۔ اور پہنچائے بھی تو ہم ایک کے مقابلہ میں دو ہیں۔"

یہ الفاظ جو اس نے اپنے دوست کے کان میں کہے تھے۔ بہت کارگر ہوئے۔ ان سے بن لمبر کے تن مردہ میں جان آگئی۔ کیونکہ بزدل سے بزدل انسان بھی اپنے رفیق کی دلیری سے متاثر ہو جاتا ہے۔ جلد ہی سنبھل کر کہنے لگا "اچھا پھر بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"معلوم ہوتا ہے۔ تم کوئی مفرور قیدی ہو" سلیبی نے برکر کی طرف منہ کر کے کہا "مگر یہ بتاؤ اس جگہ کیسے آئے؟"

"میں پہلے حوالات کی چھت توڑ کر باہر نکلا۔ اس کے بعد ایک پائپ کی راہ سے پاس والے مکان کی چھت پر پہنچا۔ اور پھر ادھر ہی ادھر چلتا یہاں آگیا . . ."

"آہ۔ تو وہ آواز جو میں نے سنی۔ تمہاری ہی تھی؟" لمبر نے چونک کر کہا۔

"میری ہی ہو گی" برکر نے جواب دیا۔ "میں سوچ رہا تھا گھر سے باہر کیسے نکلوں۔ کیونکہ گلی میں بے شمار سپاہی میری تلاش میں پھر رہے ہوں گے۔ اسی فکر میں زینہ پر کھڑا تھا کہ تمہاری باتوں سے معلوم ہوا۔ تم لوگ کسی غریب اور مصیبت زدہ آدمی کی مدد سے دریغ نہ کرو گے۔ پس میں موقعہ کا منتظر رہا۔ اور جب تم شراب پینے گئے۔ تو اندر چلا آیا . . . مگر ہاں شراب کا ذکر آنے سے مجھے بھی پیاس ہونے لگی ہے . . ."

یہ کہتے ہوئے برکر نے کسی اجازت یا تکلف کے بغیر شراب کی بڑی مقدار ایک گلاس میں ڈال لی۔ اور اسے ایک ہی گھونٹ میں ختم کر دیا۔ کم بخت تیز شراب پینے کا اس درجے عادی تھا کہ اس سے آنکھوں میں پانی تک نہیں آیا۔

"بتاؤ اب اس شخص کے متعلق کیا کریں؟" لمبر نے اپنے دوست سے پوچھا۔

"پہلے یہ بیان کرو۔ کہ تمہیں حوالات سے نکلے کتنی دیر ہوئی؟" سلیبی نے برکر سے سوال کیا

"کوئی پون گھنٹہ" برکر نے جواب دیا۔ "مگر گرفتاری کا کھٹکا ہر گھڑی لگا ہوا ہے۔ اب میں پوری طرح کپڑے بدلے بغیر گلی میں جانے کی جرأت نہیں کر سکتا . . . مگر لاؤ پہلے تھوڑا گرم پانی دو کہ اس منحوس داڑھی کا صفایا کروں۔"

"ٹھیر و۔ میں بتاتا ہوں" بیلی نے کہا۔ "بن تم اسی طرح سگار پیتے ہوئے کوتوالی تک جاؤ۔ اور وہاں کسی طرح کا ہنگامہ تو نہیں ہے ... یا ٹھیر و۔"

وہ دوڑ کر کھڑکی کی طرف گیا۔ اور چلمن ہٹا کر شیشوں کی راہ سے دیکھنے لگا۔

"باہر ہر طرف خاموشی ہے۔" اس نے واپس آکر کہا۔ "مگر ہمیں اور زیادہ اطمینان کر لینا چاہیئے بن میرے دوست جیسا میں نے کہا تھا۔ تم باہر جا کر میں ایک منٹ ادھر ادھر گھومتے پھرو۔ اور معلوم کرو کہ کسی غیر معمولی واقعہ کی خبر تو مشہور نہیں ہوئی؟ ہو تو فوراً واپس آکر خبر دینا۔"

مسٹر لمبر نے سگار سلگایا۔ اور رندانہ وضعت سے ٹوپی کج رکھے بید کی چھڑی ہلاتے ہوئے دروازہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ برکر رستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"جو تم اس رستہ سے دو ستانہ کھیل رہے ہو" اس نے کہا۔ "مجھے تمہاری نیک نیتی کا اطمینان کیسے ہو سکتا ہے؟"

"معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں ہم لوگوں پر شبہ ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو۔ ہم مخبری کرنا چاہتے ہیں" مسٹر بیلی نے کہا "خیر یہ بات ہے تو یہ تمہارے نوٹ حاضر ہیں۔ انہیں اٹھا لو۔ اور جاؤ ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کھاؤ۔"

یہ حالت دیکھ کر برکر نرم ہو گیا اور کہنے لگا۔ "دوست معاف کرو۔ مجھے بدگمانی واجب نہ تھی"

"پھر کس لئے؟" بیلی نے پر بنصب ہو کر کہا۔ "اگر ہمیں تم کو پکڑوانا ہی ہوتا۔ تو اس دردسری کی کیا حاجت تھی؟ میں بڑی آسانی سے کھڑکی کھول کر شور مچا دیتا۔ اور تم فوراً پکڑے جاتے۔"

"صاحبو واقعی مجھ سے غلطی ہوئی۔" برکر نے اور بھی نرم ہو کر کہا۔ "میں تم سے معافی چاہتا ہوں لو دروازہ کھلا ہے۔" اور وہ بن لمبر کے لئے رستہ چھوڑ کر ہٹ گیا۔

"اب مزے سے بیٹھ رہو۔ اور آرام کرو۔" بیلی نے کہا "میں دیکھتا ہوں۔ اگر حمام میں گرم پانی ہے۔ تو ابھی لاتا ہوں۔"

برکر میز کے پاس بیٹھ کر شراب پینے اور اپنے دل سے اس طرح باتیں کرنے لگا۔ "بیٹا یار نے آج کا دن تیری عمر میں یادگار رہیگا۔ کیسے کیسے عجیب واقعات پیش آرہے ہیں۔ مگر امید کرنی چاہیئے ان سب کا انجام بخیر ہوگا۔"

قریباً دو منٹ کے عرصہ میں بیلی گرم پانی لے کر واپس آگیا۔ اور برکر کو ایک چھوٹے سے کمرہ میں جو تبدیل لباس کا کام دیتا تھا۔ لے گیا۔ وہاں جا کر اس نے استاد کا سے مصنوعی داڑھی کا بوجھ

ہلکا کیا۔ تو ایسا معلوم ہوا۔ گویا ایک بلا تھی جس سے مخلصی ہوئی۔

منہ دھو کر وہ پھر اسی کمرہ میں آ گیا۔ اور کہنے لگا۔ "اچھا اب کہو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"تم نے کہا تھا کہ میں ایک پائپ کی مدد سے پاس والے مکان کی چھت تک پہنچا۔" بیلی نے کہا۔ "اب میں یہ پوچھتا ہوں۔ کوئی علامات ایسی تو نہیں ہیں ۔ ۔ ۔ ؟"

"ہیں کیوں نہیں۔ سب سے بڑی علامت تو یہی ہے کہ پائپ ٹیڑھا ہو گیا ہے۔" برکر نے جواب دیا

"اچھا تو تم اس سیاہ جبہ کو اُتار کر میرے حوالہ کر دو۔" بیلی نے کہا۔

برکر نے اس نئے دوست کی ہوشیاری پر بھروسہ کرکے اس کے مشورہ پر بے تامل عمل کیا جب وہ جبہ اُتار چکا تو بیلی نے اپنے متفرق سامان میں سے ایک پرانی لیکن مضبوط ریشمی رسی نکالی۔ پھر برکر کا جبہ لے کر دبے پاؤں زینہ کی راہ سے اوپر چڑھنے لگا۔ مگر پہلے احتیاطاً اپنا جوتا اُتار کر رکھ دیا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ مالک مکان عورت اور اس کی خادمہ بیدار ہو جائیں۔ بالائی چھت پر پہنچ کر اس نے غور سے چاروں طرف دیکھا۔ مگر اب تک ہر طرف سناٹا تھا۔ اس بارہ میں مطمئن ہو کر اس نے برکر کا جبہ پاس والے مکان کی چھت پر ڈال دیا۔ اور ریشمی رسی کا ایک سرا۔ آتشدان سے مضبوط باندھ کر دوسرا مکان کے پچھواڑے لٹکا دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ پھر وہیں آ گیا جہاں برکر مزے سے بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا۔ اس سے آ کر سب حال بیان کیا۔ اور کہا "اب یقین کامل ہے کہ پولیس تمہارے فرار سے بے خبر رہ کر بھی صحیح کھوج لگانے سے قاصر رہیگی۔"

"واللہ تمہاری استادی مانتا ہوں۔" برکر نے خوش ہو کر کہا "ثابت ہو گیا کہ میرے بعد دنیا میں سب سے ہوشیار آدمی تمہیں ہو۔ اچھا آگے بتاؤ کہ اب کیا کریں؟"

"اب ہمیں آپس میں مشورہ کرنا چاہئے۔" بیلی نے کہا "میرے خیال میں ہمارے پاس وقت کافی ہے۔ میں نے جو ترکیب اختیار کی ہے۔ اس سے پولیس کے آدمی تمہارا کھوج لگانے میں ناکام رہیں گے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ غلط راہ پر ڈھونڈنے لگیں گے۔ کم از کم اس بات کا انہیں ہرگز شبہ نہیں ہو گا۔ کہ تم یہاں ہو۔ دیکھ لو میں تمہارے بچاؤ کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں۔ اور یہ نوٹ جو تم نے دیے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے بنک نوٹوں کو میز سے اُٹھا لیا۔ "کافی محنت سے کمائے جاتے ہیں۔"

"سچ ہے۔" برکر نے تسلیم کیا۔ "اور تمہارے ایسے لائق آدمی کو ایک آدھ نوٹ زائد دینے میں بھی تامل نہیں ہو سکتا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے دس پونڈ کا ایک نوٹ اور پیش کیا۔ ساتھ ہی

ہاں تمہارے لئے . خرچ کچھ غیر معمولی نہیں ہے - کیونکہ ڈیوک آف برج مونٹ میرا بہت گہرا بے تکلف دوست ہے ۔ میں حسب ضرورت اس سے اور زیادہ مدد حاصل کر سکتا ہوں ۔"

"اب میں یہ سوچتا ہوں - کہ تمہیں بھیس بدلوا کر کسی طرف رخصت کر دوں یا کیا کروں ؟". . بن نے یکایک کہا ۔ "آہ معلوم ہوتا ہے ۔ بن لمبر واپس آگیا ۔"

اتنے میں دروازہ کھلا ، اور مسٹر لمبر کمرہ میں داخل ہوا ۔ اس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی غیر معمولی خبر لایا ہے -

احتیاط سے دروازہ بند کر کے کہنے لگا ۔ "لو صاحب تلاش شروع ہو گئی - اور بھاگ دوڑ جاری ہے - ابھی ابھی میں نے ایک سپاہی کو گھبراہٹ میں یہ کہتے سنا تھا - کہ ظالم پھر بھاگ گیا !"

"اس صورت میں تمہارا اس وقت یہاں سے جانا غیر محفوظ ہوگا ۔" بیلبی نے برکر سے مخاطب ہو کر کہا ۔ "پولیس کے آدمی چاروں طرف پھر رہے ہیں . . ."

"مگر کل اس سے زیادہ مشکل کا سامنا ہوگا" برکر نے کہا

"کم از کم یہاں رہتے ہوئے تمہارے لئے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے ۔" بیلبی نے کہا ۔ "اس عرصہ میں ہم لوگ ضرور کوئی نہ کوئی تجویز سوچ لیں گے ۔ جس سے تمہارے بچاؤ کی صورت پیدا ہو جائے کیوں بن ؟"

"ہاں ہاں کیوں نہیں ۔" مسٹر لمبر نے جواب دیا ۔ "مگر دست مجھے بھی کوئی ذریعہ اس قسم کا نظر نہیں آتا . . ."

"خیر مجھے تو نظر آتا ہے ۔" بیلبی نے ایک نئے خیال کے زیر اثر کہا ۔ "گر ہمارے لئے اس خیال کی توضیح غیر ضروری ہوگی - کیونکہ اس کا حال آگے چلکر خود ہی آجائے گا ۔"

اس اثنا میں جیسا کہ لمبر نے بیان کیا ۔ برکر کا فرار ظاہر ہو چکا تھا ۔ معلوم ہوتا ہے اس کے بھاگ گئے کے تھوڑی دیر بعد پولیس کا ایک سپاہی حسب معمول یہ دیکھنے گیا کہ کیا قیدی ہر طرح محفوظ ہے مگر جب اس نے لالٹین کی روشنی کوٹھڑی میں داخل کی ۔ تو حیرت سے سٹی نکل گئی - کیونکہ برکر کا وہاں نام ونشان تک نہ تھا ۔ اس کے تھوڑی دیر بعد شور و غل سن کر دو تین سپاہی اور آگئے - اور سب نے ملکر حوالات کا دروازہ کھولا ۔ تو معلوم ہوا قیدی چھت کی راہ سے فرار ہو گیا ہے - اسی وقت ایک آدمی بھاگ کر انسپکٹر کو بلا لایا - اور اب چاروں طرف قیدی کی تلاش شروع ہوئی ۔ مختلف آدمی مختلف اطراف میں دوڑے - اور انسپکٹر بھی چند آدمیوں کو ساتھ لیکر پاس کے مکانوں کی دیکھ بھال کرنے لگا

اسی وقت سیڑھیاں طلب کی گئیں۔ اور ان کی مدد سے چھت پر چڑھ کر دیکھا تو مڑا ہوا پائپ نظر آیا۔ اس نشان کو ہرچند برکر کے فرار کا صحیح سراغ نہ سمجھا جا سکتا تھا۔ پھر بھی سپاہیوں نے اپنے اطمینان کے لئے اس چھت کا معائنہ ضروری سمجھا جس کی دیوار سے پائپ لگا ہوا تھا۔ کچھ لوگ چوبی زینوں کی مدد سے اوپر چڑھ گئے۔ اور اس مکان تک بھی گئے جس میں برکر اس وقت محفوظ تھا۔ مگر جب اس کا زینہ پاس کی چھت پر ملا تو انسپکٹر گھبرا کر کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے کم بخت اس راہ سے اتر گیا۔" اتنے میں ریشمی رسی ٹنگتی ہوئی دیکھی۔ تو اسے بھی قیدی کے سراغ کی ایک کڑی سمجھا گیا۔ چنانچہ انسپکٹر اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"حوالات کی چھت اور اس صحن کے درمیان یہ اونچی چھت حائل تھی۔ اس لئے وہ بدمعاش یہاں پہنچ کر اس کی مدد سے نیچے لٹک گیا۔ میری رائے میں اب یہاں کھڑے ہو کر باتیں بنانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ چلو نیچے چلیں۔ شاید اب بھی پکڑا جا سکے۔"

اس پر سب لوگ پھر نیچے اتر گئے۔ سپاہیوں میں سے ایک نے کوتوالی میں خبر دی کہ برکر ہارٹ سٹریٹ کی طرف بھاگ گیا ہے۔ اس پر چند آدمی اس طرف دوڑے۔ اور انسپکٹر اور اس کے ساتھی اس خیال سے کاونٹ کارڈن تھیٹر کے پچھواڑے گئے۔ کہ شاید وہاں کوئی اور سراغ مل جائے۔ مگر جیسا امید کی جا سکتی تھی۔ یہ سب کوششیں رائگاں ہو گئیں اور برکر کا کچھ حال معلوم نہ ہو سکا۔

اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جن چھتوں پر پولیس کے سپاہی دوڑے پھرتے تھے۔ ان کے نیچے سونے والے اکثر حالتوں میں اس شور و غل سے بیدار ہو گئے۔ پہلے انہوں نے سمجھا شاید کسی گھر میں آگ لگی ہے۔ چنانچہ اسی خیال سے کئی ایک بالاخانوں کی کھڑکیاں بھی کھلیں۔ مگر سپاہیوں نے یہ کہہ کر لوگوں کا اطمینان کر دیا کہ ایک چور حوالات سے بھاگ نکلا ہے۔ اور ہم اسی کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں جس گھر میں بیلیی رہا کرتا تھا۔ اس کی مالکہ اور خادمہ بھی ان آوازوں سے بیدار ہو گئی تھیں۔ مگر یہ معلوم کرنے کے بعد کہ بات بالکل معمولی ہے۔ پھر اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹ گئیں۔ مکان کے زیریں حصہ میں کسی کا دفتر تھا۔ جہاں رات کے وقت کوئی سوتا ہی نہ تھا۔ اس لئے عملی طور پر سپاہیوں کی آوازوں سے اس کے گھر کے ساکنوں میں مالکہ مکان اور اس کی خادمہ کے سوا اور کسی کی نیند حرام نہیں ہوئی۔

چونکہ پولیس کے آدمی برکر کو جگہ جگہ ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ اس لئے صاف ظاہر تھا کہ بصورت موجودہ اس کے لئے جائے پناہ سے نکلنا صد درجہ خطرناک ہے۔ آخری فیصلہ یہ ہوا کہ صبح تک وہ اسی مکان میں چھپا رہے۔ اور اس کے بعد مسٹر بیلیی کی تجویز پر عمل کیا جائے۔ چونکہ رات

بہت جا چکی تھی۔ اس لئے مسٹر لمبر کو نیند آنے لگی۔ اور وہ سونے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا بھی ہو گیا۔ مگر اس کے دوست نے آہستہ سے یہ کہکر روک لیا۔

"یار اب کہاں جاتے ہو۔ جب تک نیا مہمان رخصت نہ ہو ہمیں پاس ہی پاس بیٹھنا چاہیئے۔ بیماری میں مجھے اس کا کچھ خوف نہیں۔ مگر اس کے ہوتے ہوئے میرے لئے سونا غیر ممکن ہے۔ آؤ شراب اور تمباکو پیتے ہوئے رات گذار دیں گے"۔

جس وقت مسٹر بیلبی نے یہ الفاظ لمبر سے کہے تو برکر روٹی اور پنیر کھانے میں مشغول تھا۔ چونکہ اس نے بہت دیر سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اس لئے ساری توجہ اسی طرف لگی ہوئی تھی۔ اس انہماک میں اس نے بیلبی کے الفاظ کو بالکل نہیں سنا۔

آخر جب برکر کھا پی کر فارغ ہوا۔ تو مسٹر بیلبی نے کہا "اب تم دوسرے کمرہ میں جا کر صوفے پر آرام کرو۔ میں اور میرا دوست رت جگا کریں گے۔ سردست تم محفوظ ہو۔ سویرے میں اس تجویز پر عمل کروں گا۔ جو میں نے تمہارے متعلق سوچی ہے"۔

برکر کو مسٹر بیلبی اور بن لمبر پر اب کسی طرح کی بدگمانی باقی نہ تھی۔ نیز اس بھاگ دوڑ کے بعد اسے آرام کی بھی ضرورت تھی۔ اس لئے اپنے نئے دوست کے مشورہ پر عمل کر کے پاس والے کمرہ میں لیٹ گیا۔ اور مسٹر بیلبی اور بن لمبر وہیں بیٹھے شراب اور تمباکو پینے میں مشغول رہے۔

باب ۱۱۷

بکس میں لاش

صبح سات بجے برکر کی آنکھ کھلی۔ تو اس نے دیکھا کہ میزبان اور اس کا دوست بن لمبر دوسرے کمرہ میں ہاتھ منہ دھو رہے ہیں۔ دونو کے چہرے سے شب بیداری کا اضمحلال نابود تھا۔ اور سرد پانی نے ان کو اور بھی شگفتہ بنا دیا۔ مگر اب ایک نئی مشکل دامنگیر ہوئی۔ تھوڑی دیر میں گھر کی خادمہ مسٹر بیلبی کا ناشتہ لے کر آیا چاہتی تھی۔ اور سوال یہ تھا۔ کہ اسے ٹالنے کی صورت کیا ہو۔ ایسا کیا جاتا تو اس کے دل میں شک آنا قدرتی تھا۔ اور نہ روکا جاتا تو برکر کی نسبت عذر پیش کرنا مشکل تھا۔

ناچار مسٹر بیلبی اپنے مہمان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میرے دوست وقت آ گیا ہے کہ اب تمہاری نسبت کوئی انتظام سوچا جائے۔ عجب نہیں۔ خادمہ کھانا رکھ کر کسی بہانے سے دوسرے

کمرہ میں چلی جائے۔ یا جھاڑو ہی دینے لگے۔ اس وقت اگر اس نے تمہیں دیکھ لیا۔ تو بڑی دقت کا سامنا ہوگا۔"

"میں اس کا کیا جواب دوں" برکر نے کہا "جو تمہارے جی میں آئے وہ کرو۔ مجھے تو فقط اتنی خواہش ہے کہ مکرر حوالۂ پولیس نہ ہونا پڑے۔"

"اس کی تم ذرا بھی فکر نہ کرو" بیلبی نے جواب دیا۔ "کھانا حاضر ہے۔ خوب پیٹ بھر کے کھاؤ بن تم اتنے کا ونٹ گارڈن مارکیٹ کی سیر کر آؤ۔ اور معلوم کرو رات کے واقعہ پر کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ ممکن ہو تو ایک آدھ اخبار بھی لیتے آنا۔ واپسی پر دس منٹ تک کھانا تیار ملیگا۔ اور میں اپنے دوست برکر کی نسبت بھی کوئی انتظام کرلوں گا۔"

"بہت اچھا میں چلتا ہوں۔" بن لمبر نے کہا۔ اور وہ رخصت ہوگیا۔

اس کے چلے جانے پر بیلبی نے برکر سے جو روٹی اور پنیر کھانے میں مشغول تھا مخاطب ہوکر کہا۔ "یاد ہے کل رات میں نے کیا تجویز پیش کی تھی؟"

"کچھ کچھ یاد ہے"۔ برکر نے جواب دیا۔ "غالباً تم اس لاش کی نسبت کچھ کہہ رہے تھے جسے دھوپ میں سکھا کر خشک کر لیا گیا ہے۔ اور میرے خیال میں تمہاری تجویز بہت معقول تھی۔"

"ٹھیرو میں اسے مختصر طور پر پھر بیان کرتا ہوں۔" مسٹر بیلبی نے کہا۔ "اس گھر کی مالک عورت جانتی ہے کہ یہ لاش آج اٹھ جائے گی۔ اس لئے اگر کوئی بڑا سا بکس باہر بھیج گیا۔ تو یہی سمجھے گی۔ کہ اس میں وہی لاش بند ہے۔ اب میری تجویز یہ ہے کہ لاش کی جگہ تم اس بکس میں بند ہو جاؤ۔ اور جیسے ہی بن لمبر یہ خبر لائے کہ رستہ صاف ہے۔ یعنی یہاں کی نسبت کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔۔۔"

"مگر شبہ ہو بھی کیونکر سکتا ہے؟" برکر نے پوچھا "ہوتا تو پولیس خود یہاں پہنچتی۔ مگر آگے کہو۔ جب بن لمبر آجائے تو کیا کرنا چاہیے؟"

"میں اسے آتے ہی ایک چھکڑا لانے بھیجدونگا۔ اور اس چھکڑے پر وہ بکس جس کے اندر تم بند ہوئے لادوں گے۔ گاڑی تمہیں لندن سے باہر لے جائے گی۔ اس کے بعد جیسا موقعہ دیکھو کرنا میں تمہارے لئے اتنا ہی کر سکتا ہوں۔ اور میرے خیال میں سہولت باہر جاکر۔۔۔"

"ہاں دیہات میں جا کر میں خود کوئی مناسب کارروائی کر لونگا" برکر نے قطع کلام کر کے کہا مگر استاد ایک بات میں تم سے اور پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"میں سمجھ گیا۔" بیلبی نے جلدی سے کہا۔ "غالباً یہ کہنا چاہتے ہو۔ کہ معاملہ کو گاڑیبان سے کیونکر

چھپایا جائے گا؟ اس بات کو میرے ذمہ چھوڑ دو۔ میں برستہ دکھانے اور بکس کو اپنے سامنے پہنچانے کے بہانہ ساتھ جاؤں گا۔"

"بس بس اب میرا اطمینان ہوگیا۔ اگر تم میرے ساتھ ہو۔ تو پھر کس بات کا غم ہے۔"

"تو ہمیں فوراً کام شروع کرنا چاہیے"۔ بیلبی نے کہا۔ "ایسا نہ ہو خادمہ آجائے۔ غالباً تم کھانے سے فارغ ہوگئے ہو؟"

برک نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ تو بیلبی نے وہ بکس جس میں حنوط کی ہوئی لاش رکھی تھی کھول کر لاش نکال لی۔ اور اسے ایک اور ٹرنک میں بند کر کے علیحدہ رکھ دیا۔ اس کے بعد اس بکس کو جس میں سے لاش نکالی گئی تھی۔ اور جو اس ایک اختلاف کے ساتھ کہ اس کا ڈھکنا شیشہ کا بنا ہوا تھا۔ سراسر تابوت سے ملتا تھا۔ فرش پر رکھ کر برک کو اس میں داخل ہونے کی ہدایت کی

"مگر پہلے میرے لئے کپڑوں کا تو انتظام کرو" برک نے کہا "اس نیم برہنہ حالت میں میں بہت دن محفوظ نہیں رہ سکتا۔ پولیس یقیناً گرفتار کرے گی۔"

"میں اس احتیاط کو بھولا نہیں" مسٹر بیلبی نے جواب دیا۔ "کپڑے ساتھ لئے ہیں کہ جب اس بکس سے نکلو۔ تو پہن لو۔ پورا لباس پہن کر لیٹنے سے شاید دقت پیش آتی۔"

"دیکھوں تو سہی وہ کپڑے کون سے ہیں۔ جو تم مجھے دینا چاہتے ہو" برک نے کمرہ میں رکھے ہوئے سامان کے ڈھیر کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے لئے سارنگی والے کے کپڑے مہیا کر دیئے جائیں۔ تو کیسا ہو؟" مسٹر بیلبی نے پوچھا "ایسا ایک لباس میرے پاس تیار پڑا ہے۔ اور رنگت بدلنے اور خضاب کرنے کا مصالحہ بھی موجود ہے سیاہ بناوٹی مونچھیں بھی حاضر ہیں۔ اس لباس کا ایک فائدہ یہ ہوگا۔ کہ اگر کوئی تم سے پوچھے۔ تو بالکل خاموش رہ سکتے ہو۔ یہی سمجھا جائے گا۔ کہ تم انگریزی سے نابلد ہو۔ یا اگر یہ لباس پسند نہ ہو تو جیسی کہو وضع کے کپڑے بھی مہیا کر سکتا ہوں . . . ."

"اور کیا مجھے عورت بناؤ گے؟" برک نے گھبرا کر کہا "بابا میں مرد سے عورت بننا نہیں چاہتا۔"

"چپ! آہستہ!" بیلبی نے گھبرا کر کہا۔ "گھر والے سمجھتے ہیں کہ اس کمرہ میں اکیلا ہی ہوں۔ ہماری گفتگو سن لینگے تو خدا جانے کیا خیال کریں گے۔"

"چلو تو مجھے وہی سارنگی والا بھیس منظور ہے۔" برک نے آخر کار کہا۔

یعنی سارنگ کا؟" مسٹر بیلیبی نے مسکرا کر پوچھا۔

"ارے بھئی اس لفظی الٹ پھیر کو چھوڑو۔ سارنگ اور سارنگی ایک ہی بات ہے۔" برکر نے لہجہ اضطراب میں کہا "میرے خیال میں ان کپڑوں کو یہیں پہننا اچھا ہوگا۔ اس کے بعد جیسے ممکن ہوگا صندوق میں دبک جاؤں گا۔ اس سے یہ ہوگا کہ باہر نکلنے پر کوئی زحمت باقی نہ رہے گی"

"مجھے اس میں بھی اعتراض نہیں۔" مسٹر بیلیبی نے کہا "اب تم جلدی سے کپڑے پہن لو۔ میں اس کام میں تم کو مدد دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر مسٹر بیلیبی نے پہلے رنگت بدلنے کے مصالح کی شیشی نکالی جس کی تعریف اس کی فہرست آثار قدیمہ میں اس طرح لکھی تھی کہ وسط جنوبی امریکہ کے اصلی باشندے اس سے رنگت تبدیل کیا کرتے تھے پھر خضاب کی شیشی تلاش کی جس سے ایسی ہی ایک اور روایت منسوب کی گئی تھی۔ ان دونوں کے استعمال سے برکر کی رنگت بالکل ہی بدل گئی۔ اور اس کے بعد جب اس نے مصنوعی سیاہ مونچھیں لگائیں۔ تو بالائی ہونٹ کا نقص مٹ جانے سے صورت پہچانی ہی نہ جاتی تھی حتے کہ جب نئے کپڑے پہن لئے گئے تو وہ اچھا خاصہ کسی جہاز کا سارنگ بن گیا۔

اتنے میں ہجمن لمبر ایک اخبار نا فقہ میں لئے واپس آگیا جس میں برکر کے فرار کا حال مختصر طور پر درج تھا۔ چونکہ واقعہ قریباً آدھی رات کو پیش آیا تھا۔ اس لئے عملہ اخبار کو اپنے تخیل کی مدد سے لمبی تفصیل کی تیاری کا موقعہ نہ مل سکا۔

اخبار پیش کر کے بن لمبر نے کہا "کاونٹ گارڈن مارکٹ میں ہر جگہ اسی واقعہ کا چرچا ہے۔ لوگ کہتے ہیں ملزم اس وقت تک حدود لنڈن سے باہر نکل گیا ہوگا۔ کم از کم ایک بات یقینی طور پر معلوم ہو گئی کہ پولیس غلط راہ پر چل رہی ہے۔ اس لئے جابجا تار بھیجے گئے ہیں۔ اور تین چار سراغرساں بھی اسکی تلاش میں روانہ ہو چکے ہیں۔ یہ سب باتیں میں نے کاونٹ گارڈن میں سنی تھیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گھر میں تمہاری موجودگی کا کسی کو گمان تک نہیں ہے۔"

"یہ سب بہت اچھا ہے" بیلیبی نے کہا۔ اور پھر برکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "لو اب جس طرح ممکن ہو۔ اس کے اندر گھس جاؤ۔"

یہ کہتے ہوئے بیلیبی نے اس تابوت نما بکس کا ڈھکنا کھولا۔ اور برکر بن لمبر کی مدد سے اس کے اندر لیٹ گیا۔ جگہ تنگ تھی۔ اس لئے برکر نے اس میں گھستے ہی بڑبڑا کر کہا "یار میری تو ابھی سے اس بکس میں ہڈیاں دکھنے لگی ہیں" مگر اس کے سوا بچاؤ کی کوئی صورت بھی نہ تھی۔

"کیا مضائقہ۔ یہ تھوڑی سی تکلیف پھانسی کی تکلیف سے بہرحال میں کم ہے۔"

یہ کہتے ہوئے مسٹر ہلبی نے ڈھکنے کے ایک کونے میں ذرا سا شیشہ توڑ کر سانس لینے کی راہ پیدا کر دی۔ پھر ڈھکنا بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دی۔ اس کے بعد بن لمبر کی مدد سے پرانی سبز بانات کا ٹکڑا فرش زمین پر بچھایا۔ اور تابوت نما بکس کو اس پر رکھ کر کپڑے کو اس طرح لپیٹ دیا کہ شیشہ کا ڈھکنا اسی میں چھپ گیا۔ بعد ازاں کپڑے کو محفوظ رکھنے کے لیے اوپر سے رسی باندھ دی اور اس طرح یہ تیاری مکمل کی گئی۔

اس سے فارغ ہو کر ہلبی نے کہا "خادمہ عنقریب کھانا لے کر آئے گی۔ میں اتنے میں مالکہ مکان کا حساب چکا دیتا ہوں۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ بکس کو ہاتھ نہ لگانے دے گی۔"

"مگر پھر تو اس سے سرمایہ کے پندرہ پونڈ گھٹ جائیں گے۔" بن لمبر نے بے چینی سے کہا۔

"کیا ہوا۔ مجھے اس لاش کی فروخت سے بیس پونڈ کی آمدنی بھی تو ہوگی۔ اور اس بڑھیا کا حساب تو جلد یا بدیر چکانا ہی پڑے گا۔ اس کے علاوہ میرے پاس اس وقت چالیس پونڈ ہیں۔ پندرہ اسے دونگا۔ تو ۲۵ پھر بھی بچ جائیں گے۔" پھر اپنے دوست کو پرے لیجا کر آہستہ سے اس کے کان میں کہا "اس آدمی کے پاس روپیہ کافی ہے۔ میں کچھ نہ کچھ اور رقم بغیر نہ چھوڑوں گا۔"

اس وقت کمرہ کے دروازہ پر دستک سنائی دی۔ اور خادمہ داخل ہوئی۔

"آؤ میری دستر خوان بچھا دو" مسٹر ہلبی نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "لیکن جلدی کرنا مجھے ایک ضروری کام پر جانا ہے۔ میں اس ممی کو بڈھے فاسلٹن کے مکان پر لے جانا چاہتا ہوں"

"کون اس ممی کو لے جانے کا ذکر کرتا ہے۔" باہر سے مالکہ مکان کی تلخ آواز سنائی دی "نا صاحب میں اس وقت تک کوئی چیز گھر سے باہر نہ جانے دونگی۔ جب تک میرا حساب کوڑی کوڑی پیسہ سے بیباق نہ کیا جائے گا۔ میرا آپ کا جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس کی شرط تمہیں یاد ہوگی۔ مسٹر فاسلٹن کا روپیہ میں خود وصول کروں گی۔ کم از کم پندرہ پونڈ جو میرے آپ پر آتے ہیں ان کو براہ راست وصول کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

"آہستہ میڈم آہستہ" مسٹر ہلبی نے لہجہ وقار سے کہا "شریف آدمیوں کے حق میں ایسی بدگمانی اچھی نہیں۔ آخر ہم کوئی اٹھائی گیرے بدمعاش نہیں ہیں۔۔۔"

"چلو تم اچھے ہو۔ تو اپنے لئے اور برے ہو تو اپنے لئے" مالکہ مکان نے جس کی ناک کا سرا کثرت شراب نوشی سے ہمیشہ سرخ رہتا تھا۔ اور اب شدت جوش سے اور بھی سرخ ہو گیا تھا جھلا

کہا "کسی پر سختی کرنا میری عادت میں داخل نہیں۔ مگر جو بات ایک بار طے ہو گئی۔ اسے پورا کرنا تمہارا فرض ہے۔ غالباً تم اس لاش کو گھر سے نکال کر روپیہ اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو۔ اور تمہارا ارادہ ہے کہ میرا کرایہ اب بھی ادا نہ ہو۔ ۔ ۔ ارے پرمیری دیکھنا یہاں تو نگوڑا بکس بھی بندھا ہوا تیار رکھا ہے۔" یہ آخری الفاظ اس نے چیختے ہوئے لہجہ میں کہے۔

"میڈم بے وقوف نہ بنو۔" سیلبی نے تحمکنت سے کہا "یہ لو اپنی روپلی۔ لیکن خبردار آئندہ کسی شریف آدمی سے ایسا برتاؤ کبھی نہ کرنا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے وہ بنک نوٹ جو برکر نے دیے تھے جیب سے نکال کر رکھ دیے۔ "مجھے ایک جگہ سے روپیہ کا انتظار تھا۔ شکر ہے میرا دوست مسٹر لمبر گل رات اسے لے آیا۔ تم چونکہ اس وقت سو گئی تھیں۔ اس لئے میں نے بے وقت جگانا مناسب نہ سمجھا ورنہ اس توتو میں میں کی نوبت ہی نہ آتی۔"

روپوں کو دیکھ کر مالکہ مکان کا انداز بدل گیا۔ فوراً نرم ہو کر کہنے لگی "صاحب میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ یہ تو میں پہلے ہی جانتی تھی۔ کہ روپیہ اپنے گھر میں ہے۔ مگر کیا کروں۔ اوپر کئی دن سے مکان دار نے تقاضوں سے ناک میں دم کر رکھا تھا۔ مجبوراً آپ کو تکلیف دینی پڑتی۔ مگر میں التجا کرتی ہوں۔ میری بات کا برا نہ مانئے گا۔ میں نیت کی صاف عورت ہوں۔ کیوں میری؟"

"ہاں۔ بے شک" خادمہ نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"سچ کہتی ہوں اگر مالک مکان اس شدت کا تقاضا نہ کرتا تو ہرگز ہرگز آپ کو تکلیف نہ دیتی۔ ۔ ۔"

"چلیے اب تو جھگڑا ختم ہوا۔" سیلبی نے کسی طرح اس بلا کو ٹالنے کے لئے کہا۔ "آپ اس رقم کی رسید لکھ کر بھیج دیں۔" پھر اپنے دوست کی طرف مڑ کر اس نے کہا "لمبر جب تک میری کھانا چنتی ہے تم ذرا اکاونٹ گارڈن تک جا کر ایک کرایہ کی گاڑی لے آؤ۔ کہ ہم اس ممی کو اس پر رکھ کر مسٹر فاسلن کے مکان پر چھوڑ آئیں۔"

"بہت اچھا۔" لمبر نے کہا۔ اور وہ اس فرض کی انجام دہی کے لئے روانہ ہوا۔

مالکہ مکان نے وہ نوٹ جو سیلبی نے میز پر ڈال دیے تھے۔ اکٹھے کر لئے۔ اور تین چار بار سلام کر کے یہ کہتی رخصت ہوئی "میں ابھی اس کی رسید حاضر کرتی ہوں۔"

اس اثنا میں خادمہ میری دسترخوان بچھانے میں مصروف تھی۔ گویا اس حد تک سارا کام اطمینان بخش طریقہ پر ہو رہا تھا۔ کرایہ کا چکوتہ بھی ہو گیا۔ اور صندوق اٹھانے میں بھی کوئی رکاوٹ

باقی یہی بیبی نے لیز محض اس لئے مالکہ مکان کے سامنے گاڑی لانے کو بھیجی تاکہ معلوم ہو۔ وہ ہر بات بڑی ایمانداری سے کر رہی ہے۔ اور کسی معاملہ کو چھپانا نہیں چاہتی۔

مگر مالکہ مکان نیچے اتری ہی تھی۔ کہ کسی نے صدر دروازہ پر زور کی دستک دی۔ اور وہ خود دروازہ کھولنے باہر گئی۔

نووارد قریباً ساٹھ برس کا بڈھا آدمی تھا۔ قد لمبا۔ جسم لاغر اور کمر میں ہلکا سا خم۔ لباس سیاہ اور چشمہ کی رنگت ان لوگوں کی عینک کی طرح سبز تھی جن کی آنکھیں خراب اور کمزور ہوں۔ ایک ہاتھ میں بید کی چھڑی۔ اور دوسرے سے وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ہلاس کی بڑی بڑی چٹکیاں ناک میں ٹھونسنے لگتا تھا۔ اور اس کام کو ایسے بھدے طریق پر کرتا کہ ہلاس کا بڑا حصہ قمیص پر گر جاتا تھا۔ گال پچکے ہوئے چہرہ جھری دار۔ خط و خال تیکھے۔ اور کسی اہم معاملہ پر غور کرتے وقت وہ اپنے ہونٹ کو بڑے زور سے سکیڑ لیتا تھا۔ یہ شخص بیلبی کی بناوٹی ٹن کا خریدار مسٹر فاسلٹن تھا جس کے تبحر علمی اور معلومات قدیمہ کا ایک زمانہ قائل و مداح تھا جسے لوگ آثار قدیمہ کا سب سے بڑا ماہر سمجھتے تھے۔ مگر جس کو پرانی چیزوں کے سوا عام دنیاوی امور کی ذرا سی واقفیت بھی نہ تھی۔ کئی مفصل اور مبسوط کتابیں اس نے بعض ایسے خشک مضامین پر لکھی تھیں کہ شاید سارے ملک میں بمشکل چار آدمیوں نے ان کو پڑھا ہوگا۔ پھر بھی صاحب تحریر کا دعوے تھا۔ کہ ایک عالم ان کو نظر شوق سے دیکھتا ہے۔ مسٹر سلٹن کے سر پر آثار قدیمہ کی ایسی دھن سوار تھی کہ اگر کوئی ٹوٹا ہوا پرانا برتن یہ کہہ کر پیش کیا جائے کہ اسے ہرکولینیم کے کھنڈروں سے برآمد کیا گیا ہے تو وہ اس پر مسلسل تین گھنٹے تقریر کر سکتا تھا۔ مگر کسی عام مضمون پر اس کے لئے تین لفظ کہنا بھی سخت دشوار تھا۔ اس کے گھر میں بے شمار عجائبات یا کم از کم ایسی چیزیں جنہیں وہ خود عجائبات سمجھتا تھا۔ جمع تھیں۔ اور اس نے اپنی ساری دولت اس طرح کی پرانی اور فرسودہ چیزوں پر برباد کر لی تھی۔ جنہیں وہ نادرات تصور کر کے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ مگر جنہیں اگر بازار میں بیچنے کی نوبت آتی۔ تو شاید کوئی سارے مال کے اٹھارہ آنے بھی نہ دیتا۔ فوٹوگرافی۔ دخانی انجن۔ ریل۔ تار برقی۔ ان سب ایجادوں کو جن پر زمانہ حال بجا طور پر فخر و ناز کرتا ہے۔ بالکل ہیچ سمجھتا تھا۔ اسی لئے اس کے نزدیک ٹوٹے ہوئے چینی کے برتنوں قدیم رومی گچ کے ٹکڑوں یا ایسے ہی اور مہملات کے مقابلہ میں ان دریافتوں کی کچھ بھی قدر و قیمت نہ تھی۔ یہاں تک کہ اس کے خیال میں قدیم مصری حروف کی پہچان کا مسئلہ زمانہ حال کی تمام علمی دریافتوں سے اہم تر تھا۔ غرض ایسا شخص مسٹر فاسلٹن تھا جسے اس جماعت کا صحیح قائم مقام سمجھا جا سکتا ہے۔ جو عہد ماضی کی قبولیت

کو نیسویں صدی کے علم و ہنر کی روشنی پر ترجیح دیتی۔ اور رسی میں رہ کر عمر عزیز کو ضائع کرنا پسند کرتی ہے۔

دروازہ کھلا۔ تو مسٹر فاسلٹ نے مالکہ مکان سے پوچھا۔ "کیا مسٹر بیلی گھر پر ہیں؟"

"جی ہاں۔ تشریف لائیے۔" عورت نے مودبانہ لہجہ میں جواب دیا۔ "وہ آپ ہی کے منتظر ہیں اور انہوں نے اس پرانی لاش کو جو آپ نے خریدی تھی۔ باندھ کر تیار رکھا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے وہ اُسے آپکے مکان پر بھیجا ہی چاہتے تھے۔"

"بہت خوب۔ بہت خوب" مسٹر فاسلٹ نے خوش ہو کر کہا۔ "کل جس وقت آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ غریب بیلی کو روپیہ کی بہت ضرورت ہے۔ تو اسی وقت مجھے خیال آیا۔ کہیں اب نہ ہو۔ وہ روپیہ کے لالچ میں اس ممی کو دوسرے گاہک کے ہاتھ فروخت کر دے۔ چیز ایسی ہے جسے میں کسی حال میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ لاش کم از کم تین ہزار برس پہلے کی ہے۔ ایسی نادر چیز کو بھلا کون چھوڑ سکتا ہے؟"

"اچھا تو تشریف لے چلیے۔ یقین ہے مسٹر بیلی آپ سے ملکر بہت خوش ہوں گے۔" بوڑھی عورت نے گھنگھو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "انہوں نے اپنا آدمی گاڑی لانے کو بھیج دیا ہے۔ اور امید ہے وہ بہت جلد گاڑی لے کر آ جائے گا۔"

"یہ اور بھی اچھا ہے" مسٹر فاسلٹ نے کہا۔ "میم شاید آپ کو معلوم نہیں۔ اس ممی کے اندر ایسی غذا ہے . . ."

"غذا! اس لاش کے اندر!" مالکہ مکان خوف سے منہ پھاڑ کر کہا۔

"آہ۔ تم سمجھی نہیں ہو۔" ماہر آثار قدیمہ نے جواب دیا۔ "میں روحانی غذا کا ذکر کر رہا تھا مطلب یہ ہے کہ اس ممی کے اندر بعض ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ ان پر کم از کم چھ گھنٹے تقریر کی جا سکتی ہے۔ آہ کیسا خوشی کا وقت ہوگا جب مجھے اس ممی کو کھولنے کا فخر حاصل ہوگا۔ مگر اس کی قیمت شاید آپ کو ادا کر دی جا چکی ہے؟"

"جی نہیں۔" مالک مکان عورت نے جواب دیا۔ "اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ حالات بدل گئے ہیں۔ مسٹر بیلی بڑے ایماندار اور شریف آدمی ہیں۔ اور انہوں نے میرا سب کرایہ ادا کر دیا ہے۔ مگر تشریف لے چلیے وہ کھانا کھانے لگے ہیں۔ اور ان کا دوست مسٹر لمبرجہ بڑا خوش اخلاق نوجوان ہے۔ اور وہی ہے جس نے اس موقعہ پر انہیں مالی امداد دی ہے۔"

تھوڑی دیر تک گاڑی سے کرایا جاتا ہے۔"

صدر دروازہ کی دستک بیلیو نے بھی سنی تھی۔ مگر اس نے خیال کیا۔ شاید ملبر واپس آیا ہے مگر جب دو تین منٹ گذر گئے۔ اور ملبر صاحب نمودار نہ ہوئے۔ تو مسٹر بیلیو کو اس خیال سے بے چینی ہونے لگی۔ کہ مبادا کوئی شخص برک کی تلاش میں آیا ہے۔ چونکہ خادمہ دستر خوان بچھانے کے لئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آ جا رہی تھی۔ اس لئے کمرہ سے باہر جانے اور نیچے کا حال جاننے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ خادمہ کے مزاج میں مادہ استعجاب غالب ہے۔ ذرا باہر گیا۔ تو وہ جھٹ سبز بانات ہٹا کر شیشے کی راہ سے یہ دیکھنے کی کوشش کرے گی۔ کہ بکس میں رکھی ہوئی ممی کیسی ہے۔ اس لئے وہیں اس کمرہ میں بے چینی کی گھڑیاں گننے پر مجبور تھا۔ اور یہ سوچ ہی رہا تھا۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ کہ اتنے میں جھپٹتے پاؤں کی چاپ اور اس کے بعد مسٹر فاسلٹن اور مالک مکان کے باتیں کرتے ہوئے اوپر آنے کی آواز سنائی دی۔

فاسلٹن کی آواز سنتے ہی بیلیو کا ماتھا ٹھنکا اس نے سوچا اب ضرور کوئی دقت پیش آئیگی کیا عجب یہ وہمی آدمی ایک بار پھر ممی دیکھنے پر اصرار کرے۔ یا اپنے ساتھ ہی لے جانا چاہے۔ اور مالکہ مکان کی عادات کا جس قدر علم اسے تھا۔ اس کی بنا پر اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اس نے مسٹر فاسلٹن کو بتا دیا ہوگا۔ کہ لاش تمہارے لئے بند ہی ہوئی تیار رکھی ہے۔ پھر بھی اس نے سوچا۔ کہ جیسا موقعہ ہوگا کر لیا جائے گا۔ معاملہ ایسا نہیں ہے جس میں کسی طرح کی پیش بندی کی جا سکے۔

"میں نے آپ سے کہا تھا۔ کہ مسٹر بیلیو آپ سے مل کر یقیناً خوش ہوں گے۔ اور واقعی میرا یہ خیال درست تھا۔" بانو نی عورت نے جو کرایہ وصول کرنے کے بعد اب بہت خوش اخلاق بن چکی تھی۔ اور ایسی باتوں سے اگلی کدورت رفع کرنا چاہتی تھی۔ مسٹر فاسلٹن سے کہا۔ "آپ دیکھیں گے کہ ممی آپ کے لئے باندھ کر تیار رکھی ہوئی ہے۔"

"تمیم یہی بات آپ دو تین بار کہہ چکی ہیں" مسٹر فاسلٹن نے جواب دیا۔ "اور کوئی وجہ نہیں کہ میں آپ کے بیان پر شک کروں۔ کہیے مسٹر بیلیو مزاج بخیر ہیں۔"

"آئیے آئیے مسٹر فاسلٹن آپ نے بڑی عنایت کی" مسٹر بیلیو نے پرتپاک خیر مقدم کرتے ہوئے کہا۔ "آج آپ کو بہت سویرے آنے کی فرصت ہو گئی۔ اگرچہ افسوس ہے کہ میں اس وقت بے حد مصروف ہوں۔۔۔"

"غالباً آپ کھانا کھانے میں" مسٹر فاسلٹن نے کہا۔ "اگر کیا مضائقہ کھانا کھاتے رہیے۔ ساتھ

ساتھ باتیں بھی ہوتی رہیں گی۔ میں اس ممی کی قیمت بھی لیتا آیا ہوں۔ اور یہاں آکر معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دوست اسے لادنے کے لئے گاڑی لانے چلے گئے ہیں۔"

"لو گاڑی بھی آگئی" مالکہ مکان عورت نے غیر معمولی مستعدی ظاہر کرتے ہوئے کھڑکی کے پاس جاکر باہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جہاں ایک گاڑی واقعی صدر دروازہ پر کھڑی ہو گئی تھی

"گاڑی بے شک آگئی ہے۔ لیکن پہلے مجھے اس پر کچھ اور چیزیں لادکر لے جانا ہے" مسٹر بیلبی نے کوئی اور بہانہ نہ دیکھ کر جلدی سے کہا۔ "ان چیزوں کو چھوڑ آؤں تو پھر اس پر ممی لاد کر آپ کے ہاں بھیج دوں گا۔ آپ روپیہ کی فکر نہ کریں۔ میں جب ممی لے کر آؤں گا تو اس وقت قیمت ادا کر دیجئے گا..."

"مگر میں اس بات کا مصمم ارادہ کرکے آیا تھا۔ کہ ممی اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا" بڑھے ماہر نے اس اعتراض سے بے چین ہو کر کہا۔ "صرف اس لئے میں سویرے ہی ٹیوسٹاک سکوئر سے یہاں تک پیدل آیا ہوں۔ اور میرے خیال میں آپ کو بھی اس کی حوالگی پر اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ گاڑی کی کونسی بڑی بات ہے۔ میں اپنی ممی کو اس پر لادکر لے جاتا ہوں۔ آپ دوسرے مال کے لئے دوسری گاڑی منگا بھیجئے۔"

"جی نہیں۔ یہ انتظام یوں نہ ہو گا" مسٹر بیلبی نے مضطرب لہجہ میں کہا۔ گو اس کے ساتھ ہی ضبط کی انتہائی کوشش بھی کی۔ کیونکہ اسے اپنی بے چینی ظاہر کرنا منظور نہ تھا۔ "میں اس دوسرے مال کو پہلے چھوڑ آؤں تو اس کے بعد..."

"لیجئے ایک گاڑی اور آگئی" مالکہ مکان نے اپنے خیال میں مسٹر بیلبی کو مدد دیتے ہوئے کہا۔ "میں اس آدمی کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ یہ آلو بیچا کرتا ہے۔ میری" اس نے وہیں کھڑے کھڑے چیخ کر آواز دی۔ "ذرا اس آلو والے کو روکنا۔ اور کہنا تمہارے لئے تھوڑا کام ہے۔"

"مگر یہ ساری گڑبڑ کس لئے ہے؟" بن لیبر نے سامنے آکر پوچھا "میں بڑی محنت سے کرایہ کی گاڑی تلاش کرکے لایا ہوں..."

"مگر اب تو دو ہو گئیں۔ ایک آپ رکھ لیجئے دوسری پر میں ممی کا صندوق رکھ کر لے جاتا ہوں" مسٹر فاسلڈن نے کہا۔ "مسٹر بیلبی یہ تمہارے بیس پونڈ ہیں" اور یہ کہتے ہوئے بڑھے ماہر آثار قدیمہ نے اپنی جیب سے کئی ایک کاغذات نکالے جو کہ سب پرانی چیزوں کے متعلق تھے۔ اور جن میں سات کھنڈوں کی اس تقریر کی نقل بھی شامل تھی۔ جو انہوں نے انجمن ترقی علوم کے آخری جلسہ

میں کی تھی۔ انہی کاغذات میں سے چند پونڈ کے نوٹ نکال کر انہوں نے مسٹر بیبی کو پیش کیے۔ بن لمبر سارا حال سمجھ گیا تھا۔ اور اس نے جان لیا کہ غریب بیبی کے لیے سخت مشکل کا سامنا ہے۔ وہ اسکی مدد کے لئے کوئی تجویز سوچ ہی رہا تھا۔ کہ بیبی نے اپنے دل میں ایک اور تجویز پختہ کر کے بڑے اطمینان سے کہا۔ "اچھا مسٹر فاسلٹن آپ چونکہ اتنی بے قراری ظاہر کرتے ہیں۔ اس لئے چلئے میں اپنا اعتراض واپس لیتا ہوں لیجیے۔ آپ کی چیز حاضر ہے۔" یہ کہہ کر اس نے اس ٹرنک کا ڈھکنا کھول دیا جس میں ممی کو شیشے کے بکس سے نکال کر رکھ دیا تھا۔

"ارر را یہ کیا؟" مالکہ مکان نے گھبرا کر کہا۔ "میں تو سمجھتی تھی کہ آپنے لاش کو کپڑے میں باندھ کر تیار رکھا ہوا ہے۔"

"میڈم میں التجا کرتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے لئے باہر تشریف لے جائیے۔ آپ کی باتوں سے ہماری کاروباری گفتگو میں خلل آتا ہے۔" مسٹر بیبی نے کہا۔

"اگر میرے احسان کا یہی بدلہ ہے۔ تو اطمینان رکھئے میں آپکے کام میں مخل نہیں ہوتی۔" مالکہ مکان نے غصے سے سر کو حرکت دے کر کہا۔ "میں تو آپ کو مدد دے رہی ہوں۔ اور آپ اسے خلل گفتگو قرار دیتے ہیں۔ خیر صاحب میں نہ بولوں گی۔ مگر یہ تو آپ کو بھی ضرور ظاہر کر دینا چاہیے کہ جس صورت میں آپنے وہ بڑا بکس باہر بھیجنے کے لئے تیار کر کے رکھا تھا..."

"معاملہ نہایت عجیب اور پر اسرار ہے۔" مسٹر فاسلٹن نے کہا۔ "مگر کیا یہ وہی ممی ہے جسے آپنے میرے ہاتھ بیچنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور جو شیشے کے بکس میں رکھی رہتی تھی...؟"

"دیکھیے مسٹر فاسلٹن میں سب حال آپسے بیان کرتا ہوں۔" بیبی نے قطع کلام کر کے کہا۔ "بات دراصل یہ ہے کہ میں نے بعض چیزوں کا جو بہت نازک ہیں۔ ایک اور صاحب سے معاملہ کیا تھا۔ اور احتیاط کی غرض سے ان کو شیشے کے بکس میں بند کر دیا۔ ممی کو نکال کر میں نے ٹرنک میں رکھ لیا۔ اور اب اسی میں رکھی ہوئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ آپ اپنی وسیع علمی واقفیت کی بنا پر دیکھ لیں گے کہ ممی وہی ہے۔ دیکھئے اس کے کپڑے وہی ہیں جنہیں آپنے ... خدا معلوم کتنے ہزار سال کا پرانا بیان کیا تھا۔"

عمر رسیدہ شخص ٹرنک میں رکھی ہوئی ممی کو سبز چشمے کی راہ سے بغور دیکھ رہا تھا۔ طویل معائنہ کے بعد اس نے کہا۔ "واقعی لاش وہی ہے۔ اب مجھے کسی طرح کا شک و شبہ نہیں رہا۔ مہربانی سے اسکو ٹرنک سمیت گاڑی میں رکھوا دیجیے۔"

"میڈم" مسٹر بیلی نے مالکہ مکان کو ٹالنے کی غرض سے کہا "لیجئے اس سے چند قطرے شراب کے گاڑیبان کو پلوائیے۔ اس نے بہت مہربانی کی۔ کہ میری کے بلانے پر ٹھہر گیا" یہ کہتے ہوئے اس نے مالکہ مکان کے ہاتھ میں ایک شلنگ دیدیا۔

عورت چند قطرے شراب کے ٹھیلے والے کو دینے اور باقی خود پینے کے لئے رخصت ہوئی۔ اس کے جانے پر ٹرنک کے گرد ایک مضبوط رسی باندھ دی گئی۔ اور لمبر اور میری دونوں اسے اُٹھا کر زینہ کی راہ سے نیچے لے گئے۔ بڈھا مسٹر فاسلٹن قدم بقدم ان کے پیچھے چلتا گیا۔ انہیں رخصت کر کے مسٹر بیلی نے کمرہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور سبز بانات کو ڈھیلا کر کے برکر سے جو اب تک شیشہ کے صندوق میں بند تھا۔ جلدی سے کہنے لگا۔ "بولو آرام سے تو ہو؟ ہوا تو آ رہی ہے؟"

"ہوا تو کیا آ رہی ہے۔ جان نکلی جا رہی ہے۔" برکر نے اندر سے غرا کر کہا۔ "اگر معلوم ہوتا کہ اتنی زحمت پیش آئے گی۔۔۔"

"نہ گھبراؤ۔ کیونکہ اب سارا کام ٹھیک ہو گیا۔" بیلی نے جواب دیا۔ "بڈھا فاسلٹن لاش کا صندوق اٹھوا کر لے گیا۔ اس کے رخصت ہوتے ہی میں تمہیں دوسری گاڑی پر لاد کر لے چلتا ہوں تقریباً نصف گھنٹہ میں ہم لوگ ہالو سے دور جا پہنچیں گے۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ اور وہاں جا کر تمہیں آزاد کر دوں گا۔"

"بس تو جلدی کرو" برکر نے تابوت نما بکس کے اندر سے کہا۔ "کیونکہ جیسی تکلیف مجھے اس منحوس بکس میں ہو رہی ہے۔ اسے میرا ہی دل جانتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہاتھ پاؤں ہلنے سے عاری ہو گئے"

بیلی دوڑ کر کھڑکی کے پاس گیا۔ اور باہر کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ ٹرنک جس میں اصلی ممی بند تھی۔ آلو والے کے چھکڑے پر لادا جا رہا تھا۔ آخر جب صندوق رکھا جا چکا تو بن لمبر نے بڈھے فاسلٹن کو سہارا دے کر ٹھیلے پر سوار کیا۔ اور وہ بڑے اطمینان کے ساتھ ٹرنک کے ڈھکنے پر بیٹھ کر اس خوشی میں کہ عنقریب گھر پہنچ کر لاش کی تین ہزار سال پرانی پٹیاں کھولوں گا۔ پے در پے ہلاس کی بڑی بڑی چٹکیاں لینے لگا۔

ٹھیلے والے نے گھوڑے کو چابک لگائی۔ اور وہ چلنے لگا۔ مگر بدقسمتی سے دو ہی قدم چلا تھا کہ گاڑی کا ایک جوڑ جو پہلے ہی ڈھیلا ہو رہا تھا۔ کھل گیا۔ آن واحد میں گاڑی پیچھے کی طرف اُلٹ گئی اور ٹرنک، مسٹر فاسلٹن اور گاڑیبان یہ تینوں فرش زمین پر آ رہے۔ حادثہ میں وہ رسی جو ٹرنک کے گرد لپٹی ہوئی تھی۔ یا تو ڈھیلی ہو کر یا ٹوٹ کر کھل گئی۔ اور وہ لاش جسے مسٹر فاسلٹن اس قدر شوق

سے لئے جا رہے تھے۔ لڑھک کر باہر نکل آئی مسٹر بیلی نے اس حادثہ کو کھڑکی سے دیکھا۔ تو اس کے منہ سے غصہ و یاس کے الفاظ نکلے۔ مگر بے بس تھا۔ کیا کرتا۔

دیکھتے دیکھتے مقام حادثہ پر بے شمار لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ غریب فاسلٹن جسے سخت چوٹ آئی تھی۔ بمشکل سنگی فرش سے اٹھا۔ اور اسی جدوجہد میں اس کے ہاتھ سے ممی کا چہرہ اندر کو دب گیا

"ہا! ہا! ہا! کیا تماشہ ہے"۔ ایک آدمی نے جو منہ میں مٹی کا پائپ لئے پیاز بیچتا پھر رہا تھا۔ اس نظارہ کو دیکھ کر کہا۔

"ہرے!" ایک اور شخص نے جو سر پر گوبھی کا ٹوکرا لئے اس ہجوم میں ملا ہوا کھڑا تھا زور سے کہا۔

مگر جو لوگ سب سے آگے تھے۔ انہیں اس واقعہ سے بہت خوف و اضطراب ہوا جس وقت خشک لاش صندوق سے نکل کر فرش پر گری۔ تو ہر شخص دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"میری ممی! ہائے میری ممی!" بڈھے مسٹر فاسلٹن نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بڈھا کیا بک رہا ہے"۔ ایک سبزی فروش کے لڑکے نے جو پاس ہی کھڑا تھا۔ کہا۔

"سنتے نہیں کیا؟ اپنی ماں کو یاد کر رہا ہے" ایک اور آدمی نے جواب دیا۔

"واللہ اس بڑھاپے میں ماں کی یاد خوب رہی۔ ہو تو وہ دودھ پیتے بچے" تیسرے آدمی نے کہا اور اس پر فرمائشی قہقہہ پڑا۔

"یارو تم سب بیوقوف ہو"۔ ایک اور آدمی نے جسے اپنی عقل و فراست پر بہت ناز تھا۔ اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "وہ اپنی ماں کو یاد نہیں کرتا۔ وہ تو اس ممی کو دیکھ کر رو رہا ہے۔ جو شاید کسی قدیم مصری بادشاہ کی لاش ہے۔ اور ان پٹیوں کی وجہ سے جو اس پر بندھی ہوئی ہیں پچھلے تین چار ہزار سال سے اسی طرح محفوظ ہے۔"

"مگر یہ نئی وضع کی ممی ہے"۔ ایک اور آدمی نے جو صورت شکل سے موچی معلوم ہوتا تھا اور پاس کے شراب خانہ سے نکل کر ہجوم کو چیرتا ہوا مدد دینے کے خیال سے سب کے آگے نکل آیا تھا۔ کہنے لگا "ایسی عجیب ممی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ یہ تو صریحاً چمڑے کی بنی ہوئی ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ممی کے ٹوٹے ہوئے چہرہ کا ذرا سا ٹکڑا اٹھا کر دانتوں سے کترنا شروع کر دیا۔

"مردم خور! مردم خور!" کئی آدمیوں نے یک زبان ہو کر کہنا شروع کیا "دیکھنا لاش کھاتا ہے" اور وہ لوگ جو سب سے آگے تھے۔ اس کی طرف خوف و نفرت سے دیکھنے لگے۔

"اجی کس کی لاش" شخص مذکور نے حقارت سے کہا۔ "میں نے بھی تئیس سال موچی کا کام کیا ہے۔ کیا اتنا نہیں جان سکتا۔ کہ چمڑے اور لاش میں کیا فرق ہوتا ہے۔"

چمڑے کا لفظ سن کر مسٹر فاسلٹن کو سر پیر کا ہوش نہ رہا۔ حادثہ بھول گیا۔ چوٹ کی تکلیف مٹ گئی۔ یہ بھی نہیں سوچا۔ کہ واقعہ شارع عام پر بیسیوں آدمیوں کے سامنے ہوا ہے۔ غرض سارے حالات کو یک قلم بھول کر محض اس خیال سے کہ میری ممی کی توہین درحقیقت میری اپنی توہین ہے اس نے چیختے ہوئے کہا۔ "کون کہتا ہے یہ چمڑے کی ہے۔ یہ تو کم از کم تین ہزار سال پہلے کی کسی نامور شخص کی حنوط کی ہوئی لاش ہے۔ تمہیں شرم آنی چاہیے کہ اچھی چیزوں کو اس طرح بدنام کرتے ہو۔ موچی ہو تو جوتے گانٹھا کرو۔ تمہاری بلا جانے ممی کس کو کہتے ہیں۔"

"اجی بس علمیت رہنے دو" موچی نے انداز نخوت سے کہا۔ "تین ہزار سال پہلے کی لاش! محض فضول بکواس ہے۔ حضرت یہ تو چمڑا ہے۔ چمڑا جسے شاید جلا یا جھلس دیا گیا ہے۔ اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو اسے میں نے ہی اس آدمی کے ہاتھ بیچا تھا۔ جو اس مکان کی دوسری منزل پر رہتا ہے۔ اور میں جانتا ہوں وہ ایسی چیزوں سے نفع حاصل کرنے کا گر خوب سمجھتا ہے۔"

میں اب تک وہیں کھڑا ان واقعات کو دیکھ رہا تھا۔ مگر اب موچی کی تقریر سن کر بہت بے چین ہوا۔ اور چپ چاپ وہاں سے کھسکا۔ بدنصیب فاسلٹن کے چہرہ پر بھی زردی چھا گئی اس نے جھک کر ایک بار پھر سبز چشمہ کی راہ سے ممی کو دیکھا۔ پھر عینک اتار کر ننگی آنکھوں سے اس کا معائنہ کیا۔ اور اب اسے رفتہ رفتہ یقین ہونے لگا۔ کہ واقعی مجھے شرمناک دھوکا دیا گیا ہے۔ اگر یہ اتفاقی حادثہ پیش نہ آتا۔ یعنی نہ ممی گرتی نہ اس کا چہرہ بگڑتا اور نہ یہ بات ظاہر ہوتی کہ وہ چمڑے کی بنی ہوئی ہے۔ تو عجب نہیں مسٹر فاسلٹن اسی ناواقفیت میں زندگی بھر اس خیال سے خوش رہتے کہ میں نے تین سو سال پہلے کی انسانی یادگار حاصل کی۔ مگر اس حادثہ نے ان کی آنکھیں کھول دیں حالت خواب دور ہو گئی۔ اور آثار قدیمہ کے اس فاضل مبصر نے یہ تلخ حقیقت محسوس کی۔ کہ بیس پونڈ گرہ سے ضائع کر کے دو سو آدمیوں کے سامنے خفت اٹھانی پڑی۔ سچ مچ اس غریب کے لیے نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ والا معاملہ پیش آیا۔

فاسلٹن کا حکم پا کر گاڑیبان نے بگڑی ہوئی لاش کو دوبارہ ٹرنک میں بند کر کے کندھوں پر رکھ لیا۔ اور اس کے پیچھے پیچھے زینہ کی راہ سے مسٹر بیلی کے کمرہ کی طرف چلنے لگا۔ یہ بیان لاحاصل ہوگا کہ مسٹر فاسلٹن کا غصہ اس وقت ناقابل برداشت تھا۔

یہ سارا واقعہ جس کی تفصیل ہم نے اوپر درج کی ہے۔ گاڑی الٹنے کے وقت سے لاش کے دوبارہ مکان میں لے جانے تک صرف پانچ منٹ میں ختم ہوا تھا۔ اب آئیے معلوم کریں اس عرصہ میں مسٹر طبیلی کے کمرہ میں کیا کچھ ہوا۔

بدنصیب شخص نے کھڑکی سے سارے واقعہ کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ اس کے سامنے ہی پوجی شراب سے نکل کر ہجوم میں شامل ہوا۔ مگر جب اس نے بھانپا کہ یہ وہی آدمی ہے جس سے اس ممی کی تیاری کے لئے یہ اناچمڑا خریدا گیا تھا۔ تو بہت گھبرایا۔ پھر جب اس نے اپنے دوست مسٹر بیجمن لمبر کو وہاں سے رخصت ہوتے دیکھا۔ تو یقین ہو گیا کہ اب ضرور کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے گا۔

کھڑکی سے ہٹ کر اس طرف جاتے ہوئے جہاں برکر کا صندوق رکھا ہوا تھا اس نے اپنے دل سے کہا۔ "توبہ! اس منحوس حادثہ کو بھی آج ہی پیش آنا تھا۔ گاڑی الٹ گئی اور ممی صندوق سے باہر آ گئی۔ اب یقین ہے سارا راز فاش ہو جائے گا۔"

"کیسا راز؟" برکر نے آخری الفاظ کو سن کر بکس کے اندر سے ہی مضطرب لہجہ میں پوچھا۔ اس وقت اس کا جوش اتنا بڑھا ہوا تھا۔ کہ غنیمت ہے اس حالت میں شیشے کا ڈھکنا نہیں توڑ دیا۔

"درحقیقت تمہاری بات نہیں"۔ بیلی نے جلدی سے کہا۔ "میں ممی کا ذکر کر رہا ہوں۔ خدا اس کا ستیاناس کرے۔" اور وہ پھر ایک بار دوڑتا ہوا کھڑکی کی طرف گیا۔ جہاں سے باہر کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "اُف! ہائے! بڈھا شیطان ممی کو واپس لئے آتا ہے۔ اب میرے بیس پونڈ کی خیر نہیں۔"

"ارے بھئی سنتے ہو" برکر نے صندوق کے اندر سے چلا کر کہا۔ "میں اس سلامتی سے درگذرا مجھے باہر نکالو۔ سارا بدن اکڑا جاتا ہے۔ پاؤں اور بدن میں سوئیاں چبھ رہی ہیں۔ جلدی باہر نکالو ورنہ دم گھٹ جائے گا۔"

"ٹھہرو۔ میرے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا ہے"۔ بیلی نے کہا۔ "فرض کرو۔ میں تمہارا صندوق بڈھے فاسلٹن کے حوالہ کر دوں ... مگر نہیں۔ یہ ٹھیک نہ ہوگا۔"

"نہیں کیوں؟" برکر نے پوچھا۔ "یہ تو سب سے اچھی ترکیب ہے۔ ایک بار مجھے اس سڑے بڈھے کے گھر پہنچ جانے دو۔ پھر جیسے ہوگا دیکھ لوں گا..."

"نہ نہ"۔ بیلی نے اعتراض کیا۔ "میں کسی پر تشدد کرنا نہیں چاہتا۔"

"کیسا تشدد۔ میں تو فقط اس کو ڈرانا چاہتا ہوں..."

"اچھا تم جانو"۔ بیلی نے کہا۔ "مگر خدا کے لئے ذرا چپ رہو۔ وہ لوگ اوپر آرہے ہیں"۔ اور

وہ بید مجنوں کی طرح کانپتا ہوا فہم مجسم مسٹر فاسلٹن سے ملنے کو پیچھے مڑا جس کی لاٹھی کی تیز آواز اس کے ہر قدم کے ساتھ سنائی دیتی تھی۔

باب ۔ ۱۱۸

جاندار مردہ

مالک مکان عورت جو باہر دروازہ پہ کھڑی اس حادثہ کو دیکھ رہی تھی مسٹر فاسلٹن اور گاڑیبان کے لئے رستہ چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گئی۔ اس کے بعد خلقت کے ہجوم کی پروا نہ کر کے جو اس پرلطف تماشہ کو دیکھنے بڑی تعداد میں جمع ہو گیا تھا زور سے دروازہ بند کر بڈھے فاسلٹن اور گاڑیبان کے پیچھے زینہ پر چڑھنے لگی۔ بہر حال وہ اب تک یہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ اور اس لئے جلد سے جلد مسٹر بیلبی کے کمرہ میں پہنچنا چاہتی تھی۔

"واہ حضرت واہ! اچھی دھوکے بازی کرتے ہو" ایم فاسلٹن نے اندر آکر کہا۔

مگر بیلبی بھی ایک ہی گرگ باراں دیدہ تھا۔ فوراً بات بنا کر کہنے لگا "تصدیعہ معاف... پہلے میری عرض سن لیجیے۔ آپ اپنا نوٹ واپس لینا چاہتے ہیں تو اسے بھی لے جائیے۔ مگر خدا را بدگمانی نہ کیجیے۔" گاڑیبان سے مخاطب ہو کر "تم ٹرنک کو اس جگہ رکھ دو۔ اور یہ لو۔ نصف کراؤن تمہارا انعام ہے بس اب تمہاری خدمات درکار نہیں۔ جاؤ گاڑی لے جاؤ۔ مگر دوسرے آدمی سے کہہ دینا کہ ابھی ٹھیرے مجھے اس سے کام ہے۔"

مسٹر بیلبی نے یہ ہدایات بڑے اطمینان کے ساتھ جاری کیں۔ گاڑیبان نے ممی کا ٹرنک فرش زمین پر رکھ دیا۔ اور انعام لے کر رخصت ہوا۔

اس کے جانے پر بیلبی نے ایک شلنگ اور مالکہ مکان کو دیا۔ اور کہنے لگا "میڈم اب آپ بھی تشریف لے جائیے۔ اس ہنگامہ کے بعد آپ کو ضرور کسی مسکن چیز کی ضرورت ہوگی۔ جائیے پی کر آرام کیجیے۔ میں سب حال مسٹر فاسلٹن سے بیان کرتا ہوں۔"

مالکہ مکان شلنگ لے کر رخصت ہو گئی۔ اور جب اس کے جانے پر دروازہ بند ہو گیا تو بڈھے فاسلٹن نے تیز لہجہ میں کہا "مسٹر بیلبی اب بتائیے کہ معاملہ کیا ہے؟"

"بات بالکل معمولی ہے" بیلبی نے انداز اطمینان سے جواب دیا "حقیقت یہ جو کچھ اس

موجی نے آپ سے کہا۔ وہ سراسر جھوٹ تھا کم بخت کے چند پونڈ مجھ پر آتے تھے۔ اس لئے اس نے میری بدنامی کا یہ ذریعہ تلاش کیا۔۔ سنئے، میری بات کو قطع نہ کیجئے، میں جانتا ہوں آپ اس ممی کو بالکل نکما سمجھتے ہیں۔ مگر یہ آپ کا تعصب ہے۔ سچ مانئے کہ میں نے اس ممی کو معقول قیمت پر خریدا تھا ہاں غلطی یہ ہوئی کہ جو آپ کو دینی تھی۔ وہ اس سے مختلف ہے۔ جو آپ کو دی گئی۔۔۔"

"یعنی کیا؟ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔" مسٹر فاسلٹن نے کہا۔

"آپ نے وہ ممی خریدی تھی، جو شیشہ کے صندوق میں بند ہے۔ اور میں نے اسے آپ کے ہاں بھیجنے کو تیار بھی رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ یہی بات میں نے پیشتر آپ سے کہی تھی۔۔۔"

"ہاں مگر بعد میں انکار کیوں کر دیا؟ اور کس لئے کہا۔ کہ اس صندوق میں کچھ اور سامان بند ہے جسے ایک اور جگہ بھیجنا ہے۔۔۔"

"اس غلط بیانی کے لئے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں" بیلبی نے جواب دیا۔ "آپ نے اس نوجوان کو دیکھا ہے جو گاڑی لانے گیا تھا۔ کل رات وہ میرے پاس ممی خریدنے آیا اور وہ جو شیشہ کے بکس میں بند تھی۔ اسے پسند کر کے اس کے پچاس پونڈ پیش کرنے لگا۔ میں راضی ہو گیا۔ مگر سچ پوچھئے تو میرا ارادہ شروع سے اس ممی کو آپ ہی کے لئے محفوظ رکھنے کا تھا۔ خیال یہ تھا کہ اسے وہ جواب آپ لے گئے تھے دے دوں گا۔ مگر وہ اس ممی کو لینے صبح سویرے ہی آدھمکا۔ اور آپ اس کے تھوڑی دیر بعد تشریف لائے۔ اس گڑبڑ میں میں بھی گھبرا گیا۔ اور سخت پریشان ہوا کہ کیا کروں۔۔۔"

"آہ۔۔۔ ہاں! میں اب سمجھا۔" مسٹر فاسلٹن نے خوش ہو کر کہا۔ "گویا اصلی ممی جو میں نے پسند کی تھی وہ اسی شیشے کے بکس میں بند رکھی ہے؟"

"جی ہاں۔ اور آپ اب اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔" بیلبی نے جواب دیا۔ "گاڑی موجود ہے چلئے میں خود پہنچا دیتا ہوں۔۔۔ نہیں آپ بانات کھول کر دیکھنے کی تکلیف نہ کریں۔ اطمینان نہیں تو لیجئے اپنے میں پونڈ بھی ساتھ لیتے جائیے۔ گھر جا کر ممی کا اچھی طرح معائنہ کیجئے۔ خود دیکھئے اور دوستوں کو بھی دکھائیے پھر اس میں کسی طرح کا دھوکا ہو تو جو سزا چور کی وہ میری۔ البتہ اگر ممی آپ کو پسند ہو۔ اگر آپ اسے اپنے ہاں رکھنا منظور کریں تو ہر طرح اطمینان کر کے روپیہ ڈاک میں یا دستی روانہ کر دیجئے۔ چلئے میں آپ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ امید ہے اب آپ کا اطمینان ہو جائے گا۔"

مسٹر فاسلٹن نے اس تجویز کو معقول سمجھا۔ چنانچہ بیس پونڈ کے نوٹ مسٹر بیلبی سے واپس لے لئے اور کہا۔ "اچھا منظور ہے۔ اطمینان رکھئے کہ میں صاحب عزت آدمی ہوں۔ اگر ممی میرے حسب پسند ہوئی تو

روپیہ آپ کو فوراً پہنچ جائے گا۔"

"بہت اچھا۔ اب میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں کہ اس بکس کو بحفاظت آپ کے مکان تک پہنچوا دوں" مسٹر بیلبی نے کہا۔ "مہربانی سے باہر کھڑے ہو کر خادمہ میری کو آواز دیجئے کہ گاڑیبان کو بلالے۔ اور اس بکس کو نیچے اتروا دے۔"

مسٹر فاسلٹن اس حکم کی تعمیل کے لئے باہر نکلا۔ اور بیلبی نے جلدی سے اس بکس کے پاس جا کر جس میں برکر چھپا ہوا تھا۔ شیشہ کے سوراخ کی راہ سے کہا "تسلی رکھو سب کام حسب منشا ہو گیا۔"

"چلو اچھا ہوا۔" برکر نے اندر سے غرا کر کہا۔

بیلبی نے اس بکس کو آخری بار نظر غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ بانات اچھی طرح لپٹی ہوئی اور رسیاں بھی مضبوط بندھی ہوئی ہیں۔ پہلے حادثہ نے اس کو زیادہ محتاط بنا دیا تھا۔ اس لئے یہ احتیاطیں لازمی تھیں۔ اتنے میں گاڑیبان کمرہ میں داخل ہوا۔ وہ ایک مضبوط اور تنومند آدمی تھا۔ اعضا قوی۔ شانے چوڑے اور چھاتی فراخ۔ غرض وہ کسی کی امداد کے بغیر بھاری بوجھ اٹھا سکتا تھا۔ پس جب مسٹر بیلبی نے سہارا دے کر بکس اٹھوا دیا۔ تو گو برکر کا بوجھ کافی تھا۔ تاہم گاڑیبان نے اس کی شکایت نہیں کی۔

زینہ سے اترتے ہوئے مسٹر بیلبی نے اس سے کہا۔ "اس بکس میں ٹین کی چادر منڈھی ہوئی ہے۔ اس لئے بوجھ زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ ممی کا بوجھ چند پونڈ سے زیادہ نہیں"

"ارے صاحب یہ بھی کوئی بوجھ ہے۔" گاڑیبان نے لاپروائی سے کہا "میں کامن گارڈن میں ہر روز اس سے بہت بھاری بوجھ اٹھاتا ہوں۔ اگر کبھی مجھکو آلوؤں کی بوریاں اور گوبھی کے ٹوکرے اٹھاتے دیکھتے تو معلوم ہوتا۔"

"سچ ہے" مسٹر بیلبی نے کہا "بھاری بوجھ اٹھانا تمہیں لوگوں کا کام ہے۔ ہاں یہ اس کا خیال رکھنا کہ اس کی سبز بانات نہ ہٹے۔ احتیاط سے کام لوگے۔ تو ایک کراؤن انعام دوں گا۔"

گاڑیبان خوش ہو گیا۔ اور اس نے بکس کو پوری احتیاط سے اٹھانے کا وعدہ کیا۔ اس عرصہ میں خلقت کا ہجوم منتشر ہو چکا تھا۔ چنانچہ مسٹر بیلبی نے باہر کا دروازہ کھول کر وہ بکس جس میں برکر بند تھا۔ بڑے اطمینان سے گاڑی پر رکھوا دیا۔

"کیا ساتھ چلنے کا ارادہ ہے؟" مسٹر فاسلٹن نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ احتیاط کی غرض سے چلتا ہوں۔" مسٹر بیلبی نے جواب دیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پہلے کی طرح کوئی اور حادثہ پیش آئے۔ اور کی کرائی محنت خاک میں مل جائے۔

۱۵۴۵

آخر جب گاڑی چلنے لگی۔ تو مسٹر ببلی نے زیادہ اطمینان سے دم لینا شروع کیا۔ اسے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ کسی طرح برکر کو گھر سے نکال دیا جائے۔ ڈرتا تھا کہ اگر اس کے بکس میں چھپا ہوا ہونے کا راز فاش ہوگیا۔ اور لوگوں نے جان لیا کہ اس آدمی نے قاتل کو اپنے ہاں چھپا رکھا ہے۔ تو میرا قانونی گرفت میں آنا یقینی ہے۔ رہا یہ سوال کہ جب بکس مسٹر فاسلٹن کے مکان پہنچ گیا۔ اور فاسلٹن نے ممی دیکھنے کی امید پر بکس کھولا تو برکر کا کیا حال ہوگا؟ اس کی اسے چنداں پروا نہ تھی۔ کیونکہ وہ اس بات کا تہیہ کر چکا تھا۔ کہ جب تک اس واقعہ کا شور و شر رفع نہ ہوگا۔ میں اپنے مکان پر واپس نہ جاؤں گا

خیر جوں توں کر کے یہ لوگ ٹیوسٹاک سکوائر میں مسٹر فاسلٹن کے مکان پر پہنچ گئے۔ اس شخص کی اب تک شادی نہ ہوئی تھی۔ اور اس کے ہاں فقط دو آدمی نوکر تھے۔ ایک باورچن جو اس سے بھی زیادہ سال خوردہ ضعیف البصر اور کانوں سے بہری تھی۔ دوسری ایک دیہاتی لڑکی جو دنیاوی زندگی سے بالکل بے خبر اور ناتجربہ کار۔ اور اس میں رفع استعجاب کا مادہ بالکل نہ تھا۔ مکان میں داخل ہونے کا ایک رستہ اور بھی تھا۔ وہیں گاڑی کھڑی کی گئی۔ اور بکس کو پوری احتیاط سے اتار کر اس کمرہ میں پہنچایا گیا۔ جو مخزنِ عجائبات کا کام دیتا تھا۔ گاڑیبان کو حسب وعدہ معقول انعام دیا گیا۔ اور مسٹر ببلی اس بارہ میں مطمئن ہو کر کہ سب کام حسب خواہش ہوگیا۔ وہاں سے رخصت ہوا۔ گویا اس کمرہ میں جہاں سبز بانات میں لپٹا ہوا بکس رکھا گیا تھا مسٹر فاسلٹن یا برکر کے سوا جو بکس میں بند تھا۔ کوئی تیسرا آدمی موجود نہ تھا۔

فاسلٹن نے سب سے پہلے اس خیال سے دروازہ بند کیا کہ ایسا نہ ہو کہ احباب میں سے کوئی اچانک آجائے۔ اور میرے کام میں مخل ہو۔ فی الحقیقت اس کے بعض سال خوردہ دوست جو اس کی طرح زمانہ سلف کی چیزوں سے دلچسپی لیا کرتے تھے گاہ بگاہ اس کے مکان پر آکر ایسے مضامین پر جو ان کے لئے خاص طور پر دلچسپ ہوں۔ گھنٹوں گفتگو کرتے رہتے تھے۔ مگر یہ وقت ان سے باتیں کرنے کا نہیں تھا۔ پس بڑی احتیاط سے دروازہ بند کر کے اس نے چاقو سے ان رسیوں کو جو بانات کے اوپر بندھی ہوئی تھیں کاٹنا شروع کیا۔ اس میں شک نہیں کہ کپڑا بکس کے گرد سلا ہوا نہ تھا۔ لیکن چونکہ اسے دوہرا کر کے چاروں سرے بکس کے نیچے دبا دیئے گئے تھے۔ اور اکیلا فاسلٹن بکس اٹھا کر ان سروں کو نکالنے سے معذور تھا۔ اس لئے اس نے بانات کاٹنے کا عمل زیادہ سہل سمجھا۔ مگر یہ کام بھی اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ کیا۔ کہ ایسا نہ ہو شیشے کے ڈھکنے کو ٹھیس لگ جائے۔ جیسا ناظرین سمجھ سکتے ہیں یہ عمل ڈھکنے کے چاروں طرف کرنا پڑا۔ جو اس کے دوران میں مسٹر فاسلٹن نے ایک بار بھی بکس میں نظر ڈالنے

کی جرأت نہیں کی۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ کپڑے کو اچھی طرح قطع کر کے ایک ہی بار ممی کو پورے غور سے دیکھوں گا۔ بات یہ ہے کہ وہ اس راحت کو جو اس عجیب وغریب ممی کو بغور دیکھنے سے حاصل ہو سکتی تھی۔ اس طریقہ پر کم کرنا نہیں چاہتا تھا۔ پس اس نے اس کام کو بڑی آہستگی اور احتیاط کے ساتھ کیا حتے کہ بانات کی آخری تہ کٹ گئی اور کپڑا بکس کے پہلوؤں پر گر پڑا۔

مگر اب جو مسٹر فاسلٹن نے شیشہ کے اندر نظر ڈالی۔ تو اس کے پیر تلے سے مٹی نکل گئی۔ سخت پریشانی کی حالت میں ہاتھ مل کر کہنے لگا "عجیب بات ہے! عجیب بات ہے! کیونکر ... کیسے ... کس طرح ...؟

جو چیز اسے بکس کے اندر نظر آئی۔ وہ ممی سے ذرا بھی مشابہ نہ تھی۔ کپڑے سپید۔ سر کی پوشش عجیب۔ رنگت سیاہ اور بالائی ہونٹ پر مونچھیں ایسی عجیب ممی مسٹر فاسلٹن نے عمر بھر میں کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس نے اور زیادہ غور سے دیکھا۔ ممی کے پپوٹے بند تھے۔ کیونکہ برکر آنکھیں بند کئے لاش کی طرح بے حرکت پڑا تھا

مسٹر فاسلٹن نے اور زیادہ جھک کر بند شیشہ کی راہ سے بکس میں دیکھا۔ خیال آیا اگر یہ واقعی ممی ہے۔ تو اول نہایت عجیب اور دوسرے غیر معمولی تازگی رکھتی ہے۔ دل میں کہا۔ کہیں بیلی نے دھوکا تو نہیں دیا؟ مگر نہیں دھوکا ہی دیتا۔ تو روپے کیوں واپس کرتا؟ اور بعد ادائیگی پر کس لئے رضامند ہوتا؟ ثابت ہو گیا کہ وہ اس معاملہ میں ایمانداری سے کام لے رہا ہے۔ دفعتاً ایک اور خیال پیدا ہوا۔ شاید بیلی نے میرے لئے اچنبھا سوچا ہے۔ ایسا ہو تو واقعی اس کا بھاری احسان ہے۔ ممی کی دنیا میں یہ کوئی نادر عجوبہ ہو گا۔ جو بیلی نے پیش کیا ہے۔ جب دنیا اس کا حال جانے گی تو سب لوگ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔ اس خیال سے خوش ہو کر فاسلٹن نے شیشہ کا ڈھکنا اٹھایا۔ اور فرضی ممی کے منہ کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہتا تھا۔ کہ برکر نے آنکھیں کھول دیں۔ اور بکس کے اندر ہی سیدھا بیٹھ گیا۔

اب مسٹر فاسلٹن کی جو حالت ہوئی۔ الفاظ اس کے اظہار سے قاصر ہیں۔ خوف کا لفظ اس کی حالت صحیح طور پر ظاہر نہیں کرتا۔ کیونکہ اس پہ وہ بے حسی طاری ہو گئی تھی۔ جس میں انسان کے حواس تو قائم رہتے ہیں۔ مگر اعضا کام نہیں دیتے۔ اسی حالت میں وہ پاس رکھی ہوئی ایک کرسی پر گر پڑا۔ اور کھلے منہ اور پھٹی ہوئی آنکھوں سے اس عجیب صورت کو دیکھنے لگا۔

"حضرت سلامت ڈرو نہیں۔ میں ہوا نہیں ہوں کہ کھا جاؤں گا۔" برکر نے بکس سے نکلتے

کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ گو یہ کام اس وجہ سے مشکل ثابت ہوا کہ اعضا میں تشنج پیدا ہو گیا تھا آخر انسان کا بچہ ہوں مردہ نہیں زندہ ہوں۔"

غریب فاسلٹن کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ مگر اس آدمی کی طرح جو کسی بددعا سے بُت بن گیا ہو۔ بے حس و حرکت کرسی پر بیٹھا رہا۔

"ہائے رے اس تابوت کی قید نے جیسے جی مار ڈالا" برکر نے غرا کر کہا "ٹانگیں یوں اکڑی ہوئی ہیں۔ گویا برف میں دب کر جم گئی ہوں۔ بازو کام نہیں کرتے اور بدن منجمد ہے۔ واللہ اس کے مقابلہ میں تو پھانسی کی سزا کچھ بھی نہیں۔"

فاسلٹن اب تک بدحواسی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ اب خیالات نے مدافعانہ اثر کیا تو گھبرا کر کرسی سے اٹھا۔ اور دیوانوں کی طرح دوڑتا ہوا دروازہ کی طرف بھاگا۔ خطرہ کے احساس نے برکر پر بھی بجلی کا کام کیا چنانچہ اس نے بڈھے فاسلٹن کا تعاقب کر کے اسے دروازہ کے پاس جا لیا۔

"چُپ انا ہوش!" وہ دھمکا کر کہنے لگا۔ "ایک لفظ بھی منہ سے نکلا۔ تو ہیں تجھ مر کر دوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک پرانی زنگ آلود تلوار جو یادگار کے طور پر دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں لے لی۔ واضح ہو کہ اس تلوار سے یہ روایت منسوب تھی۔ کہ شاہ ایڈورڈ اول نے معرکہ فالکرک میں اسی تلوار سے دشمن کا مقابلہ کیا تھا۔ کم از کم یہ حکائت تھی۔ جو مسٹر بیلبی نے اس کی فروخت کے وقت مسٹر فاسلٹن سے بیان کی تھی۔

بدنصیب فاسلٹن شدت خوف سے کانپ رہا تھا۔ گھبرا کر پیچھے مڑا اور کہنے لگا۔ "اے میوں کے دیو مجھ پر رحم کر۔ شاید تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ مگر نہیں۔ خدا کے لئے مجھے مت مار"

"اگر چپ رہے گا۔ تو نہیں ماروں گا" برکر نے جواب دیا "میری عادت ہے کہ جب تک کوئی بھڑ چھیڑتا نہیں میں بھی بھیڑ کے بچے کی طرح حلیم رہتا ہوں۔"

"لیکن آخر تو کون ہے۔ اور یہ سارا معمہ کیا معنے رکھتا ہے؟" فاسلٹن نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "لباس جہازی خلاصیوں کا اور گفتگو انگریزی۔ آخر تو کس زمانہ کی ممی ہے...؟"

"تم ان ممیوں کے جھگڑوں کو تہ کرو۔ اور جو میں کہتا ہوں سنو" برکر نے جلدی سے کہا "مگر پہلے بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ تم بڑے زور سے کانپ رہے ہو۔ ادھر آؤ۔ دروازہ کے پاس کھڑے رہنے سے کچھ حاصل نہیں۔"

"مگر تم حقیقت کیا ہو۔ اور کون ہو؟" ماہر آثار قدیم نے ناقابل بیان خوف کی حالت میں پوچھا۔

"یہ تو بڑا فضول ہے" سیاہ کار مجرم نے فاسلٹن کے سامنے جو دوبارہ خوف زدہ ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اکڑ کر کہا۔ "بھلا تم نے کبھی مسٹر بارنز عرف برکر کا نام نامی بھی سنا ہے؟"

"ارے کیا وہی بدکردار جو قاتل ہے؟" فاسلٹن نے مضطرب ہو کر کہا۔

"جیسے لوگ یہ کہتے ہیں۔ تم اسے بدکردار کہہ لو۔ فرق تھوڑا ہے"۔ سنگدل مجرم نے لاپرواہی سے کہا۔ "مگر دیکھو میں مسٹر بارنز عرف برکر تم کو خبردار کرتا ہوں کہ شور و غل مچانے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔ ورنہ جیتا نہ چھوڑوں گا۔ البتہ کسی مرد شریف کی طرح چپ رہو گے۔ تو پھر فکر کی بات نہیں میں تھوڑی دیر تک یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اور میرا خیال ہے یہ علیحدگی فریقین میں کسی کے لئے رنجیدہ نہ ہوگی۔"

مسٹر فاسلٹن نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ مگر اسکی صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس بارہ میں وہ برکر کا ہم خیال ہے۔ اور دل سے چاہتا ہے کہ یہ شخص جس قدر جلد رخصت ہو جائے اچھا ہے

"بڈھے آدمی سنو" برکر نے نظر مہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اس واقعہ کا ذکر کسی سے مت کرنا اگر تم نے ایسا کیا اور میں پکڑا گیا۔ تو صاف کہہ دوں گا۔ کہ تم نے پہلے سے مکہ مجھے بچانے کی کوشش کی تھی۔ مگر جب میں اس دعوہ سے ارادہ بدل لیا۔ کہ میرے دیئے ہوئے معاوضہ کی رقم ناکافی تھی۔"

"توبہ! توبہ!" بڈھے نے حالت اضطراب میں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "مجھ غریب کے لئے کیسی مشکل کا سامنا ہے۔ ہائے قسمت! وائے قسمت!"

"مگر ڈرو نہیں۔ جب تک خاموش رہو۔ تمہارے لئے کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہے۔ جب تک تم میرا راز ظاہر نہ کرو گے میں بھی تمہارے خلاف کچھ نہ کہوں گا۔"

"اچھا میں اپنی طرف سے خاموشی کا وعدہ کرتا ہوں۔" مسٹر فاسلٹن نے کہا۔ "مگر اب جاؤ مہربانی سے تشریف لے جاؤ۔ میں تمہاری آمد اور اس گفتگو کو بالکل بھول جاؤں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ کبھی ایسی خطرناک ممی خریدنے کی بھی جرأت نہ کروں گا۔"

"دانا ہمیشہ پچھلی ٹھوکروں سے آئندہ کے لئے عبرت حاصل کرتے ہیں" برکر نے شیطانی قہقہہ لگا کر کہا۔ "مگر اب ذرا اجازت دو کہ بیٹھ کر ایک رقعہ لکھ لوں۔ اس کے بعد فوراً چلا جاؤں گا"

بدنصیب فاسلٹن نے ایک میز کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر نوشت کا سامان حاضر تھا۔ اور برکر نے وہاں بیٹھ کر بڑے اطمینان سے ایک کاغذ پر چند الفاظ لکھے۔ جس پر یہ عبارت

مختصر تھی تاہم برکر کو اس کے لکھنے میں بہت دیر لگی۔ کیونکہ وہ نوشت و خواند کا عادی نہ تھا قریباً دس منٹ کا عرصہ جو اس کام میں صرف ہوا مسٹر فاسلٹن نے سخت پریشانی کی حالت میں بسر کیا قاتل کی موجودگی اور یہ خوف کہ شاید وہ دفعتاً مجھی پر وار کر دے۔ اس کے لیے ایک خاصی آزمائش تھی۔ فرط خوف سے اس کا دماغ چکر میں تھا۔ اور وہ اس بات پر تہ دل سے افسوس کرتا تھا کہ کیوں میں نے ایسے شخص سے لین دین کیا۔ مگر واقعہ میں برکر کا ارادہ اسے کسی قسم کا ضرر پہنچانے کا ہرگز نہ تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اسے دھمکا کر ہی سب کام اپنی مرضی کے مطابق کرایا جا سکتا ہے۔ اور میری دھمکی کا خوف بھی ایسا نہیں کہ جلد زائل ہو۔

آخر رقعہ لکھا جا چکا۔ تو برکر نے اسے تہ کر کے بند کیا۔ مہر لگائی۔ پتہ لکھا۔ اور اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر آئینہ میں صورت دیکھی۔ اور یہ جان کر بہت خوش ہوا کہ نیا لباس سابقہ یہودی چغے سے بہت سجتا ہے۔

یکایک فاسلٹن کی طرف مڑ کر اس نے کہا "دیکھو بڈھے آدمی ان شرطوں کو نہ بھولنا۔ جو ہم میں طے ہوئی ہیں۔ تم میری نسبت چپ رہو۔ میں تمہارا ذکر کسی سے نہ کروں گا۔ لیکن خبردار اگر تم نے میری نسبت ایک حرف بھی پولیس سے کہا تو میں کمرہ عدالت میں ایسی ایسی جھوٹی سچی باتیں کہوں گا۔ کہ تمہیں ایک سنگین مجرم کو پناہ دینے کے جرم میں عمر قید کالے پانی سے کم سزا نہ ہوگی۔ اب تم نے سارا حال سن لیا۔ بتاؤ میری شرطیں منظور ہیں؟

"منظور ہیں۔ منظور" عمر رسیدہ شخص نے ہاتھ جوڑ کر کہا "خدا جانتا ہے میں تو سب کچھ دے کر بھی اس معاملہ سے مخلصی پانا چاہتا ہوں بدتر آدمی ... نہ تو نیک آدمی ... یا جو کچھ تم ہو جاؤ تشریف لے جاؤ۔ میں یہ پانچ پونڈ کا نوٹ اپنی طرف سے پیش خدمت کرتا ہوں۔ اسے لے کر میری گلو خلاصی کرو"

"بڑی عنایت۔ بہت مہربانی" برکر نے اس خیال سے خوش ہو کر کہا کہ اس کمبخت کو کس آسانی سے ڈرایا اور دھمکایا جا سکتا ہے۔ "الوداع!"

یہ کہہ کر اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

باب ۱۱۹

شاطرانہ چالیں

دوسرے دن سامنطر برکر سٹون ہل کے ایک خوشنما بنگلہ میں منتقل ہوتا ہے جگہ ہر چند کچھ ایسی فراخ نہ تھی

تاہم خوشنما اور دیدہ زیب ہونے کے ساتھ آرام و آسائش کے سامنے لوازم رکھتی تھی۔ گرد اگرد ایک چھوٹا سا سبزہ باغ جس میں شیشہ کے پودہ خانے بنے ہوئے تھے اور شاگرد پیشے میں سائیس۔ ایک خوشرنگ گاڑی کو صاف کرنے میں مشغول تھا جسے اس گھر کے رہنے والوں کے تمول و تنعم کی دلیل سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ فرحت بخش مکان میڈم اینجلیک کی جائے سکونت تھا جس نے لندن کے فیشنیبل حصہ میں پارچہ فروشی اور حسن کی دلالی بند کرنے کے بعد اس میں رہنا شروع کر دیا تھا۔

دوپہر کا وقت تھا اور میڈم اینجلیک ایک آراستہ کمرہ میں بے شمار فرانسیسی اخباروں اور فیشن کی کتابوں کے انبار میں دبی ہوئی خوشرنگ صوفے پر دراز تھی۔ اس نے ابھی تک شبخوابی کا ڈھیلا لباس پہنا ہوا تھا۔ جو کسی پنجاہ سالہ عورت کی بجائے نوزدہ سالہ معشوق ہی کو زیب دیتا پھر بھی میڈم اینجلیک نے یہ لباس کچھ ایسی نفاست اور بانکپن سے پہنا ہوا تھا۔ فرانسیسی ٹوپی کے نیچے اس کے مصنوعی بال اس خوبی سے چھپے ہوئے تھے۔ چہرہ کی جھریاں ایسے لطیف غازہ میں مستور تھیں۔ اور مصنوعی دانت اس خوبی سے سجتے تھے کہ بادی النظر میں اسکی عمر حقیقت سے دس سال کم معلوم ہوتی تھی۔

صوفے پر لیٹی ہوئی وہ فیشن کی تازہ ترین کتاب دیکھنے میں مشغول تھی کہ باہر زور کی دستک سنائی دی۔ اس نے کتاب کو پڑھتے پڑھتے ایک طرف رکھ دیا۔ اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ہر چند اب وہ فیشن کی دنیا سے بے تعلق ہو چکی تھی۔ تاہم عرصہ دراز تک ان کاموں میں حصہ لیتے رہنے کی وجہ سے فیشن کی نئی دریافتوں سے واقفیت رکھنے کی خواہش اب تک باقی تھی۔ کمرہ کی کھڑکی سے سامنے کا منظر اچھی طرح نظر آتا تھا۔ پس وہ یہ جاننے کے لئے اٹھ کر کھڑکی کے پاس گئی کہ کون آیا ہے۔ کھڑکی پر باریک پردہ لٹک رہا تھا۔ اس کی راہ سے باہر کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہی ہوا شیڈ بولٹ" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور چہرہ پر فکر و اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے۔ "معلوم ہوتا ہے یہ جن مشکل سے پیچھا چھوڑے گا۔ آجتک میں نے اس کا ہر ایک مطالبہ منظور کیا۔ لیکن اگر ہمیشہ کرتی رہی تو اس کی آمدورفت کا سلسلہ تا ابد قائم رہیگا۔ پس لازم ہے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کروں۔ اس میں شک نہیں کہ مجھے اس کی بدولت بہت کچھ فائدہ ہوا ہے۔ پھر بھی۔۔۔۔

کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور ایک خوش پوشش نکیلی خادمہ جس کے خط و خال موزوں و دلربا تھے مسٹر شیڈ بولٹ کی آمد کی خبر لائی۔

اس کے ساتھ ہی ناخواندہ مہمان کی سواری بھی آگئی۔ مسٹر شیڈبولٹ نے اس وقت جو لباس زیب بدن کر رکھا تھا۔ اسے شاید درزی نے فیشن کا انتہائی نمونہ سمجھ کر تیار کیا ہوگا۔ مگر چونکہ حضرت کی صورت غیر مطبوع اور انداز بیہودہ تھے۔ اس لئے وہی چیز جو کسی اچھے آدمی کے بدن پر سجتی اس کی صورت کو مضحکہ خیز بناتی تھی۔ بے شمار زیور پہننے سے گنوار پن کی علامتیں اور نمایاں ہوتی تھیں فی الحقیقت اس نے انگوٹھیوں اور زنجیروں کی اتنی بڑی تعداد جس کی گنجائش ممکن تھی۔ زیب بدن کی ہوئی تھی۔ وضع رندانہ اور انداز امیرانہ تھے۔ مجموعی طور پر معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس رئیسانہ طرز سے جس کی نقل اتارنے کے لئے یہ ساری کوشش کی گئی تھی۔ ہر طرح مطمئن ہے اور اپنے آپ کو حصہ ویسٹ اینڈ کے کسی بانکے امیر سے کم نہیں سمجھتا۔

”کہیئے پیاری میڈم۔ مزاج کیسے ہیں؟“ اس نے بے تکلفی سے میڈم اینجلیک کے پاس اسی صوفہ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ”نئے مکان میں آپ کی زندگی کیونکر بسر ہوتی ہے؟“

”صاحب مجھے یہاں رہتے ابھی تھوڑے دن ہوئے ہیں۔ اس لئے صحیح رائے قائم نہیں کر سکتی۔“ میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ ”بہرحال امید ہے کہ جگہ ہر لحاظ سے آرام دہ ثابت ہوگی“

”چونکہ ابھی لنچ کے لئے سویرا ہے“ مسٹر شیڈبولٹ نے جیب سے سونے کی گھڑی نکال کر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اس لئے آیئے اس وقت تک کاروباری معاملات پر ہی گفتگو کریں۔“

”مگر اب کونسا معاملہ باقی رہا تھا جس کے لئے تم نے یہاں آنے کی تکلیف کی؟“ میڈم اینجلیک نے پوچھا۔ ”یہ تو تم کو معلوم ہی ہے۔ کہ میں نے ان لڑکیوں کو بھی رخصت کر دیا تھا۔۔۔“

”ہا! ہا! ہا! رخصت بھی کس خوبی سے کیا“ شیڈبولٹ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ ”میڈم آپ کو یاد ہوگا کہ وہ تجویز میری ہی بتائی ہوئی تھی اور میں ہی اس شخص کارٹ رائٹ کو بغرض امداد ساتھ لایا تھا“

”بے شک کام بہت خوش اسلوبی سے ہوا“ میڈم اینجلیک نے تسلیم کیا۔ ”مگر۔۔۔“

”سچ مانیئے یہ کارٹ رائٹ بڑا ہوشیار آدمی ہے۔۔۔ کیوں ہے یا نہیں؟“ شیڈبولٹ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے پوچھا۔ ”بعض باتوں میں تو وہ مجھ ایماندار آدمی شیڈبولٹ کو بھی مات دے سکتا ہے۔ آپ ہی کہیئے بیوقوف آگسٹس ہونفلی کو کس خوبی سے ارمنٹائین سے شادی کرنے پر مجبور کیا۔ کارٹ رائٹ کو شادی کی سند دکھانے کی بیقراری میں اس نے۔۔۔“

”اچھا ہوگیا۔“ میڈم اینجلیک نے کہا۔ ”اگرچہ امید ہے کہ وہ بہت جلد اس بیوقوف

کو تباہ کرکے ..."

"ہا! ہا! ہا! یہ تو لازمی ہے۔" شیڈ بولٹ نے پھر قہقہہ لگا کر کہا۔ "مگر بار بار خیال آتا ہے کہ کارٹ رائٹ کی اس چال کی تعریف کروں۔ جس سے اس نے جمنی سوفٹلی کو ارمسٹانگ سے شادی پر مجبور کیا تھا یا اس عیاری کی جو اس نے بٹے لارڈ وینہم اور رائیگنٹائن کے معاملہ میں برتی۔ مگر کچھ بھی ہو۔ وہ لیڈی کیوں کا انتظام نا خواہ ہوگیا۔ ارمسٹانگ ایک آنریبل سے بیاہی گئی۔ اور رائیگنٹائن ایک لارڈ کی بیگم بنی۔ رہی لنڈا۔ تو وہ کارٹ رائٹ کے پاس ہر طرح خوش ہے۔ مگر ہو! ہو! ہو! واللہ۔ تم اس وقت ملقب جوکر کی حالت دیکھتیں جب میں نے مسز کیپ نلانٹ۔ شارپلی۔ رمزے اینڈ کمپنی کا نمائندہ بن کر مسٹر ڈفی کی حیثیت میں ..."

"پتہ ہے۔ سچ ہے۔ تمہاری قابلیتوں کی تو میں ہمیشہ سے قائل ہوں۔" میڈم انجلیک نے قدرے بے صبری سے کہا۔ "مگر یہ باتیں اس سے پہلے بارہا زیر بحث آ چکی ہیں ..."

"اور ہم اس روپے کو بھی حصہ رسدی بانٹ چکے ہیں۔ جو ارمسٹانگ نے سوفٹلی اور رائیگنٹائن نے لارڈ وینہم سے شادی کرنے کے بعد پانچ پانچ سو پونڈ کی دو قسطوں میں ہلتے حوالہ کیا تھا۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے خوش ہو کر کہا۔ "خیر ہم نے بھی اچھی فیاضی کی۔ کہ جو کچھ کارٹ رائٹ کو لنڈا سے ملا تھا۔ وہ سب اس کے پاس رہنے دیا۔ گویا ہم دونوں کو پانچ پانچ سو پونڈ آنریبل مسز سوفٹلی اور لیڈی وینہم کی شادی سے ہاتھ آئے ... اونچے طبقہ کی عورتوں کا ذکر ادب سے ہی کرنا چاہیے۔" اور یہ کہتے ہوئے مسٹر آئزک شیڈ بولٹ نے پھر قہقہہ لگایا۔

"معلوم ہوتا ہے تم نے پالیسی کی اس رقم کو جو وہاں سے ملی تھی۔ نیز اس روپیہ کو جو مختلف وقتوں میں مجھ سے لے جاتے رہے ہو۔ خوب جی کھول کر صرف کیا ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے میڈم انجلیک نے مسٹر شیڈ بولٹ کے زیوروں کو نظر تجسس سے دیکھا۔

"ہاں۔ خوش گزاری میری عادت میں داخل ہے۔" اس نے ریشمی واسکٹ پر لٹکتی ہوئی سنہری زنجیر کو ہلا کر کہا۔ "مگر اب ہمیں کاروباری معاملات کی طرف آنا چاہیے۔ داناؤں نے کہا ہے کہ گھاس جمع کرو تو دھوپ میں اور لوہے پر چوٹ لگاؤ تو سرخی میں۔ یہی اصول ہے جس پر ایماندار آئزک شیڈ بولٹ نے ہمیشہ عمل کیا ہے۔ اور جس پر سارے سمجھ دار لوگوں کو چلنا چاہیے۔"

"موجودہ صورت میں یہ اس مثل کا مطلب نہیں سمجھی۔" میڈم انجلیک نے گھبرا کر کہا۔ "غالباً تم یہ تو نہیں چاہتے ...؟"

"کہ آپ سے کچھ روپیہ اور طلب کروں؟" مسٹر شیڈ بولٹ نے قطع کلام کر کے کہا "نہیں، بالکل نہیں۔ مگر یاد رکھیے کہ میں آپ کے دل کی بات سمجھ گیا۔ بہرحال گھبرائیے نہیں، ہمارا تعلق باہمی ہمیشہ واجب اور منصفانہ رہا ہے۔ لیکن شاید آپ کو بھولا نہ ہوگا کہ جب آپ نے کاروبار بند کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو میں نے کہا تھا کہ میں بعض اور طریقوں پر آپ کو روپیہ کمانے میں مدد دیا کروں گا۔"

"مجھے یاد ہے۔" میڈم ہنجلیک نے جواب دیا۔ "لیکن میرا خیال تھا کہ ارمنسٹائن انگیلنٹائن اور لنڈا کے معاملہ کے بعد۔۔۔"

"مسٹر کٹ شیڈ بولٹ کا مادۂ ایجاد ختم ہوگیا؟ نہیں نہیں میڈم بھول کر بھی ایسا خیال نہ کیجیے گا۔" ناخواندہ مہمان نے کہا۔ "اس سے تو معلوم ہوتا ہے آپ ابھی تک شیڈ بولٹ کی خصلت کو اب تک نہیں سمجھیں۔ سنیے۔ دو تین نئی تجویزیں میرے ذہن میں ہیں۔۔۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے آنکھوں سے پُرمعنی اشارہ کیا۔

"تجویزیں؟ میں تمہارا مطلب اب بھی نہیں سمجھی۔" فرانسیسی عورت نے بے صبری سے کہا "مہربانی سے جو کچھ کہنا ہے۔ صاف صاف کہو۔"

"میری تجویز کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ تجارت میں آپ نے بے شمار رئیسوں اور بیگموں پر طرح طرح کے احسان کیے ہوں گے۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے کہنا شروع کیا۔ "اس سے بھی صاف لفظوں میں میرا مطلب یہ ہے کہ بہت سے لارڈ۔ لیڈیاں اور شریف آدمی اس مکان کے اندرونی اسرار سے واقف ہوں گے۔ جہاں آپ کی دوگونہ تجارت کا سلسلہ جاری تھا۔۔۔"

"اچھا ہوں گے۔" میڈم ہنجلیک نے جلدی سے کہا "پھر اس سے کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔ ہاں اس سے آئندہ کے لیے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے پُرمعنی انداز سے کہا۔ "اور مجھے امید ہے کہ میری تجویز سن کر آپ کے دل میں ناچیز اٹزک شیڈ بولٹ کی عظمت اور زیادہ قائم ہو جائے گی۔ اچھا تو اس مکان میں کئی شادی شدہ عورتیں ایسی بھی آتی ہوں گی جن کی آمد اپنے شوہروں سے پوشیدہ ہوتی تھی۔ کئی کنواری مسیں بھی آتی ہوں گی۔ جنہوں نے بعد میں ان مردوں سے شادیاں نہیں کیں۔ جن سے آپ کے ہاں ان کا اختلاط رہا۔ بلکہ انہوں نے ایسے بھولے اور نادان مردوں سے شادیاں کیں۔ جو ان کے صحیح حالات سے بالکل بے خبر تھے فرمائیے کیا یہ ٹھیک نہیں ہے؟"

"بہت ممکن ہے ٹھیک ہے۔" میڈم ہنجلیک نے جواب دیا۔ "اور اب میں سمجھ گئی تمہاری اس

تمہید کا مطلب کیا ہے۔

"ٹھہریے جو میں کہتا ہوں پہلے اسے آخر تک سن لیجئے ہاں اس کے بعد اس پر بحث کرنے کا کافی وقت ہے" شیڈ بولٹ نے کہا۔ "یہ تو ظاہر ہی ہے کہ آپ نے ان سب عورتوں اور مردوں کو ضرور اپنا احسان مند بنا لیا ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہو سکتا کہ وہ آپ کی عنایات کو بھول جائیں" اس نے پر معنی انداز سے کہا۔ "نہیں۔ وہ آپ کے احسانات کو ہرگز ہرگز نہیں بھولیں گے۔ بس اب آپ کیجئے یہ کہ ایسی دس بار عورتوں کی ایک فہرست تیار کریں جو ان خفیہ ملاقاتوں کے لئے آپ کی ممنون احسان ہوں۔ اس کے بعد ہم اس سوال پر غور کریں گے۔ کہ ان میں سے ہر ایک سے کس طریقہ پر مالی امداد حاصل کی جا سکتی ہے مختصر طور پر ہمارا طریق کار یہ ہوگا کہ آپ ایک خوش رنگ خوشبودار کاغذ پر اس مضمون کا رقعہ لکھا ہے کہ میڈم اینجلیک اپنے کاروبار تجارت سے دستبردار ہو کر مستعفی ہے کہ ۲۶۷ پونڈ کی رقم مطابق تفصیل مندرجہ فرد حساب منسلکہ جلد از جلد عطا کر کے سابقہ حساب بیباق کیا جائے۔ مکرر عرض ہے کہ میں نے ان حسابات کو مسٹر آرتھر کیپٹن شیڈ بولٹ کے حوالہ کر دیا ہے اور وہ خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر روپیہ وصول کر لیں گے۔ جس سے آپ کو ترسیل زر کی زحمت نہ اٹھانی پڑے گی۔" "کہیے کیا معقول مضمون ہے!"

"مگر جن عورتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ ان میں سے کسی پر میری کوئی رقم نہیں آتی" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "وہ اپنا حساب بہت عرصہ پہلے کوڑی کوڑی پیسے پیسے بیباق کر چکی ہیں ..."

"کر چکی ہوں گی تب تک کر چکی ہوں گی۔" شیڈ بولٹ نے جلدی سے کہا۔ "بہر حال اس کا معاملہ زیر بحث پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ آپ فقط اس مضمون کے رقعے لکھ کر میرے حوالہ کر دیجئے۔ اور پھر دیکھیے میں کس طرح ہر ایک سے روپیہ وصول کر کے لاتا ہوں۔ بالفرض کسی نے اعتراض کیا۔ تو میں فوراً واضح کر دوں گا کہ بل یہ ہے کہ پیسہ تمہارا سب کے سب گے کارناموں کو مخفی رکھنے کا معاوضہ ہے۔ مختصر یہ کہ ہم انہیں شریفانہ طور پر ادا کرنے کے لئے مجبور کریں گے۔ اور امید نہیں کہ کوئی انکار کر سکے۔"

میڈم اینجلیک تھوڑی دیر کچھ سوچتی رہی۔ پھر بلک بلک کر کہنے لگی "معاف کیجئے۔ میری رائے میں ایسا کرنا ٹھیک نہ ہوگا۔"

"آہ میں سمجھا" ملازم نے سر ہلا کر کہا۔ "شاید آپ کو ایماندار آدمی شیڈ بولٹ پر کامل اعتماد نہیں ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ وہ روپیہ لے کر خود ہضم کر جائیگا۔ مگر اطمینان رکھئے ایسا نہ ہوگا۔ لین دین میں چور ہوں نہ تو بہ میں۔ اور آپ کسی طرح کی بے ایمانی نہیں کر سکتے۔"

"کچھ بھی ہو۔ مجھے یہ تجویز ناپسند ہے،" فرانسیسی عورت نے کہا۔

"مگر کوئی وجہ تو ہونی چاہیے؟" شیڈ بولٹ نے اعتراض کیا۔ "میرا خیال ہے آپ خوب واقف ہیں۔ بالفرض اب بھی مجھ پر بھروسہ نہ ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے ایک کا رقعہ لکھ دیجیے جب اس کا روپیہ وصول کر لاؤں تو دوسرا اس کے بعد تیسرا۔ اسی طرح ہر ایک رقم ساتھ کے ساتھ تقسیم ہوتی رہے گی۔"

"تم میرے اعتراض کو سمجھے نہیں" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "بات دراصل یہ ہے کہ اس پہلے کاروبار نے میرے لیے بعض ایسی مشکلات پیدا کر دی تھیں جن کا حال تمہیں کو بہتر معلوم ہے۔ اسی لیے اسے بند کر کے میں نے اس مکان میں آباد ہونا منظور کیا۔ اور اس کے بعد قصد مصمم کر لیا کہ آئندہ کوئی بات ایسی نہ کروں گی جس سے نئی مشکلات میں گرفتار ہونے کا احتمال ہو۔"

"مگر اب تو کسی طرح کی مشکلات کا احتمال ہی نہیں ہے۔" شیڈ بولٹ نے پر اصرار ہو کر کہا۔ "تجویز جو میں پیش کرتا ہوں۔۔۔"

"۔۔۔ شوہ استحصال بالجبر ہی کا دوسرا نام ہے۔ مگر انگریزی قانون نے اسے ایسا ہی قرار دیا ہے" میڈم اینجلیک نے کہا۔

"مگر فرض کیجیے اس حالت میں آپ غلطی پر ہوں" مسٹر شیڈ بولٹ نے کہا۔ "فرض کیجیے ان عورتوں میں سے کسی نے ہمارا مقابلہ کیا۔ اور باصرار کہا کہ آپ کی مجھ پر کوئی رقم نہیں آتی ہے۔ کیونکہ میرے پاس آپ کی جملہ رسیدیں محفوظ ہیں۔ اور میری سمجھ میں نہیں آتا آپ کس لیے دھمکاتے ہیں۔ بالفرض ایسے حالات پیش آئے تو میں فوراً سمجھ لوں گا کہ ایسی عورت سے روپیہ وصول کرنا غیر ممکن ہے۔ اور فوراً اس سے معافی مانگ لوں گا۔ ایسی صورت میں آپ بھی ایک دفعہ حساب کا کھاتہ دیکھیں گی کہ مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ کا حساب پڑتال کرنے میں غلطی ہو گئی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ بہی میں کچھ رقمیں غلط درج ہو گئیں۔ بہرحال اب ان کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ فرمائیے اس سے زیادہ سہل عمل اور کیا ہو سکتا ہے؟"

"خیال بے شک معقول ہے۔" میڈم اینجلیک نے تسلیم کیا۔

"تو عمل کیجیے۔ کون سا چیک لکھنے کا خرچ ہے؟"

"نہیں، پہلے اس پر غور کر لینے دو۔ ایک دو روز تک میں فیصلہ کر لوں گی۔ سردست کچھ ایسی جلدی بھی نہیں ہے۔"

"بہت اچھا۔ جیسے آپ کی مرضی" شیڈ بولٹ نے کہا۔ "واقعی کچھ ایسی جلدی نہیں ہے۔ اور اب میں آپ کی اجازت سے لنچ کے لیے گھنٹی بجاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر مسٹر آئزک شیڈ بولٹ نے بڑی بے تکلفی اور آزادی سے گھنٹی کی رسی کھینچی۔ اور جب اس آواز کو سن کر وہ حسین اور دلنشیں خادمہ جو ان دنوں میڈم اینجلیکا کے ہاں نوکر تھی۔ حاضر ہوئی تو شیڈ بولٹ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "جان من بیگم صاحب لنچ حاضر کرنے کے لئے حکم دیتی ہیں۔"

لڑکی نے شرما کر بہت اچھا کہا۔ اور رخصت ہوا چاہتی تھی کہ شیڈ بولٹ نے کہا "پیاری ذرا ٹھیرو۔ گھر میں کھانے کی جس قدر چیزیں موجود ہوں۔ سب لے آؤ کہ میں دیکھ لوں۔ کونسی چیز اچھی ہے۔ شراب میں سوٹرن۔ پورٹ۔ اور شیری کی بوتلیں ضرور لانا۔ اور پرانی مڈیرا کے بھی دو گلاس مل جائیں تو کچھ حرج نہیں۔۔۔"

"نہیں وہ چیزیں حسب معمول لایا کرتی ہے آؤ۔" میڈم اینجلیکا نے ناخواندہ مہمان کی تقریر پر قطع کرتے ہوئے کہا۔ پھر جب خادمہ چلی گئی۔ تو کہنے لگی "مسٹر شیڈ بولٹ اس گھر میں میرے سوا کوئی شخص حکم جاری کرنے کا مجاز نہیں۔ تمہارا آنا ہر وقت مبارک ہے۔ اور اگر وہ کام جو ابھی تم نے تجویز کیا تھا۔ شروع ہو گیا تو غالباً تمہیں کئی بار آنا پڑے گا۔ مگر یہ نہ ہونا چاہئے کہ میرے خانگی اختیارات کو بھی غصب کرنے کی کوشش کرو۔ اس سے میری بہت بدنامی ہوگی۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے یہاں آکر سب کے سب نوکر نئے رکھے ہیں۔ پرانے آدمیوں میں سے ایک بھی باقی نہیں ہے۔ اور ان کو میری نسبت اسی قدر معلوم ہے کہ میں کسی زمانہ میں کپڑے کی تجارت کرتی تھی اور اب معقول نفع حاصل کر کے اس کو ترک کر چکی ہوں۔۔"

"اور میرے خیال میں یہی ان کے لئے کافی ہے۔ بہرحال اطمینان رکھئے۔ ایماندار آئیزک شیڈ بولٹ کسی حال میں آپ کی بدنامی کا موجب نہیں ہوگا۔"

"کاش جو تم کہتے ہو اسے اپنے عمل سے بھی پورا کرو۔" فرانسیسی عورت نے زیرلب لفظوں میں کہا۔ "ان نوکروں میں کسی کو معلوم نہیں کہ میری تجارت میں کوئی بات قابل اعتراض تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پادری صاحب ابھی ابھی اپنا کارڈ چھوڑ گئے ہیں۔ اور دو تین شریف خاندان بھی عنقریب یہاں آنے والے ہیں۔۔۔"

"گویا آپ ان سب کی دعوت کا انتظام کیا چاہتی ہیں؟" مسٹر شیڈ بولٹ نے خوش ہو کر کہا

بہت بہتر، اس عزت کا انتظام بھی میں خود کر لوں گا... مگر ہاں یہ لڑکی آپ کی نئی خادمہ بڑی نازک ادا اور خوبصورت ہے...

مہربانی سے آئندہ اسکو بھی جان من اور پیاری کے الفاظ سے مخاطب نہ کرنا۔ نہ اس کی طرف گھور کر دیکھنا" میڈم انجلیک نے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا۔

"پیاری میڈم اطمینان رکھیے کہ ایسا ہی ہوگا" شیڈ بولٹ نے جلدی سے کہا "میں بھولا نہیں ہوں۔ کہ اب آپ عزت دار خاتون ہیں۔ سچ پوچھیے تو دولت سے دوسرے درجہ پر عزت ہی انسان کے لیے سب کچھ ہے۔ اسی سے آدمی معزز ہمسایہ میں رہنے شریف گھرانوں سے میل جول رکھنے اور گرجا میں نمایاں جگہ پانے کا فخر حاصل کر سکتا ہے۔ بجز آپ کی جگہ میں ہوتا۔ تو سب سے زیادہ گرجا کا خیال رکھتا۔ چنانچہ آپ کو بھی یہی مشورہ دیتا ہوں کہ باقاعدہ گرجا میں جایا کیجیے۔ بلکہ اگر آپ دوران وعظ میں آنسو بہانے اور سسکیاں لینے کی خو ڈال سکیں تو اطمینان رکھیے اس سے آپ کی عزت میں اور اضافہ ہو جائے گا"

"آخرکار شیڈ بولٹ کی اس بے معنی تقریر سے میڈم انجلیک کو بے اختیار ہنسی آگئی۔ وہ بولیں "یہ تمہاری مہربانی ہے کہ میری عزت کا اس درجہ پاس کرتے ہو۔ اس صورت میں لازم ہے کہ مجھے اس نئی عزت کو برقرار رکھنے میں مدد دو۔ مثلاً میری خادمہ کو پیاری کے لفظ سے مخاطب کیا کرو۔ نہ..."

"نہ اس کی ٹھوڑی کو ہاتھ لگایا کرو۔ نہ اس کا منہ چوما کرو۔ نہ..." مسٹر شیڈ بولٹ نے کہنا شروع کیا

"ارر... کہیں تم نے ایسی گستاخانہ حرکت کی تو نہیں ہے؟" فرانسیسی عورت نے پرخوف انداز سے پوچھا

"بالکل نہیں میڈم بالکل نہیں" شیڈ بولٹ نے جواب دیا "اور اسکی ضرورت بھی کیا تھی۔ وہ لڑکی تو خود ہی مردوں سے پیار کرنے کو تیار رہتی ہے..."

"اُف! کیا سچ مچ تم نے اس سے بے تکلفی شروع کر دی؟" میڈم انجلیک نے گھبرا کر کہا "ایسی حرکت واقعی میں سخت قابل اعتراض ہے..."

"میڈم مہربانی سے اپنے صادق دوست۔ اور نمک خوار آدمی شیڈ بولٹ کی نسبت ایسی بدگمانی نہ کیجیے" مہمان نے کہا "میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا فقط یہ ہے کہ آپ کی خادمہ صورت ہی سے ایسی نظر آتی ہے جیسے مجھ ایسے بانکے سجیلے مرد سے پیار کرنے میں عار نہیں ہوگی... مگر چپ۔ چپ وہ آگئی"

اس وقت خادمہ لنچ کا سامان لے کر حاضر ہوئی۔ اور مسٹر شیڈ بولٹ نے اسے دیکھ کر سنجیدگی اختیار کرنے کی خاطر کچھ اس طرح منہ سکیڑ لیا جس سے عجیب مضحکہ خیز صورت بن گئی۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ میڈم انجلیک اور بین پر اس غیر معمولی ثقاہت کا اثر معلوم کرنے کے لیے ان کی طرف بھی نظروں سے

دیکھ لیتا تھا۔ آخر جب خادمہ سامان رکھ کر چلی گئی تو مسٹر شیڈبولٹ نے پہلے اس معانی خیز سکوت کی تلافی ایک طویل قہقہے سے کی۔ اس کے بعد میڈم اینجلیک کی اجازت کے بغیر ہی چوچہ مرغ اور سڈیرا شراب نوش کرنے میں مشغول ہو گیا کھانا کھاتے ہوئے اس نے کہا "میڈم عزت کی زندگی بسر کرنے کے متعلق آپ کا فیصلہ ہر طرح مبارک ہے واقعی زندگی کے بعض طبقوں میں اس نمائش کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا۔ اس بنیا ری کو دیکھئے جس کے ہاں سے آپ کا سودا آتا ہے۔ یہ شخص ہفتہ بھر کھانڈ میں ریت ملاتے ہیں بیتی۔ قہوہ میں راکھ اور آرارٹ میں پسی ہوئی ہڈیاں ملا کر بیچتا ہے۔ مگر چونکہ ہر اتوار کو باقاعدہ گرجا جاتا ہے۔ اس لئے ہر جگہ معزز کہلاتا ہے۔ یہی حال اوروں کا سمجھ لیجیئے۔"

"سچ ہے" میڈم اینجلیک نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں ایک بات ضرور یاد رکھئے گا" شیڈبولٹ نے کھانا کھاتے ہوئے کہا "بیس پونڈ کا نوٹ کبھی کبھی کسی مشنری سوسائٹی کو بھی بھیجئے مثلاً اس انجمن کو جس سے ہمارے قابل قدر دوست جوکر کا تعلق ہے..."

"خیر میں ایسی بے وقوف نہیں ہوں۔ کہ ان باتوں کو حصول عزت کا ذریعہ سمجھوں" میڈم اینجلیک نے جواب دیا "میں ان مضحکہ خیز کارروائیوں کے بغیر ہی ان نواحات میں عزت حاصل کرنے کی کوشش کروں گی مگر میں یہ کہنا چاہتی تھی..."

"کہیئے میڈم جو آپ کا جی چاہے کہیئے" شیڈبولٹ نے قطع کلام کر کے کہا "البتہ یہ نہ کہیئے کہ سڈیرا کی بوتل کو ختم کئے بغیر چھوڑ دو۔"

"نہیں۔ میں فقط یہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ شخص کپتان کارٹ رائٹ جسے تم میرے پاس لائے تھے اور جس نے ان لڑکیوں کے معاملہ کو اس خوش اسلوبی سے طے کیا۔ وہ حقیقت میں کون ہے اور کیا کام کرتا ہے"

"وہ شخص کسی زمانہ میں فوج کا کپتان تھا" شیڈبولٹ نے جواب دیا۔ "مگر بعد ازاں اپنا فوجی رتبہ بیچ کر سب روپیہ خرچ کر ڈالا۔ اور آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ اس طرح کی زندگی بسر کرنے کے بعد وہ پیرس چلا گیا۔ مگر وہاں عدم ادائے قرضہ کے جرم میں قید ہوا۔ اسکے بعد پھر لندن آیا اور یہاں سرکاری جاسوس بن گیا..."

"سرکاری جاسوس!" میڈم اینجلیک نے از حیرت سے کہا۔ "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔"

"میڈم میرا مطلب صاف ہے" شیڈبولٹ نے جواب دیا۔ "اگر آپ اخبارات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا۔ ہر سال بیس یا تیس ہزار پونڈ... افسوس صحیح رقم مجھے یاد نہیں... سرکاری جاسوسوں کے خرچ کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو مزدور طبقہ کے سیاسی جلسوں میں شامل ہو کر سب باتیں معلوم کرتے ہیں۔ ان کا معمول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی تقریر میں سخت لفظ کہتا یا معنویانہ کلمہ استعمال کرتا

ہے۔ تو نتیجے دور رس کے چیز دیتے ہیں۔۔۔"

"تمہاری باتیں بعید از قیاس معلوم ہوتی ہیں۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔

"حالانکہ بالکل صحیح ہیں" مسٹر شیڈ بولٹ نے جواب دیا "بات یہ ہے کہ گورنمنٹ مزدور طبقہ کے جلسوں کو اس وجہ سے خاص نگت دینا چاہتی ہے۔ کہ اس طرح متوسط الحال لوگ ان کی مفروضہ سرکشی سے ڈر کر امیروں کی اور زیادہ حمایت کرنے لگتے ہیں۔"

"آہ میں اب سمجھی۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "مگر یہ شخص کارٹ رائٹ جس کا ہم ذکر کر رہے تھے۔۔۔"

"کسی وجہ سے اس ملازمت سے بھی علیحدہ ہو گیا" شیڈ بولٹ نے کہا۔ "غالباً اصلی وجہ یہ تھی کہ اس نے ایک سیاسی مقدمہ میں بعض خاص باتیں بیان کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس پر اسکو ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ اور اس نے پھر وہی آزادانہ زندگی بسر کرنی شروع کی۔ اس سلسلہ میں وہ کام جو ہم نے اس کے سپرد کیا تھا۔ اس کے لئے غیر معمولی نفع بخش ثابت ہوا۔"

اس گفتگو کے ساتھ ساتھ لنچ کا دور جاری تھا۔ اثنائے طعام میں میڈم اینجلیک نے بھی پرانی ڈبل سٹرانگ کے تین چار گلاس پی لئے۔ تو وہ نفرت جو اسے شیڈ بولٹ کی ذات سے تھی۔ بتدریج کم ہونے لگی اور یہ خیال مضبوط ہوا۔ کہ گو میرے پاس کافی دولت موجود ہے۔ تاہم اگر اسے ترقی دینا ممکن ہو۔ تو ایسے موقعہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ اتفاق سے ایسا آدمی جو اس کام میں مدد دے سکتا ہے۔ سامنے حاضر تھا کیوں نہ اس کی خدمات سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ ایک آدھ گلاس اور پی کر اس نے کہا "مسٹر شیڈ بولٹ سارے پہلو سوچ کر میں نے آخر تمہاری تجویز پر عمل کرنے کا ہی فیصلہ کیا ہے۔"

"یہ میں پہلے ہی جانتا تھا۔ کہ آپ میری تجویز نامنظور نہ کریں گی" شخص مذکور نے جو سامان اکل و شرب پر غیر معمولی تیزی سے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ جواب دیا "میری رائے میں اب یہ کام جس قدر جلد شروع ہو بہتر ہے"

میڈم اینجلیک تھوڑی دیر چپ چاپ کچھ سوچتی رہی۔ اپنے دل میں اس نے کئی عورتوں کے نام سوچے۔ اور آخر کار ایک نام کو یاد کر کے بہت خوش ہوئی۔

چنانچہ کہنے لگی "واقعی یہ طریقہ خوب ہو گا۔ میں ایک خاتون کے نام رقعہ لکھ دیتی ہوں تم اسے کب لے جا سکو گے؟"

"مگر وہ عورت کون ہے؟" مسٹر شیڈ بولٹ نے پوچھا۔

میڈم اینجلیک نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور کھڑکی کے پاس نوشت کی میز پر بیٹھ کر ایک خط لکھنے لگی خط لکھ کر پہلے تہہ کیا۔ پھر اسے لفافہ میں بند کر کے مہر لگائی۔ اور پتہ لکھ کر کہنے لگی۔ "مسٹر شیڈ بولٹ اگر اتنی شراب پینے کے بعد تمہارے حواس میں فرق نہیں آیا۔ اور تم خیال کرتے ہو کہ اس کام کو خوش اسلوبی سے کر سکو گے۔ تو ابھی شروع کر دو۔ بہم پل یہاں سے پاس ہی ہے۔ اور تم ڈاک کی گاڑی میں سوار ہو کر

وہاں جا سکتے ہو۔"

"میں ہی جاتا ہوں۔" سٹیڈبولٹ نے جو اس کام کے لیے پہلے ہی بیتاب تھا کہا۔ "رہا یہ سوال کہ میں اس وقت اس کام کو کر سکوں گا یا نہیں۔ تو میڈم میں تو جتنی زیادہ شراب پی لوں اتنا ہی کسی کام کو بہتر کر سکتا ہوں"

یہ کہہ کر اس نے میڈم اینجلیک کے ہاتھ سے خط لیا۔ اور اس کا سرنامہ پڑھنے لگا۔

پتہ پڑھ کر اس نے کہا۔ "لیڈی انسٹیشیا لیتھم... میڈم آپ کا خط کتنا پیارا ہے۔ مجھے آپ نے اس ساتھ کو کس خوبی سے تہ کیا ہے۔ کاغذ بھی رنگین اور بالکل صاف ہے ایسے شریف آدمی کے ہاتھ جیسا ایکانار آتنگ سٹیڈبولٹ ہے اسی شان کا رقعہ بھیجا جانا چاہیے۔"

یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ سر پر ٹوپی کج رکھی میز سے اٹھا کر شراب کا ایک گلاس اور پیا پھر فاخرانہ انداز سے چلتا وہاں سے رخصت ہوا۔

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ میڈم اینجلیک اب تک شبخوابی کا لباس پہنے فرانسیسی اخبار اوفیشل کی کتابیں دیکھ رہی تھی۔ مسٹر سٹیڈبولٹ کے چلے جانے پر اس نے تھوڑی دیر اور یہ شغل جاری رکھا۔ پھر گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔ مگر کسی وجہ سے گاڑی وقت پر تیار نہ ہو سکی۔ چنانچہ وہ لباس پہن کر تیار ہو گئی۔ تو گاڑی ابھی تک دروازہ پر نہ آئی تھی۔ وقت گذارنے کے لیے وہ باغ کی سیر کرنے لگی۔ باغ کی روش پر چلتے ہوئے اس نے دیکھا۔ ایک آدمی جو لباس سے کسی جہاز کا خلاصی معلوم ہوتا تھا۔ باہر سڑک پر آہستہ آہستہ چل رہا ہے۔

عین اس وقت ایک کھلی گاڑی جس میں عورتیں سوار تھیں۔ تھوڑے فاصلہ سے کوٹھی کی طرف آتی نظر آئی میڈم اینجلیک کی تیز آنکھ نے فوراً دیکھ لیا۔ کہ یہ اس گھر کی عورتیں ہیں جن کیلئے گرجا میں ایک نشست اس کی نشست کے عین پاس مخصوص رکھی گئی ہے۔ کسی وجہ سے میڈم اینجلیک کی اس خاندان سے اب تک بے تکلفی نہ ہوئی تھی۔ بہرحال وہ اس سے راہ و رسم پیدا کرنے کی خواہشمند تھی۔ ان حالات میں اس نے سوچا کہ اظہار فیاضی کا یہ موقعہ بہت اچھا ہے۔ کیونکہ اس وقت ثابت کیا جا سکتا ہے کہ میں اپنی دولت کو غربا کی بہتری پر صرف کرنے سے دریغ نہیں کرتی۔ پس پھاٹک کے پاس جا کر اس نے خلاصی کو ہاتھ کے اشارہ سے بلایا۔ اور ساتھ ہی اپنا بٹوہ نکال لیا۔

"غریب آدمی تم مبتلائے مصیبت معلوم ہوتے ہو۔" اس نے انگریزی میں اس سے کہا۔ اور پھاٹک کے اندر سے نصف کراؤن کا ایک سکہ عین اس وقت پیش کیا۔ جب وہ گاڑی جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ پاس سے گذر رہی تھی۔ خلاصی نے سر کو حرکت دے کر شکریہ ادا کیا۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہا۔ اس پر میڈم اینجلیک نے اسے فرانسیسی میں مخاطب کیا۔ مگر اس نے پھر بھی سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ نصف کراؤن سکہ اس نے اسے دے دیا۔ مگر ایسا کرتے ہوئے اس کی صورت کو غور سے دیکھا تو خیال آیا۔ کہ ایسا خوفناک

شیطانی چہرہ اس سے پہلے بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔ رخصت کراؤں تیار ہوں شخص نے جھک کر بعد اسلام کیا اس کے بعد پھر اپنی راہ پر چلنے لگا۔ اتنے میں گاڑی تیار ہو کر آ گئی تھی۔ میڈم اینجلیک اس پر سوار ہو کر ہوا خوری کیلئے روانہ ہوئی مگر تھوڑی ہی دور گئی تھی۔ کہ ایک سوار گھوڑا دوڑاتا گاڑی کے پاس سے گذرا۔ میڈم اینجلیک نے پہچانا یہ ڈیوک آف مارچ مونٹ تھا۔ گو خود ڈیوک نے معلوم نہیں کیا کہ اس گاڑی میں میڈم اینجلیک سوار ہے۔ اس کے ساتھ سائیس وغیرہ کی قسم سے کوئی ذی موجود نہ تھا۔ اس سے میڈم اینجلیک نے سوچا کہ شاید آپ کسی ہی شرارت پر تلے ہوئے ہیں۔ ورنہ یوں اکیلے نہ ہوتے۔ ضرور آپ کو کسی ایسی حسینہ کی تلاش ہے۔ جو ایسے معاملوں میں اُس میری امداد بارہا یاد آئے گی۔ اور ایک آپ کیا بہت سے رئیس مجھے یاد کیا کریں گے۔

قریباً تین میل آتے ہی گاڑی ایک تنگ گلی میں جو شہر کے پیچھے میں واقع تھی۔ داخل ہوئی۔ کیونکہ اس راہ سے گول چکر کاٹ کر دوبارہ کوٹھی میں پہنچ جانے کا ارادہ تھا۔ جس وقت گاڑی اس گلی سے گذر رہی تھی۔ میڈم اینجلیک نے پھر اس غلامی کو جسے اس نے خیرات دی تھی۔ ایک چھتنارے درخت کے سایہ میں کھڑے ہو کر ایک سوار سے گفتگو کرتے دیکھا۔ اور اس نے معلوم کیا۔ کہ یہ ڈیوک آف مارچ مونٹ تھا۔

فرانسیسی عورت کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی۔ اس میں شک نہیں گاڑی کے اندر رہ کر اس پر وہ محتاج اور ڈیوک دونوں کی نظروں سے محفوظ تھی۔ پھر بھی پاس سے گذرتے ہوئے اس نے غلامی کو ڈیوک سے کچھ الفاظ کہتے سن لیا۔ اگرچہ کھڑکھڑاہٹ کی وجہ سے وہ یہ معلوم نہ کر سکی۔ کہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس کے علاوہ حیرت کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ کل میں نے اس شخص سے انگریزی اور فرانسیسی دونوں زبانوں میں گفتگو کی کوشش کی۔ مگر وہ ایک کو نہ سمجھا اور اب ڈیوک آف مارچ مونٹ سے بڑی سرگرمی سے گفتگو کر رہا ہے۔ خیال آیا۔ کیا ڈیوک اس سے ازراہ فیاضی باتیں کرتا ہے۔ یا اسے کوئی خاص مقصد درپیش ہے؟ کیا وہ شخص تفریح کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر ادھر آ نکلا تھا۔ اور اس شخص سے اسکی ملاقات ویسی ہی اتفاقی ہے۔ جیسے کسی معمولی فقیر سے ہو سکتی ہے۔ یا اسکی تہہ میں کوئی خاص بات مخفی ہے۔ میڈم اینجلیک ان سوالوں پر کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکی۔ اس لئے پھر سوچنے لگی کہ آخر کیا معاملہ ہے؟ اسکے دل میں کئی ایک خیالات پیدا ہوئے بہتیرے قیاسات اس نے قائم کئے مگر ان کی تصدیق کا کوئی ذریعہ نظر نہ آیا۔

جس وقت یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ تو شام کے پانچ بجے تھے۔ سیر تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ اور کوٹھی تھوڑے فاصلہ پر رہ گئی تھی۔ میڈم اینجلیک کی گاڑی اس مقام پر پہنچ چکی تھی۔ جہاں سے گلی بعجرت شاہراہ میں مل جاتی تھی کہ دفعتاً پس پشت ایک گھوڑے کے سرپٹ دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ دیکھتے دیکھتے ایک گھوڑا جس پر کوئی آدمی سوار نہ تھا۔ بھاگتا ہوا گاڑی سے آگے نکل گیا۔ وہ اسی سمت سے آیا تھا۔ جہاں ڈیوک اور غلامی دونوں درخت کے سایہ میں کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ کچھ اس واقعہ اور کچھ گھوڑے کی شباہت سے اس نے پہچانا۔ کہ یہ ڈیوک کی سواری کا گھوڑا ہے۔

گاڑیبان نے فوراً گاڑی روک لی۔ اور نوکر جو باہر بیٹھا ہوا تھا کھڑکی کے پاس جا کر میڈم اینجلیک سے کہنے لگا "میڈم معلوم ہوتا ہے۔ کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ میرے خیال میں گھوڑا انہی صاحب کا ہے جن کو ہم نے گلی میں کھڑے دیکھا تھا"
"یہی میرا بھی خیال ہے۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "اس لئے واپس چلو۔ ممکن ہے سوار گر گیا ہو اور اسے چوٹ آئی ہو"
اس اثنا میں میڈم اینجلیک کو یقین ہو چکا تھا۔ کہ ڈیوک آف نارتھ مونٹ اس مکروہ صورت خلاصی سے کسی ایسے معاملہ پر جس کا راز وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ گفتگو کر رہا تھا۔ اس لئے نوکروں کے سامنے نہ تو اس کا رتبہ ظاہر کیا اور نہ اس سے اپنی سابقہ واقفیت ہی بیان کی۔ گاڑی اس عرصہ میں گلی سے نکل کر کھلی سڑک پر آگئی تھی۔ اس لئے واپس جانے میں اسے کچھ دیر لگ گئی۔ مگر تھوڑی دیر میں وہ تیزی رفتار کے ساتھ پھر اس مقام کی طرف جا رہی تھی۔ جہاں ڈیوک اور خلاصی باتیں کر رہے تھے۔ گاڑی کے اندر میڈم اینجلیک اور باہر دونوں نوکر سڑک کے دونوں جانب دیکھ رہے تھے۔ کہ سوار کہاں گرا ہے۔ یکایک نوکروں کے منہ سے خوف کی آوازیں نکلیں۔ اور گاڑی اس مقام پر تھم گئی۔ جہاں فرانسیسی عورت نے ڈیوک اور اس کے پُراسرار ملاقاتی کو دیکھا تھا۔

ڈیوک آف نارتھ مونٹ اس پھاٹک کے پاس جس کے سہارے خلاصی کھڑا تھا فرش زمین پر پڑا تھا۔ گاڑی رکتے ہی دونوں نوکر نیچے اتر آئے۔ اور میڈم اینجلیک بھی کھڑکی کھول کر باہر نکلی۔ پہلے خیال ہوا۔ کہ شاید ڈیوک مر گیا ہے۔ لیکن بغور دیکھا تو وہ فقط بیہوش تھا۔

نوکروں میں سے ایک نے اس کی کنپٹی پر گہرا زخم دیکھا تو کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے کسی نے بھاری ڈنڈے سے وار کیا ہے"
"تمہارا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے" گاڑیبان نے جو پاس کھڑا تھا کہا "یہی وہ مقام ہے جہاں ان میں باتیں ہو رہی تھیں۔ میرا گمان ہے۔ اس بدمعاش خلاصی نے اس بردشریف کو گھوڑے سے گرا دیا۔ کیونکہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ گھوڑا بے وجہ سوار کو خود بخود زمین پر گرا دیتا۔"

"اچھا تم اسے گاڑی میں رکھ دو۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "اس جگہ ہمارے پاس اسے ہوش میں لانے کا سامان نہیں ہے۔ چلو مکان پر لے چلیں۔"

"لیکن میڈم اس بدمعاش خلاصی کا جس نے وار کیا ہے۔ کیا ہوگا؟" نوکر نے پوچھا۔
"اس وقت اس کے متعلق کیا کیا جا سکتا ہے؟" میڈم اینجلیک نے کہا "میرا خیال ہے وہ اب تک بہت دور نکل گیا ہوگا۔ اس کے علاوہ ہمیں سب سے پہلے اس آدمی کی نگہداشت کرنی چاہئے"
"آدمی صاحب عزت معلوم ہوتا ہے۔" نوکر نے گاڑیبان کے ساتھ مل کر ڈیوک کو جو ابتک بیہوش تھا۔ گاڑی تک پہنچاتے ہوئے کہا۔
میڈم اینجلیک گاڑی کے اندر اس طرح بیٹھ گئی کہ ڈیوک کے سر کو بخوبی سہارا دے سکتی تھی۔ اس کے بعد کہنے لگی "اب جتنا جلد ممکن ہے۔ گھر چلو۔"

نوکر گاڑی پر بیٹھ گئے۔ اور چونکہ گلی کا یہ حصہ اتنا فراخ تھا۔ کہ گاڑی کو بآسانی گھمایا جا سکتا تھا۔ اس لئے اس کا رخ بدلنے میں کسی طرح کی دقت نہ ہوئی۔ رستہ میں میڈم اینجلیک ڈیوک کو رومال سے ہوا دیتی رہی۔ رفتہ رفتہ ڈیوک کی چھاتی حرکت کرنے لگی۔ ایک دو بار اس نے ہلکی سی جنبش کی۔ پھر تیز تشنجی حرکات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دم رک رک کر گھبرا آتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ پھیپھڑے دوبارہ اپنا عمل جاری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے ڈیوک نے آنکھیں بھی کھولیں۔ پھر ان کو فوراً ہی بند کر لیا۔ اب تک وہ اس بات سے بالکل بے خبر تھا۔ کہ میں کہاں ہوں اور میرے پاس کون ہے

اس کے تھوڑی دیر بعد اس کے ہونٹوں نے حرکت کی۔ اور منہ سے شکستہ الفاظ بھی نکلے مگر بے جوڑ اور مہمل صرف ایک با معنی لفظ کبھی کبھی اس کے منہ سے نکل جاتا تھا۔ اور یہ اسکے گمشدہ بھائی برٹرام کا نام تھا۔ میڈم اینجلیک پوری توجہ سے اسکے الفاظ سنتی اور ان کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتی رہی کسی نامعلوم وجہ سے اس کے دل میں یہ مبہم خیال جاگزین ہو چکا تھا۔ کہ ڈیوک کوئی اہم راز ظاہر کر رہا ہے پس وہ نظر جمائے ڈیوک کے چہرے کو بغور دیکھتی رہی۔ اسکی رنگت اب تک زرد تھی۔ آنکھیں پھر بند ہو گئی تھیں۔ اور زخم کی نوعیت سے معلوم ہوتا تھا کہ مضبوط ڈنڈے سے بڑے زور کا وار کیا گیا ہے۔ اور غالباً اسی کے اثر سے بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا ہے۔ اتنے میں ڈیوک کے لب پھر متحرک ہوئے اور اس کے منہ سے کچھ الفاظ بھی نکلے۔ لیکن گو اس کی تقریر بدستور بے جوڑ تھی۔ تاہم الفاظ واضح اور با معنی تھے۔ میڈم اینجلیک انہیں سن کر چونک گئی۔ اس پر حیرت، اضطراب اور خوف کا احساس غالب ہوا اور ان باتوں نے اسکے چہرہ پر سختی پیدا کر دی۔ اب وہ دم روک کر ڈیوک کے الفاظ کو بغور سننے کی کوشش کر رہی تھی

اتنے میں ڈیوک کچھ بولا اور اس کے جسم میں وہ آثار تشنج نمودار ہوئے جو گہری بیہوشی کے خاتمہ پر عموماً ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا تھا جسمانی تکلیف کے علاوہ شدید ذہنی تکلیف بھی محسوس کر رہا ہے۔ اس دوگونہ تکلیف کے اثر سے ڈیوک بے خبری میں عجیب سی اور غیر مربوط الفاظ کہہ رہا تھا مگر میڈم اینجلیک انہی کو سن کر تصویر بنی جا رہی تھی

اب گاڑی گلی کے سرے پر پہنچ گئی اور معلوم ہوا کہ بعض آدمیوں نے ڈیوک کا گھوڑا پکڑ لیا ہے۔ نوکر نے گاڑی پر سے ان لوگوں کو آواز دی کہ گھوڑا اسلئے مکان کی طرف لے چلو۔ اور گاڑی بدستور چلتی رہی۔ ڈیوک اب رفتہ رفتہ ہوش میں آ رہا تھا۔ حتے کہ جس وقت گاڑی میڈم اینجلیک کی کوٹھی کے پاس پہنچی۔ تو وہ سیدھا بیٹھ کر یہ سوچنے کے قابل ہو گیا۔ کہ میں کہاں ہوں؟ ہر چند اس نے میڈم اینجلیک کو اب تک نہیں پہچانا تھا۔ تاہم حواس کا اختلال رفع ہو چکا تھا۔

اس عرصہ میں فرانسیسی عورت نے سکون کامل اختیار کر لیا تھا۔ پھر بھی اگر ڈیوک پوری طرح ہوش میں ہوتا۔ تو ضرور معلوم کرتا کہ میڈم اینجلیک کے ظاہری سکون کی تہ میں حیرت و خوف کے آثار موجود ہیں۔ کیونکہ وہ ڈیوک کے ایک خوفناک راز سے آگاہ ہو چکی تھی جس نے اس کی طبیعت میں

غیر معمولی جوش و اضطراب پیدا کر دیتی ہے اور وہ معقول کی اندر ان اثرات کو کم کرنے پر دوا میں پہنچانے کی کوشش کر رہی تھی۔ تاہم پوری طرح کامیاب ہونا مشکل تھا۔ آخر جب گاڑی کوٹھی کے دروازہ پر ٹھہر گئی تو ڈیوک نے میڈم اینجلیک کو پہچانا۔ اور اس کی قوت دماغ بحال ہونے لگی۔

گاڑی ٹھہر گئی۔ تو نوکر نے ڈیوک کو سہارا دے کر اتارا۔ اور وہ اس کے ساتھ چلتا کمرہ نشست میں داخل ہوا۔ جس شخص نے ڈیوک کا گھوڑا پکڑا تھا اسے معقول انعام دے کر رخصت کیا گیا اور گھوڑا اصطبل میں باندھ دیا گیا۔ ڈیوک کو ایک صوفے پر لٹا کر محرکات استعمال کرائے گئے۔ آخر جب اسے پوری طرح ہوش آ گیا۔ تو میڈم اینجلیک نے آواز دبا کر اس سے کہا۔ "اگر آپ چاہیں۔ تو آپ کا نام اور رتبہ ظاہر نہ کیا جائے" ڈیوک نے اشارہ سے اس خیال کی تائید کی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد میڈم اینجلیک نے نوکر اور خادمہ کو اس بہانہ سے رخصت کر دیا کہ اب انہیں پوری طرح ہوش آ رہا ہے۔

نوکروں کے چلے جانے پر جب اس کمرہ میں فقط ڈیوک اور میڈم اینجلیک رہ گئے۔ تو فرانسیسی عورت نے کہا "جس خلاصی سے آپ گفتگو کر رہے تھے۔ اسے میں نے بھی کچھ خیرات دی تھی۔ گو کسی نامعلوم وجہ سے اس نے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ بعد ازاں میں نے گاڑی میں بیٹھے ہوئے اسے آپ سے باتیں کرتے دیکھا۔ دفعتاً آپ کا گھوڑا بدکا اور دوڑتا ہوا گاڑی کے پاس سے نکل گیا۔ اس سے میرے دل کو تشویش ہوئی۔ میں نے گاڑی پھیر لی۔ اور واپس گئی تو آپ کو بیہوش پڑے دیکھا۔"

یہ سب باتیں میڈم اینجلیک نے ڈیوک سے مفصل بیان کیں۔ مگر ان الفاظ کے متعلق جو ڈیوک نے بیہوشی میں کہے تھے۔ اشارہ تک نہ کیا۔

ڈیوک نے میڈم اینجلیک کا اس عنایت کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور کہا "آپ نے بڑی دور اندیشی کی تدبیر کی۔ شخصیت کو نوکروں سے چھپائے رکھا۔" پھر کہا "میں نے اس شخص کو خیرات دینے کے لئے بٹوہ نکالا ہی تھا۔ کہ اس نے اچانک مجھ پر زور کا وار کیا جس سے میں فرش زمین پر گر گیا۔ اس کے بعد کا حال مجھے یاد نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ میں نے اپنے آپ کو گاڑی میں آپ کے پاس بیٹھے دیکھا معلوم ہوتا ہے وہ بدمعاش میرا بٹوہ لے گیا۔ انگوٹھیاں سب کچھ لے اڑا۔۔۔"

"میرا پہلے ہی گمان تھا کہ وہ کوئی چور ہے۔ بعد ازاں جب گاڑی میں آپ کی حالت دیکھی تو اور زیادہ یقین ہو گیا۔ لیکن مائی لارڈ وہ شخص جس سے آپ باتیں کر رہے تھے۔ عجیب وضع کا آدمی تھا۔ اس کی تو صورت ہی سے شیطنت ظاہر ہوتی تھی۔۔۔"

"شاید ہو" ڈیوک نے لاپروائی سے کہا۔ اور پھر بات ٹال کر کہنے لگا۔ "آپ کا نیا مکان بہت خوشنما ہے۔ میرا ارادہ کسی روز یہاں آ کر آپ سے ملنے کا تھا۔ مگر افسوس کہ آپ کا پتہ معلوم نہ ہو سکا۔ اب بھی اس بات کا علم نہ تھا۔ کہ آپ کی گاڑی میرے عین پاس گذر رہی ہے۔"

میڈم اینجلیک نے جان لیا۔ کہ ڈیوک کسی وجہ سے اس غلطی کی نسبت ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے اس ذکر کو فوراً ترک کر دیا۔ بعض باتیں اور بھی تھیں جن کے متعلق وہ گفتگو کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس نے قصداً گریز کیا۔ مثلاً اگر وہ چاہتی تو یہ شک ظاہر کر سکتی تھی۔ کہ بینبرداٹو کی واردات میں حضور کا بھی ہاتھ تھا۔ مگر اس نے سمجھا کہ ان باتوں پر بحث کرنا بے سود ہے۔ علاوہ بریں اپنا سابقہ پیشہ ترک کرتے ہوئے وہ اس بات کا قصد مصمم کر چکی تھی۔ کہ آئندہ ان خوفناک سازشوں اور شاطرانہ چالوں سے بالکل بے تعلق رہوں گی جن میں کچھ عرصہ بیشتر ڈیوک نے اسے حصہ لینے پر مجبور کیا تھا۔ پس سارے بہانے تسلیم کر کے وہ چپ ہی رہی۔

"میں نہیں چاہتا۔ آج کا واقعہ کسی دوسرے پر ظاہر ہو" ڈیوک نے آخر کار کہا۔ "ایسی حالتوں میں پولیس کی دخل اندازی بسا اوقات موجب تکلیف اور بے سود ہوتی ہے"

"اطمینان رکھئے میں اس بارہ میں بالکل خاموش رہوں گی" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "اور نوکروں سے بھی کہہ دوں گی کہ آپ مسٹر کینڈش یا مسٹر فشر ہربرٹ نام کے کوئی صاحب تھے میں کہوں گی آپ چونکہ انگلستان سے براعظم یورپ کی طرف جا رہے تھے۔ اس لئے حملہ آور کی تلاش کی دردسری پسند نہیں کی۔"

ڈیوک نے میڈم اینجلیک کا پھر ایک بار شکریہ ادا کیا اور مسٹر کینڈش کے نام سے کھانا بھی وہیں کھایا۔ رات کے نو بجے تک وہ اس قابل ہو گیا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بخوبی سفر کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس وقت وہاں سے رخصت ہو کر اپنے محل واقع بلگریو سکوائر میں چلا گیا۔

باب ۱۲۰

حسین امیر زادی

سہن ہو۔ بیدل اور خوشنما عمارت میں تبدیل ہوتا ہے۔ جو مضافات لندن کے مقام بلہم میں واقع تھی۔ آبادی کا یہ حصہ چونکہ شہر مقامات کے بالکل پاس واقع ہے۔ اس لئے کچھ عرصہ سے فیشنیں

طبقہ کے لوگ اس میں بکثرت آباد ہو رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب یہ مقام بھی رونق کے اعتبار سے کلیپہم کا مقابلہ کرنے لگے گا۔

یوڈر ہوس یعنی وہ عمارت جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ ایک سرسبز و شاداب قطعہ زمین میں بنی ہوئی تھی۔ اور گو نئی آبادی کی وجہ سے آس پاس کے درختوں میں وہ شان و شکوہ پیدا نہ ہوئی تھی۔ جسے خوشگوار منظر کی جان سمجھا جاتا ہے۔ پھر بھی عمارت کے گرداگرد کھلی ہوا۔ ابھی پودوں کا چھوٹا سا سبزہ کا لہلہانا اور بہتے ہوئے پانی کا لہرانا غور میں نظر دینے کے لیے کافی کشش رکھتا تھا۔ فی الحقیقت یہ جاننا ذرا مشکل نہ تھا کہ اس پرفضا عمارت کے مالک سر فریڈرک لیپھم نے مکان اور خانہ باغ کو دلکش بنانے میں اخراجات کے لحاظ سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ موصوف کی عمر ۵۰ سال کے قریب تھی اور وہ شہر لندن کی ایک مالدار کوٹھی کا حصہ دار اور بجائے خود نہایت متمول تھا۔ اس کے خاندان نے مختلف اوقات میں مالی اعتبار سے اعلیٰ سرکاری خدمات سرانجام دی تھیں جن کے صلہ میں اس گھرانے کے رکن اعظم کو لارڈ اور رکن اصغر کو بیرونٹ کا خطاب عطا ہوا اور یہ آخری اعزاز سر فریڈرک لیپھم کو ورثہ میں ملا تھا۔

سر فریڈرک کی شادی کچھ عرصہ پیشتر ایک تباہ حال خاندانی امیر کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ اور چونکہ اس خاتون کو بھی خاص لیڈی کا اعزاز حاصل تھا۔ جیسا بعض اونچے طبقہ کے امرا کی اولاد کو ہوتا ہے۔ اس لئے شادی کے بعد بھی وہ اس کلمہ اعزاز کو ذاتی نام کے ساتھ استعمال کرتی تھی۔ اور یہی وجہ اس کے لیڈی انسٹیشیا لیپھم کہلانے کی تھی۔ اسکی عمر تقریباً ۲۱ سال اور حسن و جمال کی وہ ساری خوبیاں جو کسی عورت میں پائی جا سکتی ہیں اس کے اندر موجود تھیں۔ سیب کا سا شگفتہ رنگ بھرا ہوا بدن۔ دہن سینے اور لب بدرجہ انتہا نازک تھے۔ اس کے ساتھ جب بیان کیا جائے کہ اس کے چہرہ میں ایک عجیب دلکشی اور اداؤں میں ناقابل بیان نزاکت پائی جاتی تھی۔ تو اس ملکہ حسن و جمال کی خوبیوں کا قدرے قلیل اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ خط و خال موزوں۔ آنکھیں سرور انگیز۔ ناک ستوان اور پیشانی بقدر مناسب کشادہ جس سے اسکی دلفریب صورت حسن کا وہ صحیح معیار پیش کرتی تھی جسے یونان کے ماہر فن سنگتراشوں نے منتہائے کمال ظاہر کیا ہے۔ ایسے دلکش چہرہ پر خوشنما کان ابرو وہ شیریں ہنسی۔ متانت اور بھولاپن پیدا کرتے تھے۔ جیسے سچے خلوص و اخلاق کا منظر ہمیشہ ہوتا ہے۔ آنکھیں موٹی اور گہرے نیلے رنگ کی تیز یا برق پاش نہیں۔ بلکہ اپنے اندر وہ مستقل چمک رکھنے والی جسے حیا۔ شرافت اور خیالات کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ سب سے دلفریب لیڈی انسٹیشیا کا دہن شیریں تھا جس کی خوبیاں نہ صرف اسکی

ساخت بلکہ جبلت سے تعلق رکھتی تھیں۔ بالائی ہونٹ چھوٹا اور فرشتۂ عشق کی کمان سے ملتا ہوا انچلا پُر مگر اس کے باوجود جذبات بہیمیہ کا مظہر نہیں۔ بال گہرے بھورے رنگ کے اور اتنے گنجان۔ ایسے نرم اور اسقدر چمکیلے کہ یہ امر چنداں باعث حیرت نہیں تھا۔ کہ خاتون موصوف بالعموم ان کو گلہائے خوشرنگ یا جواہرات بیش قیمت سے آراستہ نہ کرتی۔ بلکہ اس خیال سے کہ ان کی اپنی خوشنمائی ہر قسم کی مصنوعی بناوٹ سے مستغنی ہے۔ انہیں معمولاً بشانہ بلورین پر اس طرح بکھرائے رکھتی تھی کہ وہ اسکی لمبی سپید گردن کو چادر کی طرح ڈھک لیتے تھے۔ قامت دراز اعضا متناسب اور سراپا میں وہ ساری خوبیاں جمع تھیں۔ جن کا تصور شاعر و سنگتراش اپنے کمالات میں بارہا کرتے ہیں۔ لباس سادہ اور حیا آمیز یعنی کسی حالت میں پوشاک کی تراش سے حسن سحر آگین کی نمائش منظور نہ ہوتی تھی۔ اور گو اس کے شوہر نے جواہرات اور زیور کی قسم سے بے شمار چیزیں تیار کرا رکھی تھیں تاہم وہ ان کے استعمال کی بہت کم عادی تھی۔

اتنا حال لیڈی اناسٹیشیا لیتھم کا بیان کرنے کے بعد چند الفاظ اس کے شوہر کے متعلق بھی ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ سر فریڈرک دراز قامت۔ گداز بدن مگر فربہ اندام نہیں۔ تیر کی طرح سیدھا اور اپنے اندر وہ تمکنت وہ وقار رکھتا تھا جسے بعض لوگ مزاج کی سرد مہری سے منسوب کرتے ہیں۔ آدمی ہر چند شکیل نہ تھا۔ تاہم وجاہت سے کافی حصہ رکھتا تھا۔ خط و خال موٹے۔ پیشانی غیر معمولی بلند اور فراخ اور بتدریج ڈھلوان ہو کر سر کے درمیانی حصہ سے ملی ہوئی تھی۔ بالوں کی رنگت تل چاولی مگر فرق سے پیشانی تک ان کی ہستی بالکل ہی نابود تھی۔ اور شاید اسی لئے اس کے انداز سے وہ بلند نظری ظاہر ہوتی تھی جسے وہ اپنے اطوار سے برقرار رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ نیلگوں آنکھیں گرمجوشی سے محروم۔ اپنے اندر وہ سرد مہری کا انداز رکھتی تھیں جسے حسابی طبیعتوں کا خاصہ تصور کیا جاتا ہے۔ اور ان کی حرکات مستقل اور تدریجی ہوتی تھیں۔ یعنی وہ تیزی یا بے چینی جو بے باک نگاہوں سے مخصوص سمجھی جاتی ہے۔ ان سے معدوم تھی باریک ہونٹوں کی ساخت کسی حد تک مزاج کی سختی ظاہر کرتی تھی۔ اور گو وہ اس زور سے بھینچے ہوئے نہ تھے جیسے ان لوگوں کے ہوتے ہیں جو ایک بات کا ارادہ کر کے کسی حال میں اس سے منحرف نہیں ہوتے تاہم وقت تکلم کے سوا وہ عام طور پر بہت کم کھلتے تھے۔ مختصر یہ کہ سر فریڈرک لیتھم گو ذہین۔ فریس۔ یا عاقل نہ تھا۔ تاہم اس کے بشرہ سے علم دنیاوی معلومات کی موجودگی بدرجہ اتم ظاہر ہوتی تھی اور چونکہ اس کی نگاہ اور صورت سے حزم و احتیاط۔ ہوشیاری اور ہوشمندی نمودار ہوتی تھی۔ اس لئے غیر ممکن تھا کہ کوئی اسے اپنے فریب کا شکار بنانے کی کوشش کرتا۔ اس کی شخصیت معلوم کرنے کے بغیر ہی ہر آدمی کہہ سکتا

تھا۔ کہ یہ ایک شخص ہے جو کسی کام کو بے سوچے سمجھے نہیں کرتا بلکہ ہر بات پر سکون دلجمعی سے غور کرنے کے بعد اسے زیر عمل لاتا ہے۔

سر فریڈرک مالدار ہونے کے باوجود حد سے زیادہ زر پرست تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ طامع حریص یا بخیل تھا۔ اور نہ یہی ہے کہ وہ آئندہ نسلوں کی فضول خرچی اور اسراف کے لئے روپیہ فراہم کرتا تھا۔ منشا فقط یہ ہے کہ عام دنیاداری اور حقوق کے حصول اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرنے کے لئے روپیہ کمانا اور جمع کرنا اس کا معیار ذہنی تھا۔ مجموعی طور پر اس کی زندگی خوشحالی اور خوش گذاری کا دلکش نمونہ تھی۔ نوکر چاکر گاڑی گھوڑے غرض سارے اسباب تنعم موجود تھے۔ رات دن جلسے اور دعوت بھی منعقد ہوتے رہتے تھے۔ مگر اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا جاتا تھا۔ کہ اخراجات کسی حال میں آمدنی سے نہ بڑھیں۔ کہ سال کے خاتمہ پر معقول رقم پس انداز ہو جائے۔ چونکہ اس شخص نے ادنے حیثیت سے ترقی کی تھی۔ اسلئے اپنی موجودہ عظمت وصولت پر اسکو بے حد فخر تھا۔ عام شہری اعزازات کی اسے چنداں پروا نہ تھی البتہ طبقہ امرا کی صحبت اور ان سے قریب تر رہنا پسند تھا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ اگر اتفاق سے اس کو لندن کا لارڈ میئر بنا دیا جاتا۔ تو وہ اس عہدہ کو ایک گھنٹہ کے لئے بھی قبول نہ کرتا۔ مگر جب اسے بیرونٹ کا خطاب دیا گیا تو اس عزت افزائی سے اس کا دماغ فلک ہفتم پر جا پہنچا۔ مگر اپنی خوشی کو اس نے دل ہی دل میں رکھا۔ ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اسی طرح اگر اس کو لندن کی آلڈرمینی پیش کی جاتی۔ تو وہ اسے باعث تحقیر سمجھتا۔ مگر جب اُسے علاقہ سرے کا آنریری مجسٹریٹ بنا دیا گیا۔ تو وہ اس اعزاز پر پھولا نہیں سماتا تھا۔ اسے فخر تھا کہ میرا نام انگلستان کے نامی ساہوکاروں میں شمار ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ گو اس کی کوشش حزم و احتیاط کے ساتھ قدم بقدم طبقہ امرا سے قریب تر ہونے کے لئے جاری رہتی تھی۔ تاہم وہ تملق یا چاپلوسی جو بعض لوگ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں۔ اس کی عادت میں داخل نہ تھی۔ یہ نہ جانئے وہ کسی امیر ابن امیر کی صحبت میں بھی نہیں جاتا تھا۔ اور جب ایسے جلسوں میں اس کی رسائی ہوتی۔ تو ہمیشہ اس وقار و تمکنت کا اظہار کرتا۔ گویا اس طبقہ خاص کا آدمی ہے۔ اور ایسی دعوت اس کے لئے مایہ ناز یا ذریعہ افتخار نہیں۔

ہر چند سر فریڈرک بیتھم بڑا دور اندیش پورا حسابی اور صحیح معنوں میں مرد دنیا دار تھا۔ تاہم یہ امر باعث حیرت تھا۔۔۔ اور یقین ہے کہ ناظرین کو بھی اس پر تعجب ہوگا۔۔۔ کہ مدت دراز تک کنوارا رہنے کے بعد آخر کار اس نے شادی کی تو ایسی خاتون سے جو عمر میں اس کی بیٹی ہونے کے لائق تھی اور یہ امر بھی کچھ کم باعث حیرت نہیں کہ لیڈی انسٹیشیا کو جو نہایت حسین خلیق اور سلیقہ مند امیر زادی

تھی - اور اسکی عمر حد شباب سے متجاوز نہ ہوئی تھی - اپنے ہی طبقہ میں کوئی اچھا بر نہ ملا اور وہ سر فریڈرک ایسے سن رسیدہ شخص سے شادی پر مجبور ہوئی - بات در اصل یہ ہے کہ اس کے والدین ارل اور کونٹس آف فورڈیچ نے اپنی ساری دولت فضول خرچی سے برباد کر دی تھی - انہی دنوں پاس جائداد بھی جو غرب الہند میں واقع تھی گھاٹا ہونے لگا - نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ زر و مال سے محروم صرف نام کے امیر رہ گئے - ناچار لیڈی انسٹیشیا کو ایک بے جہیز لڑکی کی حیثیت میں ایسا شوہر تلاش کرنا پڑا - جو کافی مالدار ہو اور اپنی دولت سے ان کی نکبت پر پردہ ڈال سکے - یوں طبقہ امرا میں بھی بہت سے مالدار ایسے تھے جو لیڈی انسٹیشیا سے جو دولت کے سوا ہر بات میں ان کے کھاوی تھی - شادی کرنے کو تیار ہو جاتے بہر حال کسی وجہ سے معاملہ ادھر طے نہ ہو سکا اور ایک دن ہر شخص کو نیشنل اخباروں میں یہ خبر پڑھ کر حیرت ہوئی کہ لنڈن کے نامی ساہوکار سر فریڈرک لیستھم کی نسبت ارل اور کونٹس آف فورڈیچ کی حسین وجمیل بیٹی انسٹیشیا سے ہو گئی ہے - اور ان کی رسم شادی عنقریب ادا ہو گی -

اس کے تھوڑا عرصہ بعد شادی کی رسم ادا ہوئی تو انسٹیشیا کی صورت یا عمل سے کسی رنج یا اضطراب کا اظہار نہیں ہوتا تھا - حاضرین میں سے کسی نے یہ معلوم نہیں کیا کہ وہ اس شادی پر مجبور یا رضامند ہوئی ہے - نہ یہی کہ وہ اپنا دل کسی برابر کے نوجوان کو دے چکی تھی - مگر اب حالات سے تنگ آکر اس کے جذبہ محبت کو کچلنے کی کوشش کر رہی ہے - اس کے چہرے سے کامل سکون واطمینان ظاہر ہوتا تھا - اور چونکہ خاتون انسٹیشیا بھولی اور متین لڑکی مکر و ریا کے نام تک سے ناآشنا تھی - اس لئے جاننے والے کہتے تھے کہ اس موقعہ پر کسی بناوٹ یا نمائش سے کام نہیں لیا گیا - پھر بھی جیسا تمام ایسی شادیوں کے موقعہ پر عموماً ہوا کرتا ہے - بہت لوگوں کو یہ کہنے کا بہانہ مل گیا کہ سر فریڈرک لیستھم نے خاندان فورڈیچ کو عموماً اور انسٹیشیا کے اکلوتے بھائی اوورنٹ ریاست وائیکونٹ رش برک کو خصوصاً بہت بڑی مالی امداد دی ہے - صحیح حالات کا علم تو عالم الغیب ہی کو ہو سکتا ہے - بہر حال عوام کے پاس اس بارہ میں نہ کوئی ثبوت نہ کسی طرح کی تفصیل موجود تھی - البتہ قیاساً سمجھا جاتا تھا کہ لیڈی انسٹیشیا کے والدین نے یہ شادی محض خانگی حالات کی مجبوری سے منظور کی ہے - اور خود اس نازنین کے احساسات کچھ بھی ہوں - اس میں شک نہیں سر فریڈرک لیستھم کی عظیم الشان دولت وہ قربان گاہ ہے جس پر اس کی راحتوں کو نثار کیا جا رہا ہے -

سر فریڈرک اور لیڈی انسٹیشیا کی شادی اس وقت سے جس کا حال لکھا جا رہا ہے قریباً دو سال پہلے ہو چکی تھی - بلیمہ پیلس کا عالیشان محل ان دنوں زیر تعمیر تھا - آخر جب شادی کے کئی ماہ

بعد کل ہوا۔ تو میاں بی بی اسی میں رہنے لگے۔ اور تبھی انہوں نے وہ عظیم و وسیع انتظامات کئے جو اس جگہ کی رونق تھے۔ اس شادی سے سر فریڈرک کی وہ امید خاص جو عرصہ دراز سے اس کے سینہ میں مخفی تھی۔ پوری ہو گئی۔ یعنی کسی نمایاں کوشش کے بغیر ملک کی بہترین مجالس میں شامل ہونے کا موقعہ مل گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک سر فریڈرک کی ذات کا تعلق تھا۔ اس نے یہ شادی محض اس لئے کی تھی کہ یہ دیرینہ آرزو پوری ہو۔ مگر چونکہ وہ اپنے جذبات و خواہشات پر پوری طرح قادر تھا۔ اس لئے اس کے دل کا صحیح حال کسی کو معلوم نہیں ہوا۔ رہا یہ سوال کہ اس نے ایسی کمسن عورت سے کیوں شادی کی؟ تو اس کی متعدد وجوہ تھیں۔ اول یہ کہ موقعہ ہی اس طرح کا پیش آیا۔ اور سر فریڈرک نے اسکو ہاتھ سے دینا نامناسب سمجھا۔ دوسرے یہ کہ اس نے خیال کیا۔ اگر ایک طرف لیڈی انسٹیشیا کے پاس حسن۔ شباب اور عالی نسبی کا اثاثہ ہے۔ تو مقابلہ میں میرے ہاں بھی تجربہ۔ پختہ مغزی اور دولت کی کمی نہیں۔ اس طرح بہ حیثیت مجموعی۔ ہم دونوں کی حالت مساوی ہے اور اگر انسٹیشیا میری عظیم الشان دولت کے مقابلہ میں اپنی خاندانی امارت کا جہیز لاتی ہے۔ تو یہ بات کسی طرح قابل اعتراض نہیں ہو سکتی۔ یہ تو اس شادی کی وجوہات خاص تھیں۔ مگر ان کے علاوہ ایک تیسری وجہ یہ تھی کہ انسان خواہ کتنا ہوشیار۔ بیدار مغز اور عاقبت اندیش ہو۔ شادی کا سوال پیش آئے تو سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اس وقت بدھو کی کمسنی اور بر کی کہن سالی نظر انداز ہو جاتی ہے۔ تمکنت اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ اختلاف سنی کو پیش نظر رکھا جائے۔ اور وقار کہتا ہے کہ تیرے اندر کوئی جوہر خاص موجود ہے۔ جو تجھے اس تعلق ازدواج کے قابل بناتا ہے۔ رہ گیا عشق تو سر فریڈرک لیتھم کے ایسے سرد مزاج آدمی ان باتوں کو ہمیشہ نظر حقارت سے دیکھتے اور اسے ایک ایسا مضمون سمجھتے ہیں۔ جس پر فقط شاعر و داستان گو ہی اظہار خیال کر سکتے ہیں۔ یا اسے ایسا تصور قرار دیتے ہیں جو کم عمر نوجوانوں اور کمسن لڑکیوں میں پایا جاتا ہے۔ مگر جس کا شادی کے اہم تر معاملہ پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔

خیر جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ لیڈی انسٹیشیا کی شادی کو دو سال گزر گئے۔ اور حالات سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی حالت سے غیر مطمئن نہیں ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ اُسے بچپن سے جانتے تھے۔ وہ یہ کہنے کو آمادہ ہو گئے۔ کہ لیڈی انسٹیشیا لیتھم ہر لحاظ سے خوش ہے۔ صحیح حالات کچھ بھی ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ ان دعوتی جلسوں میں جو آئے دن ٹیوڈر ہوس میں منعقد ہوتے تھے۔ وہ میزبان کے فرائض بڑے اخلاق اور خوشی سے ادا کرتی تھی۔ بسا اوقات۔ اس کے چہرہ

پر وہ دلکش جلا وسنہ نظر آتی تھی جسے تخیل اس فکر سے جو غمگینی سے جدا اور گرمیٔ محبت سے قریب تر ہو منسوب کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بہت لوگ اب یہ کہنے لگے تھے۔ کہ اس نے والدین کی منشا اور حالات پیش آمدہ سے مجبور ہو کر شادی کرنے کے بعد تسلیم و رضا کی خو ڈال لی ہے۔ اور اب اپنی حالت سے ہر طرح مطمئن ہے۔

شادی کے بعد دو سال گذر گئے۔ مگر سر فریڈرک کے گھر میں امیدواری نہ ہوئی۔ اس عرصہ میں سر فریڈرک نے کبھی اس بارہ میں افسوس بھی ظاہر نہیں کیا۔ کہ میری جائداد اور خطاب کا کوئی وارث نہیں ہے۔ شاید اپنے دل میں وہ اس کا رنج محسوس کرتا۔ مگر اس خیال سے زبان پر نہ لاتا ہو۔ کہ اضطراب و پریشانی کا اظہار مردانہ وقار سے بعید ہے۔ اس کی عادت تھی کہ خوشی کی مسرت اور غم کی افسردگی کسی حال میں ظاہر نہ ہونے دیتا۔ بلکہ ہمیشہ اس طرح کا سکون قائم رکھتا تھا۔ جسے کچھ لوگ سرد مہری سے منسوب کرتے تھے۔ مگر جس سے مجلسی اور کاروباری دنیا میں اسکو یکساں امداد و عزت ملتی تھی۔ پس عین ممکن ہے کہ وہ اولاد نہ ہونے پر دل میں شب و روز کڑھتا۔ مگر صورت سے اس رنج کو ظاہر نہ ہونے دیتا ہو۔

تمہید بڑھ گئی۔ مگر داستان کے اس حصہ کو جو یقین ہے کہ غیر معمولی دلچسپ ہوگا۔ جاری رکھنے سے پہلے چند باتیں اور بھی محتاج تفصیل نظر آتی ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ سر فریڈرک اور لیڈی انسٹیشیا کے تعلقات کیسے تھے؟ اس کا جواب سہل ہے۔ چونکہ فریقین میں وہ عاشقانہ محبت نہ تھی۔ جو شادی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اس لئے کبھی اس کے اظہار کا موقعہ نہیں آیا۔ سر فریڈرک جہاں تک ممکن تھا اپنی بیگم سے نرمی اور ملائمت کا سلوک کرتا۔ اور وہ بھی حقوق زوجیت کو بخوبی ادا کرتی تھی۔ اس کے باوجود سر فریڈرک لسیتم کے سلوک میں وہ محبت نظر نہ آتی تھی جو نوشادی شدہ مردوں میں ہوا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا حسن سلوک اور اخلاق ایسا تھا۔ جس میں افراط و تفریط کی بجا استقلال کا عنصر غالب تھا۔ یعنی وہ انسٹیشیا سے ہمیشہ ایک جیسی نرمی اور عنایت سے پیش آتا۔ وہ اسے اپنا رفیق اور بعض حیثیتوں سے اپنا دوست سمجھتا تھا۔ مگر صرف بعض حیثیتوں سے کیونکہ نہ کبھی اس نے اس سے اپنے کاروبار کا ذکر کیا۔ نہ اسے اپنی دولت کا رازدار بنایا۔ جب کبھی موقعہ ہوا اس نے یہی ظاہر کرنا کافی سمجھا۔ کہ ہم مالدار ہیں۔ اور ہمارے پاس گذارہ سے بہت زیادہ سرمایہ جمع ہے۔ عمارت کی تیاری میں بعض ادنے معاملات پر اس نے اس کا مشورہ لیا ضرور تھا۔ مگر بعد میں ہر موقعہ پر اس کے رویہ سے یہی ظاہر ہوا۔ کہ ان معاملات پر وہ اپنی رائے حتمی سمجھتے قائم کر چکا ہے۔ پھر بھی اگر انسٹیشیا اس کی منشا کے خلاف کوئی رائے ظاہر کرتی۔ تو وہ اس پر کسی طرح کا اعتراض

نہ کرنا بلکہ حکم دیتا تھا۔ کہ یہ کام اسی طرح کیا جائے۔ اور وہ اسی طرح ہوتا تھا۔ خود اسٹیشیا سر فریڈرک سے بڑے انکسار اور فرمانبرداری سے پیش آتی تھی جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ باتیں آغاز ہی سے اس کی طبیعت میں داخل تھیں۔ وہ شوہر پرست تو تھی۔ مگر شوہر کی غلام نہ تھی۔ پابند فرض تھی۔ مگر زوجیت کے وقار کو ہمیشہ قائم رکھتی تھی۔ اور چونکہ سر فریڈرک کے دوست سب کے سب معزز اور خاندانی لوگ تھے اور لیڈی اسٹیشیا کی سہیلیاں بھی ایسی خواتین تھیں جن میں سے کسی کے چلن پر حرف نہ آسکتا تھا۔ اس لئے فریقین کو اس بارہ میں کسی پر اعتراض کا موقعہ نہیں تھا۔

اٹھارہویں جلد ختم ہوئی

نئی اور نو طبع کتابیں

خونی چراغ۔ آرسین لوپن کا وہ زبردست ناول جس کا اشتہار دو ماہ پہلے نکلا تھا۔ اب چھپ کر تیار ہوگیا۔ اس ناول میں پھر ایک بار اس نامی چور کا مقابلہ نامی سراغرساں شرلک ہومز سے ہوتا۔ دونو ایک معمولی چراغ کی تلاش میں نکلتے ہیں جس کی تہ میں بیش قیمت جواہرات پوشیدہ ہیں ان کا جد و جہد اور آخری کامیابی کا حال ناول میں ملاحظہ فرمائیے۔ سرورق پر رنگین تصویر۔ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کا ترجمہ کیا ہوا۔ ۱۰۳ صفحے قیمت ۱۲؍

لالہ زار (دو حصے) مولانا احمد حسین خان صاحب پندرہ مدت دراز تک جو چھوٹی چھوٹی کہانیاں لکھتے رہے تھے۔ انہیں اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ دونو جلدوں میں ایک ایک تصویر بھی شامل۔ قیمت فی حصہ عہ۔ کامل سے ؍

بہارستان۔ سدرشن صاحب کی کہانیوں کی تازہ کتاب جو حال میں چھپی ہے۔ کہانیاں سابق کی طرح دلچسپ اور معنی خیز ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۱۲؍

عیار نواب۔ ناٹک ساگر۔ چلتا پرزہ (ناٹک) حسن کا ڈاکو (ناٹک)۔ عروج اسلام

چاندنی بی (ناٹک)۔ عہ۔ خونی ڈاکو عہ۔ کارنامہ بہرام عہ۔ ڈاکوؤں کا کلب ۱۲؍۔ منتظم

لال برادرس ۷ سپارسنز روڈ نولکھا لاہور

خونی تلوار

رینالڈس کے بینظیر تاریخی ناول میکیراف گلنکو کا اردو ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے
اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر حاوی ہے۔ جیسا سنہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا۔ ایسے
ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر۔ یہ پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔
گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں
رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہئے۔
حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر۔ آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی مظالم کی
نہ بھولنے والی داستان۔ مکمل ۵۰۸ صفحہ قیمت للعہ روپیہ

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول پیری سائڈ کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب لاہوری کے قلم سے

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے؟

باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا۔ اور اس کے نرم چمکیلے اور گھونگھر والے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے
یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی ابل مجز انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے اور صرف یہ امید اس کے لئے
باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے مال و دولت کما سکوں وہ اسی فکر میں اپنی ساری زندگی بسر کرتا
الٰہی یہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!... یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس پر محبت دل میں
خنجر گھونپ دیں جو ہر وقت اسی کے لئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا۔ ہائے کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل نفرین ہو سکتی ہے
نہایت زور دار۔ پر اثر۔ عمدہ۔ عاقبت درجہ سبق آموز۔ مکمل ۲ جلدیں ۵۱۶ صفحہ قیمت للعہ

لال برادرز ہسپتال روڈ نولکھا لاہور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو اب تک ہمارے اہتمام سے شائع ہوئے ہیں۔

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات
فسانہ لندن (۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۴۸
" (۷ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۶۴
باپ کا قاتل (۲ حصے)	بیری سانڈرز	منشی شمیم الدین صاحب لاہوری	۵۱۲
خونی تلوار	میسکر آف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۸۵۸

مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفیشنز آف آرسین لوپن	"	
چیتا پرزہ	آخری حصہ "		
خونی ہیرا (۲ حصے)	اریسٹ آف آرسین لوپن		
خونی چراغ	جیواش لیمپ		

ایڈگر جیپسن اور مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات
نقلی نواب	آرسین لوپن	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	

ولیم لکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات
منزل مقصود	ہنڈز اپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	

الگزنڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات
وطن پرست	ریجنٹس ڈاٹر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات
روحوں کا خراج	ٹریبوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	

شاعر رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	
کانٹوں کا تاج	...		

ملک
لال برادرس پبلشرز نزد نولکھا لاہور